اَلْوَرَقَۃُ الْاُوْلیٰ: فی التفسیر والحدیث ۱۴۳۰ھ

(۱) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف): ......هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ

﴿پ-۱۱-س-یونس-آیت (۵-۶)﴾

آیاتِ مبارکہ کا سلیس ترجمہ وتفسیر تحریر کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔ ''ضِیَاءً'' اور ''نُوْرًا'' کے درمیان فرق واضح کریں۔ ''قَدَّرَہٗ'' میں ضمیر مفعول کا مرجع متعین کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالاسوال میں پانچ امور حل طلب ہیں۔۱۔آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ۔۲۔آیاتِ مبارکہ کی تفسیر۔۳۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق۔۴۔ ''ضِیَاءً'' اور ''نُوْرًا'' کے درمیان فرق کی وضاحت۔۵۔ ''قَدَّرَہٗ'' کی ضمیر کا مرجع۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ:......وہی ہے جس نے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو چاندنا اور مقرر کیا اس کے لئے منزلیں تاکہ پہچانو گنتی برسوں کی اور حساب۔یوں نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے سب کچھ مگر تدبیر سے،ظاہر کرتا ہے نشانیاں ان لوگوں کیلئے جن کو سمجھ ہے۔البتہ رات اور دن کے بدلنے میں اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو ڈرتے ہیں۔

(۲) آیاتِ مبارکہ کی تفسیر:......آیاتِ مذکورہ میں سے پہلی آیت میں اللہ جل شانہ کی قدرت وحکمت کاملہ کا بیان ہے کہ اس نے روشنی کے دو عظیم الشان خزانے (سورج اور چاند) مناسب حال پیدا فرمادیئے اور پھر ہر ایک کی رفتار کیلئے ایسے پیمانے مقرر فرمادیئے جن سے سال،مہینہ،تاریخ اور اوقات کے ایک ایک منٹ کا حساب معلوم کیا جاسکتا ہے۔نہ کبھی ان کی رفتار میں فرق آتا ہے۔نہ کبھی آگے پیچھے ہوتے ہیں،نہ ان خدا ساز مشینوں میں کبھی مرمت کا وقفہ ہوتا ہے نہ ان کو گریسنگ کی ضرورت ہوتی ہے۔نہ وہ کبھی گھستی ٹوٹتی ہیں جس شان سے ازل میں چلادیا تھا چل رہی ہیں۔اس کے بعد آخرِ آیت میں اسی پر مزید تنبیہ کیلئے فرمایا ''مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ'' یعنی ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے بے فائدہ پیدا نہیں کیا بلکہ ان میں بڑی بڑی حکمتیں اور انسان کیلئے بے شمار فوائد مضمر ہیں۔وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف صاف بتلارہے ہیں جو عقل ودانش رکھتے ہیں۔اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ رات دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے واسطے توحید وآخرت کے دلائل ہیں جو خدا تعالیٰ کا ڈر مانتے ہیں۔توحید کے دلائل تو قدرت وصنعت کی یکتائی اور بغیر کسی امداد کے ان تمام چیزوں کو پیدا کرنا اور ایسے نظام کے ساتھ چلانا ہے جو نہ کبھی ٹوٹتا ہے نہ بدلتا ہے۔اور آخرت کے دلائل اس لئے ہیں کہ جس ذاتِ حکیم نے ان تمام چیزوں کو انسانوں کے فائدہ کیلئے بنایا اور ایک محکم نظام کا پابند کیا اس سے یہ ممکن نہیں کہ اس مخدوم کائنات کو اس نے بے فائدہ محض کھانے پینے کیلئے پیدا کیا ہو۔اس کے ذمہ کچھ فرائض نہ لگائے ہوں۔اور جب یہ لازم ہوا کہ اس

www.Bhalli.info

نظم و م کائنات پر بھی کچھ پابندیاں ہونا ضروری ہیں تو یہ بھی لازم ہوا کہ ان پابندیوں کو پورا کرنے والوں اور نہ کرنے والوں کا کبھی کہیں حساب ہو، کرنے والوں کو اچھا بدلہ ملے اور نہ کرنے والوں کو سزا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس دنیا میں تو جزاء وسزا کا یہ دستور نہیں یہاں تو مجرم بسا اوقات متقی پارسا سے زیادہ اچھی زندگی گذارتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ حساب اور جزاء وسزا کا کوئی دن مقرر ہو، اسی کا نام قیامت اور آخرت ہے۔

(۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق:...... ضِیَآءً:...... اسم جامد بمعنی کسی چیز کی ذاتی روشنی، اور مصدر ہو تو روشنی کرنا اگرچہ علامہ زجاج نے اسکو "ضوءۃ" کی جمع قرار دیا ہے۔ شاید اس طرف اشارہ ہو کہ روشنی کے سات رنگ جو مشہور ہیں آفتاب ان تمام کا جامع ہے۔ نُوْرًا:...... وہ روشنی جو دوسرے سے مستفاد ہو۔ اگرچہ لغت کے اعتبار سے "ضِیَآءً" اور "نُوْرًا" ایک معنی میں بمعنی روشنی کے مترادف ہیں اگر مصدر ہو تو بمعنی روشنی کرنا۔ مَنَازِلَ:...... یہ "مَنْزِلٌ" کی جمع ہے۔ جس کے اصل معنی جائے نزول، گویا کہ ظرف مکان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر دونوں کی رفتار کیلئے خاص حدود مقرر فرمائی ہیں جن میں سے ہر ایک کو منزل کہا جاتا ہے۔ یَعْلَمُوْنَ:...... صیغہ جمع مذکر غائبین، مصدر عِلْمٌ سے مشتق ہے بمعنی جاننا۔ یَتَّقُوْنَ:...... یہ بھی صیغہ جمع مذکر غائبین کا ہے۔ اِتِّقَاءٌ مصدر سے مشتق ہے بمعنی بچنا۔ کسی سے بچنا، خوف کرنا۔

(۴) ضِیَآءً اور نُوْرًا کے درمیان فرق کی وضاحت:...... ائمہ لغت نے ان دونوں لفظوں کو روشنی کے معنی میں مترادف کہا ہے اور علامہ زمخشریؒ اور علامہ طیبیؒ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ روشنی کے معنی ان دونوں لفظوں میں مشترک ہیں مگر لفظ نور عام ہے، ہر قوی وضعیف کمی اور تیز روشنی کو نور کہا جاتا ہے۔ اور ضوء وضیاء قوی اور تیز روشنی کو کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ ضیاء کسی چیز کی ذاتی روشنی کو کہتے ہیں اور نور اس روشنی کو کہتے ہیں جو دوسرے سے حاصل کردہ ہو۔

(۵) "قَدَّرَہٗ" کی ضمیر مفعول کے مرجع کی تعیین:...... بعض حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ "قَدَّرَہٗ" کی ہٗ ضمیر اگرچہ مفرد ہے مگر مراد ہر واحد کے اعتبار سے دونوں ہیں یعنی شمس اور قمر جس کی نظائر قرآن مجید اور عربی محاورات میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اگرچہ منزلیں اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر دونوں ہی کیلئے قائم فرمادی ہیں مگر اس جگہ بیان صرف چاند کی منازل کا مقصود ہے اس لئے قَدَّرَہٗ کی ضمیر مفعول مفرد قمر کی طرف راجع ہے۔ وجہ تخصیص یہ ہے کہ آفتاب کی منزلیں تو آلات رصدیہ اور حسابات کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتیں اس کا طلوع اور غروب ایک ہی ہیئت میں سال کے تمام ایام میں ہوتا رہتا ہے۔ مشاہدہ سے کسی کو یہ پتہ نہیں چل سکتا کہ آج آفتاب کونسی منزل میں ہے بخلاف چاند کے اس کے حالات ہر روز مختلف ہوتے ہیں آخر ماہ میں بالکل نظر نہیں آتا، اسی طرح کے تغیرات کے مشاہدہ سے بے علم لوگ بھی تاریخوں کا پتہ چلا سکتے ہیں۔

(۲) اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ (ب):...... ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ ۚ وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ وَھُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰہِ ۚ وَھُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۝۔

﴿پ ۱۳۔ س۔ رعد۔ آیت۔ (۱۲۔۱۳)﴾

www.Bhalli.Info

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تشریح ذکر کریں۔ "وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ" کا شانِ نزول لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ ۲۔ آیاتِ مبارکہ کی تفسیر ۳۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح ۴۔ آیت "وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ" کا شانِ نزول۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... وہ ایسا (عظیم الشان) ہے کہ تم کو (بارش کے وقت) بجلی دکھلاتا ہے جس سے (اس کے گرنے کا) ڈر بھی ہوتا ہے اور (اس سے بارش کی) امید بھی ہوتی ہے۔ اور وہ بادلوں کو بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتا ہے۔ اور (دوسرے) فرشتے بھی اس کے خوف سے (اس کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں) اور وہ (زمین کی طرف) بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے۔

(۲) آیاتِ مبارکہ کی تفسیر:...... مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ عظیم الشان ذات ہے جو تمہیں برق وبجلی دکھلاتا ہے جو انسان کیلئے خوف بھی بن سکتی ہے کہ جس جگہ پڑ جائے سب کچھ خاک کر ڈالے اور طمع بھی ہوتی ہے کہ بجلی کی چمک کے بعد بارش آئے گی جو انسان اور حیوانات کی زندگی کا سہارا ہے اور وہی ذات پاک ہے جو بڑے بڑے بھاری بادل سمندر سے مون سون بنا کر اٹھاتا ہے اور پھر اس پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کو فضاء میں بڑی سُرعت کے ساتھ کہیں سے کہیں لے جاتا ہے اور اپنے حکمِ قضاء وقدر کے مطابق جس زمین پر چاہتا ہے برساتا ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رعد فرشتہ اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر کی تسبیح پڑھتا ہے اور دوسرے فرشتے بھی اس کے خوف سے پڑھتے ہیں یا رعد سے مراد بادلوں کی آواز جو بادلوں کے باہمی ٹکراؤ سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ تسبیح پڑھتی ہے جس کو انسان کے علاوہ سب چیزیں سنتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی یہ بجلیاں زمین پر بھیجتا ہے جن کے ذریعے جس کو چاہے جلا دیتا ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید کے معاملے میں باہمی جھگڑے اور مجادلہ میں مبتلاء ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بڑی قوی تدبیر کرنے والے ہیں جس کے سامنے کسی کی چال نہیں چلتی۔

(۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تشریح:...... اَلْبَرْقُ:...... مفسرین کے نزدیک برق اس چمک کا نام ہے جو بادلوں کو ہانکنے کے لئے فرشتہ رعد آتشی کوڑا استعمال کرتا ہے، اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور اصحاب لغة کے ہاں البرق کا معنی بجلی کا ظاہر ہونا، چمکنا اور جگمگانا از باب (ن) مصدر بَرْقًا بُرُوْقًا وَبَرِيْقًا۔ عورت کا آراستہ ہونا اگر باب (س) سے مصدر بَرْقًا ہو تو معنی حیران ہونا۔ چندھیا جانا۔ اَلثِّقَالَ:...... مصدر باب (ک) بمعنی بھاری ہونا اور بوجھل ہونا اور اگر صفت ہو تو بمعنی بوجھ اور جمع ہے ثَقِيْلٌ وثِقَالٌ کی اگر از باب (ن) مصدر ثِقْلاً بمعنی وزن معلوم کرنے کیلئے وزن کا ہاتھ میں اٹھانا۔ اَلرَّعْدُ:...... مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر مقرر

www.Bhalil.info

ہے بعض نے رعد اس کوڑے کی آواز کو کہا ہے جو فرشتہ بادل کو مارتا ہے۔ جو بارش برسانے کے کام پر مامور ہے۔ اور اصحابِ لغۃ نے رعد کا معنی جو کہ مصدر بمعنی بادل کا گرجنا، کڑکنا۔ اور دھمکی دینا اور عورت کا بناؤ سنگھار کر کے سامنے آنا لیا ہے۔ کہا جاتا ہے رعد فلان (فلاں نے دھمکی دی) رعدت المراۃ (عورت بناؤ سنگھار کر کے سامنے آئی)۔ اَلصَّوَاعِقَ:...... صَاعِقَةٌ کی جمع ہے اور صَاعِقَةٌ کا معنی ھلاک کرنے والی بجلی اور اس جگہ مراد ٹوٹ کر گرنے والی بجلی کہ جس پر گرتی ہے اسکو جلا دیتی ہے۔ اَلْمِحَالِ:...... صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ مِحَالٌ بروزن کِتَابٌ بمعنی مکر و خفیہ تدبیر سے کسی کام کے کرنے کا ارادہ، تدبیر، قدرت، جھگڑا، عذاب، سزا، دشمنی قوت، شدت، ہلاک ہونا، ہلاک کرنا، ان معانی میں سے اکثر اس جگہ مراد لئے جاسکتے ہیں۔ مَحَالٌ بروزن فَعَالٌ مَحْلٌ سے مشتق ہے۔ بعض نے کہا مِحَالٌ بروزن مِفْعَلٌ اس وقت حول، حیلة یا حیلولة سے خلاف قیاس مشتق ہو۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عباسؓ نے اس کا ترجمہ شَدِيدُ الْحَوْلِ سے کیا ہے۔

(۴) ''وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ'' کا شانِ نزول:...... حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس دعوت اسلام کا پیغام بھیجا۔ وہ متکبر بولا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول کون ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کیا چیز ہے؟ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا؟ تیسری مرتبہ جب اس نے یہ گستاخانہ الفاظ بکے تو فوراً ایک بادل اٹھا اور اس پر بجلی گری جس سے اسکی کھوپری اڑ گئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) اَلسُّوَالُ الثَّانِي (الف) :...... اَفَرَءَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿﴾ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿﴾ ﴿پ۔۱۶۔س۔مریم۔آیت۔(۷۷۔۸۰)﴾

آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں۔ مذکورہ آیات کا شانِ نزول تحریر کریں۔ خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور ابواب ذکر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِي (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ آیات مبارکہ کی تفسیر۔ ۳۔ آیات مذکورہ کا شانِ نزول۔ ۴۔ خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور ابواب۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... بھلا تو نے دیکھا اس کو جو منکر ہوا ہماری آیتوں سے، اور کہا مجھ کو ملتا ہے مال اور اولاد، کیا جھانک آیا ہے غیب کو یا لے رکھا ہے رحمٰن کے ہاں اقرار، یوں نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو کہتا ہے، اور بڑھائے جاویں گے اسکو عذاب لانبا۔ اور ہم لے لیں گے اسکے مرنے پر جو بتاتا ہے اور وہ ہمارے پاس تنِ تنہا آئے گا۔

(۲) آیاتِ مبارکہ کی تفسیر:...... بخاری و مسلم میں حضرت خباب بن الارتؓ کی روایت ہے کہ ان کا کچھ قرض عاص بن وائل کے ذمہ تھا، یہ ان کے پاس تقاضا کیلئے گئے تو اس نے کہا میں تو تمہارا قرض اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد ﷺ کے ساتھ کفر و انکار کا معاملہ نہ کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا جب تک کہ تم مرو پھر زندہ ہو۔ عاص بن وائل نے کہا کہ اچھا میں مرکر پھر

www.Bhalli.info

زندہ ہوں گا؟ اگر ایسا ہے تو پس تمہارا قرض اس وقت چکادوں گا جب دوبارہ زندہ ہونگا کیونکہ اس وقت میرے پاس مال اور اولا ہونگے۔ قرآن مجید نے اس احمق کے جواب میں فرمایا کہ اسے یہ کیسے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندہ ہونے کے وقت بھی اس کے پاس مال اور اولاد ہونگے۔ کیا اس نے غیب کی باتوں کو جھانک کر معلوم کرلیا ہے؟۔ یا اللہ اور رحمٰن سے اس نے مال واولاد کیلئے کوئی عہد اور وعد لے لیا ہے؟۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بات ہوئی نہیں۔ پھر اس نے یہ خیال کیسے پکا لیا۔ یعنی جس مال اور اولاد کا ذکر کر رہا ہے آخرت میں ملنے کا معاملہ، تو بہت دور ہے دنیا میں بھی جو کچھ اس کو ملا ہوا ہے۔ اس کو بھی چھوڑنا پڑے گا اور اسکے وارث آخر کار ہم ہونگے یعنی مال اور اولاد اس سے چھن کر بالاخر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور قیامت کے روز یہ اکیلا ہمارے دربار میں حاضر ہوگا نہ کوئی اولاد ساتھ ہوگی اور نہ کوئی مال۔

(۳) آیات مذکورہ کا شان نزول:...... اوپر کی تفسیر کے ضمن میں گذر چکا ہے۔

(۴) خط کشیدہ کلمات کے صیغے اور ابواب:...... لَأُوتَيَنَّ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مجہول بلام ونون تاکید ثقیلہ از باب ثلاثی مجرد ضَرَبَ يَضْرِبُ۔ اِطَّلَعَ: ...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب اِفْتِعَال۔ نَمُدُّ: ...... صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم از باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔ نَرِثُهُ: ...... صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم مثال واوی از باب حَسِبَ يَحْسِبُ۔

(٤) اَلسُّوَالُ الثَّانِي (ب): ...... وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

﴿پ۔۱۸۔س۔النور آیت۔(۴۔۵)﴾

آیات مبارکہ کا ترجمہ وتفسیر تحریر کریں۔ حد قذف میں ثبوت احصان کے لئے کیا کیا شرائط ہیں؟ وضاحت کیساتھ لکھیں۔ محدود فی القذف کی شہادت توبہ کرنے کے بعد قبول کی جائے گی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ذکر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِي (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیات مبارکہ کا ترجمہ ۲۔ آیات مبارکہ کی تفسیر ۳۔ حد قذف میں ثبوت احصان کے شرائط کی وضاحت ۴۔ محدود فی القذف بعد از توبہ کی شہادت کے قبول کرنے نہ کرنے میں اختلاف ائمہ مع دلائل۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ:...... اور جو لوگ تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسی دُرے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔ لیکن جو لوگ اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنیوالا رحمت کرنے والا ہے۔

(۲) آیات مبارکہ کی تفسیر:...... آیات مذکورہ میں زنا کے متعلق ایک حکم جھوٹی تہمت کا جرم ہونا اور اسکی حد شرعی کو بیان کیا گیا ہے

www.Bhalli.Info

چونکہ سارے جرائم سے زیادہ معاشرے میں بگاڑ اور فساد کا ذریعہ ہے اس لئے اس کی سزا شریعتِ اسلام نے دوسرے سب جرائم سے زیادہ سخت رکھی ہے۔ اس لئے عدل وانصاف کا تقاضا تھا کہ اس معاملہ کے ثبوت کو بڑی اہمیت دی جائے بغیر شرعی ثبوت کے کوئی مرد یا عورت پر زنا کا الزام یا تہمت لگانے کی جرأت نہ کرے۔ اس لئے شریعتِ اسلام نے بغیر ثبوتِ شرعی کے جس کا نصاب چار گواہ مرد عادل ہونا ہے۔ اگر کوئی کسی پر تہمت صریح زنا کی لگائے تو اس تہمت لگانے کو بھی شدید جرم قرار دیا اور اس جرم پر بھی حدِ شرعی اسی کوڑے مقرر کی جس کا لازم اثر یہ ہوگا کہ کسی شخص پر زنا کا الزام کوئی شخص اسی وقت لگانے کی جرأت کرے گا جب اس نے اس فعلِ خبیث کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھا بھی ہو اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اسکو یہ یقین ہو کہ میرے ساتھ اور تین مردوں نے دیکھا ہے اور وہ گواہی بھی دیں گے کیونکہ اگر دوسرے گواہ ہیں ہی نہیں یا چار سے کم ہیں یا ان کے گواہی دینے میں شبہ ہے تو اکیلا یہ گواہی دیکر تہمتِ زنا کی سزا کا مستحق بنا کسی حال گوارہ نہ کریگا۔ تو ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی نہ سمجھ اکیلا کسی شخص پر زنا کی تہمت لگا دیتا ہے اور جھوٹی تہمت کا یہ جرم ثابت بھی ہو جاتا ہے۔ اور مقذوف کے مطالبہ کرنے پر اسے حد قذف جاری کی جائے گی اور وہ اسی کوڑے ہیں یہ ایک فوری سزا ہے۔ پھر فرمایا کہ دوسری سزا اسکے لئے ہمیشہ جاری رہے گی کہ اسکی شہادت کسی معاملہ میں قبول نہ کی جائے گی جب تک یہ شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت کے ساتھ توبہ نہ کرلے اور مقذوف شخص سے معافی حاصل کر کے توبہ کی تکمیل نہ کرے، اس وقت تک باجماع امت اسکی شہادت کسی بھی معاملہ میں مقبول نہ ہوگی اور اگر توبہ بھی کرلی تب بھی حنفیہ کے نزدیک اسکی شہادت قبول نہیں ہوتی، بس گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اسی بات کو اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ”اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا الخ“ یعنی وہ لوگ جن پر تہمت زنا کی حد شرعی جاری کی گئی اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنی حالت درست کرلیں کہ آئندہ اس طرح کے اقدام کا اس سے خطرہ نہ رہے اور جس پر تہمت لگائی تھی اس سے بھی معاف کرالیں، تو اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

(۳) حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کے شرائط کی وضاحت:...... حدِ قذف میں ثبوتِ احصان کیلئے چند شرائط ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔
۱۔ یعنی جس شخص پر زنا کا الزام لگانے کی صورت میں قاذف کو حدِ قذف لگائی جاتی ہے اسکی سب سے پہلی شرط عاقل ہونا ہے لہٰذا اگر کسی مجنون اور دیوانہ پر تہمت زنا لگائی تو قاذف پر حد جاری نہ ہوگی۔ ۲۔ بالغ ہونا لہٰذا نابالغ کے متعلق تہمت لگائی تب بھی احصان ثابت نہ ہوگا۔ ۳۔ آزاد ہونا۔ تیسری شرط آزاد ہونا ہے۔ لہٰذا غلام پر تہمت لگانے سے قاذف پر حدِ قذف جاری نہ ہوگی۔ ۴۔ مسلمان ہونا۔ لہٰذا غیر مسلم پر تہمت سے قاذف پر حد نہ ہوگی۔ ۵۔ عفیف ہونا یعنی مقذوف پر پہلے کبھی زنا کا ثبوت نہ ہوا ہو۔ اگر اس پر پہلے زنا کا ثبوت ہو چکا ہو تو اب مقذوف عفیف نہیں ہے لہٰذا صفتِ احصان موجود نہ ہونے کی وجہ سے قاذف پر حد جاری نہ ہوگی۔

(۴) محدود فی القذف کی بعد از توبہ شہادت قبول کرنے نہ کرنے میں اختلاف ائمہ مع دلائل:...... محدود فی القذف کی بعد از توبہ گواہی قبول ہوگی یا نہ؟ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اس کی گواہی قبول ہوگی اور فسق کا حکم بھی اس سے دور ہو جائے گا جبکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک محدود فی القذف کی بعد از توبہ بھی گواہی مردود ہی رہے گی ہمیشہ کیلئے۔ اور یہی مذہب قاضی شریحؒ اور سفیان ثوریؒ کا ہے۔

دلائل فریقین:...... ان دونوں حضرات کا مستدل اللہ جل شانہ کا قول ”اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا الخ“ ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ آیت کریمہ مذکورہ میں قاذف

www.Bhalli.Info

کے تین حکم مذکور ہیں۔۱۔ثمانین جلدۃ یعنی اسی کوڑے لگانا۔۲۔وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا یعنی اسکی کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔۳۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی ایسے لوگ فاسق ہیں۔ان تینوں حکموں کے بعد تائبین کا استثناء فرمایا ''اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا الخ'' اب تفصیل طلب امر یہ ہے کہ یہ استثناء تین حکموں میں سے کس حکم کی طرف راجع ہے۔اس بارے میں تو تمام ائمہ اربعہ متفق ہیں کہ حکمِ اول کی طرف راجع نہیں بلکہ اجماع ہے کہ قاذف پر اسی کوڑے لگائے جائیں چاہے توبہ کرے یا نہ کرے۔اب باقی دو جملے اور دو حکم ہیں۔ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ استثناء کا یہ حکم ان دونوں کی طرف راجع ہے یعنی توبہ کرنے سے اسکی گواہی بھی قبول ہوگی اور فسق کا حکم بھی اس سے دور ہو جائے گا۔ لیکن احناف کہتے ہیں کہ ''اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا الخ'' کا استثناء صرف آخیر جملہ اور حکم ''وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' کی طرف راجع ہے کیونکہ وہ اس کے قریب ہے اور متصل بھی ہے نیز یہ کہ قرآن مجید میں اور حدیثِ رسول ﷺ میں جہاں کہیں توبہ کا ذکر آیا ہے اس کا تعلق حقوق اللہ اور احکامِ آخرت سے ہے نہ کہ دینوی احکام سے،اس لئے مناسب یہ ہے کہ یہ استثناء بھی ''وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' سے متعلق رکھا جائے۔مزید برآں یہ بھی کہ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الخ کی جزاء تو فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا پر پوری ہوئی اور وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ جملہ مستانفہ ہے۔جو قذف کے جزاء اور سزاء بیان کرنے کے بعد لایا گیا ہے۔اور اسلوبِ کلام بھی بدلا ہوا ہے۔اس لئے کہ فَاجْلِدُوْهُمْ اور لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ دونوں خطاب کے صیغے اور جملے انشائیہ امر اور نہی ہیں اور جملہ ''وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ'' مستقل جملہ خبریہ اسمیہ ہے جملہ انشائیہ فعلیہ نہیں ہے۔لہٰذا بہتر ہے اس کا عطف وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ پر ہو جو کہ اسمیہ خبریہ ہے تاکہ خبریہ اسمیہ کا خبریہ اسمیہ پر عطف ہو نہ کہ انشائیہ فعلیہ پر جو کہ جائز نہیں یا مناسب نہیں۔

(٥) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف) :......وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْسَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّاكَانُوْا قَدْتَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ ، وَمَامِنْ غَازِيَةٍ اَوْسَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ. ﴿ص ۳۰۰۔م۔رحمانیہ۔حدیث (۳۴۴۴)﴾

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق ذکر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔۱۔حدیثِ مذکورہ پر اعراب۔۲۔حدیثِ مذکورہ کا ترجمہ۔۳۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیثِ مذکورہ پر اعراب:......سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیثِ مذکورہ کا ترجمہ:......حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لڑنے والا گروہ لشکر جہاد کرے پس وہ مالِ غنیمت حاصل کرے اور صحیح سالم واپس آجائے تو اس نے اپنے دو تہائی دنیا میں سے جلد حاصل کرلیا

www.Bhalli.Info

کا معنی پالینا، اور شقا کی کئی تفسیریں ہیں ہلاکت، سبب ہلاکت، برا خاتمہ، جہنم کا ایک طبقہ۔ شماتة:...... دشمن کے غم پر خوشی کا اظہار کرنا۔

الضجیع:...... ساتھ لیٹنے والا۔ پہلو کے بل لیٹنا (جب باب (ف) سے مصدر ہو)۔ البطانة:...... اندرونی خصلت۔ اگر باب (ف) کی مصدر ہو بمعنی پوشیدہ ہونا اور اگر باب (ن) کی مصدر ہو بمعنی داخل ہونا۔ علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں بطانة، ظہارة کی ضد ہے۔ ظہارة کا معنی لباس کا بیرونی حصہ اور بطانة لباس کا اندرونی حصہ۔ اس سے مراد وہ عادت اور خصلت ہے جسے آدمی لوگوں سے چھپائے۔

اَلْوَرَقَةُ الْاُوْلٰی: فی التفسیر والحدیث ۱۴۲۹ھ

(۷) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف):...... وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۞ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۞ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ ۔ ﴿پ ۱۱۔ س۔ یونس۔ آیت۔ (۶۵۔۶۷)﴾

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں (۳) "هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ" کی ترکیب کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی ۳۔ اللہ تعالیٰ کے قول "هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ" کی نحوی ترکیب۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... آپ کو انکی باتیں غم میں نہ ڈالیں، تمام تر غلبہ خدا ہی کیلئے ہے۔ وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یہ سب اللہ ہی کے ہیں۔ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں۔ محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں اور محض خیالی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اسطور پر بنایا کہ دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو سنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔ وہ پاک ہے، وہ بے نیاز ہے۔

(۲) خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی:...... وَلَا يَحْزُنْكَ:...... (یعنی آپ کو غم میں نہ ڈالیں) یہ صیغہ واحد مذکر غائب از باب نَصَرَ یَنْصُرُ ہے۔ یَتَّبِعُ:...... (وہ پیچھے پڑا) صیغہ واحد مذکر غائب از باب افتعال۔ یَدْعُوْنَ:...... (یعنی وہ بلاتے ہیں، پکارتے ہیں) صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ یَخْرُصُوْنَ:...... وہ اپنی انکلیں دوڑا رہے ہیں یعنی وہ جھوٹ بکتے ہیں۔ صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ لِتَسْكُنُوْا:...... (تاکہ تم آرام پاؤ) صیغہ جمع مذکر مخاطب باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ اِتَّخَذَ اللّٰهُ:...... (ٹھہرالیا، بنالیا) صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم مثال واوی از باب افتعال۔

www.Bhalli.Info

(۳) اللہ تعالیٰ کے قول "هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ" کی نحوی ترکیب:...... ھو ضمیر راجع بسوئے اللہ مبتداء الذی اسم موصول جعل خلق متعدی بدو مفعول فعل ھو ضمیر مستتر فاعل لام جار کم ضمیر مخاطبین مجرور محلاً، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق جعل، اللیل مفعول اول لام جارہ بمعنی کی تسکنوا جمع مذکر مخاطبین فعل با فاعل فیہ جار مجرور متعلق لتسکنوا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر بتاویل مصدر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائنا جو کہ مفعول لہ جعل کا۔ جعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں اور متعلق سے مل کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر ھو مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

(۸) **اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ (ب)**:...... وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۞ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ ۔ ﴿پ۔۱۲۔س۔یوسف۔آیت۔(۲۲۔۲۳)﴾

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) "اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ" کی تفسیر کریں (۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ "اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ" کی تفسیر۔ ۳۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اور جب وہ اپنی قوت کو پہنچ گیا تو ہم نے اس کو حکم اور علم دیا۔ اور ہم ایسے ہی نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور اسکو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا اپنے جی سے پھسلایا اور دروازے بند کر دیئے اور کہا جلدی کر۔ تو اس نے کہا خدا کی پناہ بے شک وہ میرا مالک ہے اس نے مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے۔ بے شک جو لوگ بے انصاف ہوں وہ بھلائی نہیں پاتے۔

(۲) "اِنَّهٗ رَبِّىْۤ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ" کی تفسیر:...... بظاہر آیتِ مذکور سے مراد یہ ہے کہ تیرے شوہر عزیزِ مصر نے میری پرورش کی اور مجھے اچھا ٹھکانا دیا۔ میرا محسن ہے میں اس کے حرم پر دست اندازی کروں؟ یہ بڑا ظلم ہے اور ظلم کرنے والے کبھی بھی فلاح نہیں پاتے۔ اس کے ضمن میں خود زلیخا کو بھی یہ سبق دے دیا کہ جب میں اس کی چند روزہ پرورش کا اتنا حق پہچانتا ہوں تو تجھے مجھ سے زیادہ پہچاننا چاہیے۔ اس جگہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر کو اپنا رب فرمایا، حالانکہ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ موہم شرک اور مشرکین کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے شریعتِ محمدیہ ﷺ میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا بھی ممنوع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ کوئی غلام اپنے آقا کو اپنا رب نہ کہے اور کوئی آقا اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے مگر یہ خصوصیت شریعتِ محمدیہ کی ہے جس میں شرک کی ممانعت کے ساتھ ایسی چیزوں کی ممانعت کر دی گئی ہے جن میں ذریعہ شرک بننے کا احتمال ہو۔ انبیاء سابقین کی شریعتوں میں شرک سے تو سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ مگر اسباب و ذرائع پر کوئی پابندی نہ تھی۔ اسی وجہ سے پچھلی شریعتوں میں تصویر سازی ممنوع نہ تھی۔ مگر شریعت محمدیہ ﷺ چونکہ قیامت تک کیلئے آئی ہے اسکو شرک سے پوری طرح محفوظ کرنے کیلئے ذرائع شرک کا تصور اور ایسے الفاظ سے بھی روک دیا گیا جو موہم شرک ہو سکیں۔ بہر حال

www.Bhalli.Info

یوسف علیہ السلام کا "اِنَّہٗ رَبِّیْ" فرمانا اپنی جگہ درست تھا۔

(۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی:...... بَلَغَ:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب نَصَرَ مصدر بُلُوْغًا بمعنی پہنچنا، بالغ ہونا، بَلَغَ بمعنی وہ جوانی کو پہنچا۔ نَجْزِیْ:...... صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم از باب (ضرب) مصدر جزاء بمعنی بدلہ دینا۔ نَجْزِیْ (بمعنی ہم بدلہ دیتے ہیں، ہم بدلہ دینگے)۔ رَاوَدَتْہُ:...... صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ فعل ماضی معلوم از باب مفاعلہ مصدر مراودۃ بمعنی کسی دوسرے کو کسی کام پر جس کے کرنے کا وہ ارادہ نہ رکھتا ہو پھسلانا، آمادہ کرنا۔ وَرَاوَدَتْہُ یعنی اس عورت نے اسکو پھسلایا۔ اس نے اس کو بہلایا۔ غَلَّقَتْ:...... صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ فعل ماضی معلوم از باب تفعیل مصدر تَغْلِیْق بمعنی خوب بند کرنا۔ غَلَّقَتْ بمعنی اس نے مضبوطی کے ساتھ بند کردیے۔ اَحْسَنَ:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افعال بمعنی اس نے احسان کیا، اس نے اچھا کیا مصدر احسان بمعنی اچھا کرنا۔

(۹) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (الف):...... وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً ؕ نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْۢ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْہُ سَکَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾۔

﴿پ۔۱۴۔س۔النحل۔آیت۔(۶۶۔۶۷)﴾

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) "بُطُوْنِہٖ" کی ضمیر کا مرجع متعین کریں (۳) "بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا" کی تفسیر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکور بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیات مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ بُطُوْنِہٖ کی ضمیر کے مرجع کی تعیین۔ ۳۔ "بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا" کی تفسیر۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اور بے شک تمہارے لئے چوپائیوں میں سوچنے کی جگہ ہے۔ اور تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور لہو کے درمیان ستھرا دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لئے خوشگوار ہے۔ اور کھجور کے پھلوں سے اور انگوروں سے تم نشہ اور خاص روزی بناتے ہو۔ بے شک اس میں ان لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں نشانی ہے۔

(۲) بُطُوْنِہٖ کی ضمیر کے مرجع کی تعیین:...... "بُطُوْنِہٖ" کی ضمیر غائب انعام کی طرف راجع ہے، لفظ انعام جمع مؤنث ہونے کا تقاضا یہ تھا کہ بُطُوْنِھَا کہا جاتا جیسا کہ سورۃ مومنون میں اسی طرح نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِھَا فرمایا گیا ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ سورۃ مومنون میں جمع کے معنی کی رعایت کر کے ضمیر مؤنث لائی گئی اور سورۂ نحل میں لفظ جمع کی رعایت سے ضمیر مذکر استعمال ہوئی اور محاورات عرب میں اسکی بہت سی نظائر ہیں کہ لفظ جمع کی طرف ضمیر مفرد راجع کی جاتی ہیں۔

(۳) "بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا" کی تفسیر:...... گوبر اور خون کے درمیان سے صاف دودھ نکالنے کے متعلق تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جانور جو گھاس کھاتا ہے جب وہ اس کے معدہ میں جمع ہو جاتی ہے۔ تو معدہ اسکو پکا:

www.Bhalli.Info

ہے۔ معدہ کے اس عمل سے غذا کا فضلہ نیچے بیٹھ جاتا ہے۔ اوپر دودھ ہوجاتا ہے۔ اور اس کے اوپر خون پھر قدرت نے یہ کام جگر کے سپرد کیا ہے کہ ان تینوں قسموں کو الگ الگ ان کے مقامات میں تقسیم کردیتا ہے۔ خون کو الگ کر کے رگوں میں منتقل کردیتا ہے اور وہ دودھ کو الگ کر کے جانور کے تھنوں میں پہنچادیتا ہے اور اب معدہ میں صرف فضلہ باقی رہ جاتا ہے جو گوبر کی صورت میں نکلتا ہے۔

(۱۰) اَلسُّوَالُ الثَّانِی (ب) :...... وَلَاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَّحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ ۔ ﴿پ۔۱۶۔س۔یونس۔آیت۔(۱۳۱۔۱۳۲)﴾

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) ''وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا'' کی تفسیر کریں (۳) خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِی (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں بھی تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ ''وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا'' کی تفسیر۔ ۳۔ خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اور اپنی آنکھوں کو مت پسار اس چیز پر جو ہم نے فائدہ اٹھانے کو دی ان طرح طرح کے لوگوں کو دنیا کی زندگی کی رونق، تاکہ ہم انکو اس میں جانچیں اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کر اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے، ہم تجھ کو روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا اچھا انجام ہے۔

(۲) ''وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا'' کی تفسیر:...... اس آیت میں اھل وعیال اور متعلقین کو نماز کی پابندی کی تاکید اور اسکی حکمت کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے اھل وعیال کو بھی نماز کا حکم کیجیے اور خود بھی اس پر جمے رہیے۔ یہ بظاہر دو حکم الگ الگ ہیں۔ ایک اھل وعیال کو نماز کی تاکید۔ دوسرے خود اسکی پابندی، لیکن غور کیا جائے تو خود اپنی نماز کی پوری پابندی کیلیے بھی یہ ضروری ہے کہ آپ کا ماحول آپکے اھل وعیال اور متعلقین نماز کے پابند ہوں کیونکہ ماحول اسکے خلاف ہوا تو طبعی طور پر انسان خود بھی کوتاہی کا شکار ہوجاتا ہے۔ لفظِ اھل میں بیوی، اولاد اور متعلقین بھی داخل ہیں جن سے انسان کا ماحول اور معاشرہ بنتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ روزانہ صبح کی نماز کے وقت حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے مکان پر جا کر آواز دیتے تھے الصلوۃ الصلوۃ

حضرت عروہ بن زبیرؓ جب کبھی امراء وسلاطین کی دولت وحشمت پر ان کی نظر پڑتی تو فوراً اپنے گھر میں لوٹ جاتے اور گھر والوں کو نماز کیلیے دعوت دیتے اور یہ آیت پڑھ کر سناتے تھے اور حضرت عمر فاروقؓ جب رات کو تہجد کیلیے بیدار ہوتے تو اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کردیتے تھے اور یہی آیت پڑھ کر سناتے تھے۔

(۳) خط کشیدہ الفاظ کے ابواب اور معانی:...... لَاتَمُدَّنَّ:...... (تو ہرگز نہ اٹھا، مت پسار) صیغہ واحد مذکر حاضر فعل نہی حاضر بانون ثقیلہ از باب (نَصَرَ) مصدر مَدٌّ بمعنی کھینچنا۔ مَتَّعْنَا بِهِ:...... صیغہ جمع متکلم ماضی معروف از باب تفعیل مصدر تَمْتِيعٌ (بمعنی دنیاوی

www.Bhalli.Info

سامان سے بہرہ مند کرنا) مَتَّعْنٰهُ (ہم نے اسے دنیاوی سامان دے کر بہرہ مند کردیا)۔ وَاْمُرْ:......صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم از باب (نَصَرَ) (بمعنی حکم دے تو)۔ لَانَسْئَلُكَ:......صیغہ جمع متکلم فعل مضارع منفی از باب (فَتَحَ) سؤالا سوال کرنا۔ لَانَسْئَلُكَ (ہم آپ سے سوال اور مطالبہ نہیں کرتے)۔ نَرْزُقُكَ:......(ہم تجھے رزق دیتے ہیں) صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم از باب (نَصَرَ) مصدر رِزْق بمعنی روزی دینا۔

اَلْوَرَقَۃُ الْاُوْلٰی: فی التفسیر والحدیث ۱۴۲۸ھ

(۱۳) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف) :...... وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۲۵ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۶ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۷ ۔ ﴿پ۔۱۱۔س۔ھود۔آیت (۲۵۔۲۷)﴾

www.Bhalli.Info

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) ''وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ'' کی تفسیر کریں (۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ا۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ ''وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ'' کی تفسیر ۔۳۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اور اللہ تعالیٰ دار البقاء کی طرف تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے۔ جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید بران بھی، اور ان کے چہروں پر نہ کدورت چھاوے گی اور نہ ذلت۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے بدکام کئے انکی بدی کی سزا اسکے برابر ملے گی اور انکو ذلت چھالے گی کوئی نہیں انکو اللہ تعالیٰ سے بچانے والا۔ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت (ٹکڑے) لپیٹ دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں۔ وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲) ''وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ'' کی تفسیر:...... اس سے گذشتہ آیات میں دنیاوی زندگی اور اسکی ناپائیداری کا حال تھا ان آیات مذکورہ میں دار آخرت کا حال بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ انسان کو دار السلام کی طرف دعوت دیتا ہے''، یعنی ایسے گھر کی طرف جس میں ہر طرح کی سلامتی ہی سلامتی ہے۔ نہ اس میں کسی طرح کی کوئی تکلیف ہے نہ رنج وغم، نہ بیماری کا خطرہ نہ فنا ہونے یا حالت بدل جانے کی فکر۔ دار السلام سے مراد جنت ہے۔ اسکو دار السلام کہنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں ہر طرح کی سلامتی، امن اور سکون ہر شخص کو حاصل ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ جنت کا نام دار السلام اس لئے بھی رکھا گیا ہے کہ اس میں بسنے والوں کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیز فرشتوں کی طرف سے سلام پہنچتا رہے گا۔ بلکہ لفظِ سلام ہی اہل جنت کی اصطلاح ہوگی جس کے ذریعے وہ اپنی خواہشات کا اظہار کریں گے اور فرشتے انکو مہیا کریں گے حضرت یحییٰ بن معاذؒ نے اس آیت کی تفسیر میں بطور نصیحت عوام کو خطاب کرکے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام کے بیٹے تجھ کو اللہ تعالیٰ نے دار السلام کی طرف بلایا ہے۔ تو اس دعوتِ الٰہیہ کی طرف کب اور کہاں سے قدم اٹھائے گا۔ خوب سمجھ لے کہ اس دعوت کو قبول کرنے کیلئے اگر تو نے دنیا ہی سے کوشش شروع کردی تو وہ کوشش کامیاب ہوگی اور تو دار السلام میں پہنچ جائے گا اور اگر تو نے اس دنیا کی عمر کو ضائع کرنے کے بعد یہ چاہا کہ قبر میں پہنچ کر اس دعوت کی طرف چلونگا تو تیرا راستہ روک دیا جائیگا۔ تو وہاں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ کیونکہ وہ دار العمل نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جنت کے سات ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی گھر کا نام دار السلام رکھنا مناسب نہیں جیسا کہ جنت اور فردوس نام رکھنا بھی مناسب نہیں ہے۔

(۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی:...... یَدْعُوْا: یہ صیغہ واحد مذکر غائب از باب نَصَرَ یَنْصُرُ چوں دَعٰی یَدْعُوْا بمعنی بلاتا ہے

www.Bhalli.Info

مصدر دَعْوَۃٌ بمعنی بلانا۔ یَھْدِیْ:...... یہ بھی صیغہ واحد مذکر غائب از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ چوں ھَدیٰ یَھْدِیْ بمعنی وہ پہنچا دیتا ہے۔ مصدر ھِدَایَۃٌ بمعنی مقصود تک پہنچانا۔ یا راستہ کا دکھانا اس جگہ اول معنی مراد ہے۔ اَحْسَنُوْا:...... یہ صیغہ جمع مذکر غائب از باب افعال بمعنی انہوں نے بھلائی کی مصدر احسان بمعنی بھلائی کرنا۔ یَرْھَقُ:...... واحد مذکر غائب فعل مضارع بمعنی چڑھتا ہے۔ مصدر رَھْقًا بمعنی چڑھنا۔ کَسَبُوْا:...... جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی انہوں نے کمایا مصدر کَسْبًا بمعنی کمانا۔ اُغْشِیَتْ:...... واحد مؤنث غائب از باب افعال بمعنی ڈھانک دیئے گئے مصدر اِغشاءٌ بمعنی ڈھانک دینا۔

(۱۴) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب) :...... وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَۃً ثُمَّ نَزَعْنٰھَا مِنْہُ اِنَّہٗ لَیَئُوْسٌ کَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰہُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْہُ لَیَقُوْلَنَّ ذَھَبَ السَّیِّاٰتُ عَنِّیْ اِنَّہٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَضَآئِقٌ بِہٖ صَدْرُکَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ کَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَہٗ مَلَکٌ ﴿پ ۱۲۔ س۔ ھود۔ آیت (۹۔۱۲)﴾

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) ابتدائی دو آیتوں میں انسان کی کمزوریوں کی نشان دہی کی وضاحت کریں (۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ ابتدائی دو آیتوں میں ذکر کردہ انسانی کمزوریوں کی وضاحت۔ ۳۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزا چکھادیں پھر وہ اس سے چھین لیں تو وہ ناامید اور ناشکرا ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسکو کسی تکلیف کے بعد جو اسکو پہنچی کسی نعمت کا مزا چکھادیں تو کہنے لگتا ہے۔ کہ مجھ سے برائیاں چلی گئیں۔ بے شک وہ اترانے لگتا ہے اور شیخی بگھارنے لگتا ہے۔ مگر جو لوگ صابر ہیں اور نیکیاں کرتے ہیں ان کیلئے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔ سو شاید تو چھوڑ بیٹھے گا۔ اس میں سے بعض چیزیں جو آپ پر وحی آئی اور اس سے تیرا سینہ تنگ ہوگا جو وہ کہتے ہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہیں اترا یا اسکے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا؟۔

(۲) ابتدائی دو آیتوں میں ذکر کردہ انسانی کمزوریوں کی وضاحت:...... مذکورہ بالا پہلی دو آیتوں میں فطری طور پر انسان کا غیر مستقل مزاج، جلدی پسند ہونا اور موجودہ حالت میں کھپ کر ماضی اور مستقبل کو بھلا دینا بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ اگر ہم انسان کو کوئی نعمت چکھاتے ہیں اور پھر اس سے واپس لے لیتے ہیں تو انسان بڑا ہمت ہارنا امید اور ناشکرا بن جاتا ہے۔ اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو اس کو پیش آئی ہو کسی نعمت کا مزا چکھادیں تو کہنے لگتا ہے۔ کہ اب میرا سب دکھ درد رخصت ہوا اور وہ اس میں اترنے لگتا ہے۔ اور شیخی بگھارنے لگتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان فطرتاً عجلت پسند اور موجودہ حالت کو سب کچھ سمجھنے کا عادی ہوتا ہے۔ اگلے پچھلے حالات

www.Bhalli.Info

وواقعات میں غور وفکر اور انکو یاد رکھنے کا خوگر اور عادی نہیں ہوتا اس لئے نعمت کے بعد اگر تکلیف آجائے تو رحمت سے ناامید ہو کر ناشکری کرنے لگتا ہے۔ یہ خیال نہیں کرتا کہ جس ذاتِ حق نے پہلے نعمت دی تھی وہ پھر بھی دے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کو تکلیف و مصیبت کے بعد کوئی راحت ونعمت مل جائے تو بجائے اسکے کہ پچھلی حالت میں غور کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا، اس کا شکر کرتا بلکہ اور زیادہ اترانے اور اکڑنے لگتا ہے۔ اور پچھلی حالت کو بھول کر یوں سمجھنے لگتا ہے کہ یہ نعمت تو میرا حق ہے مجھے ملنا ہی چاہیے تھا اور میں ہمیشہ اسی طرح رہوں گا، غافل یہ خیال نہیں کرتا کہ جس طرح پہلی حالت باقی نہیں رہی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ نعمت وراحت کی حالت بھی باقی نہ رہے۔

مؤمن کامل بلکہ انسانِ کامل وہی ہے جو ہر تغیر وانقلاب اور ہر رنج وراحت میں دستِ قدرت کی مستور طاقت کا مشاہدہ کرے۔ آنی فانی راحت ورنج اور اس کے صرف مادی اسباب پر دل نہ لگائے عقلمند کا کام یہ ہے کہ اسباب سے زیادہ مسبب الاسباب کی طرف زیادہ نظر کرے اسی سے اپنا رشتہ مضبوط باندھے۔

(۳) مخلوط الفاظ کے ابواب اور معانی:...... اَذَقْنَا:...... صیغہ جمع متکلم از باب افعال بمعنی ہم نے چکھایا مصدر اِذَاقَۃ بمعنی چکھانا۔ نَزَعْنٰھَا:...... یہ بھی جمع متکلم فعل ماضی از باب (ض) بمعنی ہم نے اس کو واپس لے لیا، چھین لینا مصدر نَزْعًا بمعنی چھیننا، اکھیڑنا، واپس لینا۔ مَسَّتْہُ:...... واحدہ مؤنثہ غائبہ فعل ماضی معلوم از باب (ن) بمعنی اسکو مس کیا، اسکو چھوا کا مراد اسکو پہنچی، مصدر مَسًّا بمعنی چھونا، مراد کا پہنچنا۔ ذَھَبَ:...... واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب (ف) بمعنی وہ چلا گیا۔ مصدر ذِھَابٌ بمعنی جانا۔ مَا یُوْحٰی:...... واحد مذکر غائب مضارع مجہول از باب افعال بمعنی وحی کی جاتی ہے۔ مصدر اِیْحَاءٌ بمعنی وحی کرنا، پیغام بھیجنا۔ اُنْزِلَ:...... واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب افعال بمعنی اُتارا گیا۔ مصدر اِنْزَالٌ بمعنی اتارنا۔

(۱۰) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (الف):...... وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ ۝۔

﴿پ۔۱۳۔س۔ابراہیم۔آیت (۳۵۔۳۷)﴾

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) "فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝" کی تفسیر کریں (۳) مخلوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیات مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ "فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝" کی تفسیر۔ ۳۔ مخلوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

www.Bhalli.Info

تفصیلی جواب

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ:......اور جس وقت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنادیجیے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت کرنے سے بچائے رکھئے اے میرے پروردگار! ان بتوں نے بہتیرے آدمیوں کو گمراہ کردیا۔ سو جس نے میری پیروی کی وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا۔ سو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے رب! میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے پاس ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں۔ اے ہمارے رب! تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں۔ سو آپ کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردیجیے اور ان کو پھل کھانے کو دیجیے تاکہ شکر کریں۔

(۲) "فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ" کی تفسیر:......آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گفتگو اور انسانوں کے ساتھ محبت کے معاملے کو اس طرح بیان فرمایا "کہ ان میں سے جس نے میری اتباع کی یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کا پابند ہوگیا وہ تو میرا ہی ہے" مطلب یہ ہے کہ اس پر فضل وکرم کی امید تو ظاہر ہے۔ اور جو شخص میری نافرمانی کرے تو آپ بہت مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں۔ اس آیت میں نافرمانی سے اگر صرف عملی نافرمانی یعنی بدعملی مراد لی جائے تو معنی ظاہر ہیں کہ آپ کے فضل سے ان کی مغفرت کی امید ہے اور اگر نافرمانی سے مراد کفر وانکار لیا جائے تو یہ ظاہر ہے کہ کافر ومشرک کی مغفرت نہ ہونے اور ان کی شفاعت نہ کرنے کا حکم انہیں معلوم نہ ہوا تھا کمافی المظہری عن السدی۔ اور معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع" کے حوالہ سے یہ ہے کہ اس شفاعت نہ کرنے کا حکم مشرک وکافر کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہو چکا تھا پھر ان کی مغفرت کی امید کا اظہار کرنا درست نہیں ہوسکتا اس لئے بحر محیط میں فرمایا گیا کہ اسجگہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کی سفارش یا دعاء کے الفاظ اختیار نہیں کیے یہ نہیں فرمایا کہ آپ انکی مغفرت کردیں البتہ پیغمبرانہ شفقت جس کے دامن میں کافر بھی رہتے ہیں اور ہر پیغمبر کی دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ کوئی کافر بھی عذاب میں مبتلا نہ ہو، اپنی اس طبعی خواہش کا اظہار اس عنوان سے کردیا کہ آپ تو بڑے غفور رحیم ہیں۔ ان کو ہدایت دے دیں۔ یوں نہیں فرمایا کہ ان کے ساتھ مغفرت ورحمت کا معاملہ فرمادیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے کافروں کے بارے میں فرمایا "وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم" یعنی اگر آپ ان کی مغفرت فرمائیں تو آپ قوی اور حکمت والے ہیں سب کچھ کرسکتے ہیں کوئی روکنے والا نہیں۔ ان دونوں پیغمبروں نے کافروں کے معاملہ میں سفارش پر اقدام تو اس لئے نہیں کیا کہ وہ ادب حق کے خلاف تھا مگر یہ بھی نہیں فرمایا کہ ان کافروں پر آپ عذاب نازل کردیں بلکہ ادب کے ساتھ ایک خاص عنوان سے ان کے بھی بخشے جانے کی طبعی خواہش کا اظہار کردیا۔

(۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی:......تَبِعَنِیْ:......صیغہ واحد مذکر فعل ماضی از باب (س) بمعنی اس نے میری پیروی کی۔ مصدر تَبَعًا پیروی کرنا، کہا ماننا۔ عَصَانِیْ:......صیغہ واحد مذکر غائب از باب (ض) بمعنی اس نے میری نافرمانی کی یعنی کہنا نہ مانا۔ مصدر عَصْیٌ ومَعْصِیَۃٌ بمعنی نافرمانی کرنا، مخالفت کرنا۔ اَسْکَنْتُ:......صیغہ واحد متکلم از باب افعال بمعنی میں نے آباد کیا۔ بسایا مصدر اِسْکَانًا بمعنی بسا دینا، آباد کرنا۔ لِیُقِیْمُوْا:......صیغہ جمع مذکر غائب منصوب بتقدیر اَنْ بحذف نون از باب افعال بمعنی تاکہ وہ قائم رکھیں،

www.Bhalli.Info

پورا کریں۔ مصدر اِقَامَۃَ الصَّلٰوۃِ یعنی نماز کو پورا کرنا، قائم ودائم رکھنا۔ تَہْوِیْ:...... واحدہ مؤنثہ مضارع معلوم از باب (ض) بمعنی مائل ہو یا ٹوٹ پڑے مصدر ھُوِیًّا بمعنی مائل ہونا، ٹوٹ پڑنا۔ وَارْزُقْھُمْ:...... صیغہ واحد مذکر مخاطب امر حاضر از باب (ن) اور انہیں روزی پہنچائے، دیجیے مصدر رِزْقًا بمعنی روزی دینا یا پہنچانا۔

(۱۶) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب) ...... وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِھَا الْاَوَّلُوْنَ وَاٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَۃَ مُبْصِرَۃً فَظَلَمُوْا بِھَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَکَ اِنَّ رَبَّکَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَۃَ الْمَلْعُوْنَۃَ فِی الْقُرْاٰنِ وَنُخَوِّفُھُمْ فَمَا یَزِیْدُھُمْ اِلَّا طُغْیَانًا کَبِیْرًا ۝ (پ۔۱۵۔س۔بنی اسرائیل۔آیت (۵۹۔۶۰))

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) ''وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ'' کی تفسیر کریں (۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ ''وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ'' کی تفسیر۔ ۳۔ مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اور ہم کو معجزات کے بھیجنے سے نہیں روکا مگر اس بات نے کہ انکو پہلے لوگوں نے جھٹلایا۔ اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کہ بصیرۃ کا ذریعہ تھی سو ان لوگوں نے اسکے ساتھ ظلم کیا، اور ہم ایسے معجزات کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں۔ اور جب ہم نے تجھ سے کہدیا ہے کہ تیرے رب نے لوگوں کو گھیر لیا ہے۔ اور ہم نے جو تماشا آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کردیا اور ہم ان لوگوں کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

(۲) ''وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ'' کی تفسیر:...... اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ شب معراج بحالت بیداری جو تماشا ہم نے آپ کو دکھلایا تھا وہ لوگوں کیلئے ایک فتنہ تھا۔ لفظِ فتنہ عربی زبان میں بہت سے معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے اس کے ایک معنی گمراہی اور ایک معنی آزمائش کے بھی آتے ہیں ایک معنی کسی ہنگامہ وفساد کے برپا ہونے کے بھی آتے ہیں۔ اس جگہ ان سب معانی کا احتمال ہے۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ اور حسنؒ اور مجاہدؒ وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس جگہ فتنہ سے مراد یہی آخری معنی لئے ہیں اور فرمایا کہ فتنہ ارتداد کا تھا کہ جب رسول کریم ﷺ نے شب معراج میں بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر جانے اور صبح سے پہلے واپس آنے کا ذکر کیا تو بہت سے نومسلم لوگ جنہیں ایمان راسخ نہ ہوا تھا اس کلام کی تکذیب کر کے مرتد ہوگئے تھے۔ اسی واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ لفظ رؤیا عربی زبان میں اگرچہ خواب کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس جگہ مراد خواب کا قصہ نہیں کیونکہ ایسا ہوتا تو لوگوں کے مرتد ہوجانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ خواب تو ہر شخص ایسے دیکھ سکتا ہے بلکہ اس جگہ مراد رؤیا سے ایک واقعہ عجیبہ کا بحالت

www.Bhalli.Info

بیداری دکھلاتا ہے۔ آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں بعض حضرات نے اسکو واقعہ معراج کے سوا دوسرے واقعات پر بھی محمول کیا ہے مگر مجموعی اعتبار سے یہاں منطبق نہیں ہوتے اس لئے جمہور نے واقعہ معراج ہی کو اس آیت کا محمل قرار دیا ہے۔

(۳) مخلوط الفاظ کے ابواب اور معانی:...... مَنَعَنَا:......(اس نے ہمیں روکا) صیغہ واحد مذکر غائب از باب (ف) مصدر مَنْعًا بمعنی روکنا۔ کَذَّبَ:......(اس نے جھٹلایا، انکار کیا) صیغہ واحد مذکر فعل ماضی معلوم از باب تفعیل مصدر تَکْذِیْبٌ بمعنی جھٹلانا یا انکار کرنا۔

فَظَلَمُوْا:......(پس انہوں نے ظلم کیا) صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب (ض) مصدر اَلظُّلْمُ بمعنی کسی پر نا انصافی کرنا، ظلم کرنا۔

نُرْسِلُ:......(ہم بھیجتے ہیں) صیغہ جمع متکلم فعل مضارع معلوم از باب افعال مصدر اِرْسَالٌ بمعنی بھیجنا۔ اَحَاطَ:......(اس نے گھیر لیا یا گھیرے میں لے لیا) صیغہ واحد مذکر غائب فعل معلوم از باب افعال مصدر احاطۃ بمعنی کسی کو گھیر لینا، احاطہ کر لینا۔ الرُّؤْیَا:......بمعنی خواب، جمع رُئًی۔ مصدر رُؤْیًا بمعنی خواب دیکھنا۔ از باب (ض) ماضی رَئَی (اس نے خواب دیکھا یا آنکھ سے دیکھا)۔

(۱۷) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ، لَایُخْرِجُهٗ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ، وَاِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَیَّ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، اَوْ اَرْجِعَهٗ اِلٰی مَنْزِلِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ، اَوْ غَنِیْمَةٍ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَامِنْ کَلْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ کُلِمَ، لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ، وَرِیْحُهٗ رِیْحُ مِسْكٍ. ﴿ص ۳۹۰۔م۔رح۔حدیث (۱۲۹۴)﴾

(۱) حدیث پر اعراب لگائیں (۲) ترجمہ کریں (۳) مخلوط الفاظ کے ابواب اور معانی لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں: ۱۔ عبارتِ مذکورہ پر اعراب۔ ۲۔ عبارتِ مذکورہ کا ترجمہ۔ ۳۔ مخلوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیثِ مذکورہ پر اعراب:...... سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیثِ مذکورہ کا ترجمہ:...... حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لیتا ہے۔ جو اس کی راہ میں نکلے، اس کو گھر سے نکالنے والی چیز صرف میرے راستے میں جہاد ہی کرنا ہو۔ مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اور کچھ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسکا ضامن ہوتا ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں یا اس کے گھر کی طرف اجر یا غنیمت کے ساتھ واپس لوٹا دوں جس سے وہ نکل کر گیا تھا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو قیامت کے دن مجاہد اس حال میں آئے گا کہ گویا وہ زخم ابھی لگا ہے۔ اسکا رنگ تو خون والا ہوگا اور اسکی مہک مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔

www.Bhalli.Info

(ا) آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) تفسیر کریں (۳) ماقبل سے ربط بیان کریں اور دعوت کے اصول پر روشنی ڈالیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اصلی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ ۲۔ آیاتِ مبارکہ کی تفسیر ۳۔ آیاتِ مبارکہ کا ماقبل سے ربط ۴۔ دعوت کے اصول پر روشنی ڈالنا۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔ آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس کے راستہ سے گم ہوگیا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے اور اگر تم بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے۔ اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے۔

(۲) آیاتِ مبارکہ کی تفسیر:...... مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت میں دعوت وتبلیغ کا مکمل نصاب اور اس کے اصول وضوابط اور آداب کی پوری تفصیل چند کلمات میں سموئی ہوئی ہے۔ تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت ہرم ابن حیانؒ کی موت کا وقت آیا تو عزیزوں نے درخواست کی کہ کچھ ہمیں وصیت فرمایئے تو فرمایا کہ وصیت تو لوگ اموال کی کیا کرتے ہیں وہ میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میں تم کو اللہ تعالیٰ کی آیات خصوصاً سورۂ نحل کی آخری آیتوں کی وصیت کرتا ہوں کہ ان پر مضبوطی سے قائم رہو۔ دعوت کے لفظی معنی بلانے کے ہیں، انبیاء علیہم السلام کا پہلا فرض منصبی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔ پھر تمام تعلیماتِ نبوت ورسالت اسی دعوت کی تشریحات ہیں قرآن کریم کی اس آیتِ مذکورہ میں آپ کو اس دعوت کا حکم دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے "ادع الی سبیل ربک الخ" یعنی اپنے رب کے راستہ کی طرف لوگوں کو بلایئے یعنی اس کے دین اور صراطِ مستقیم کی طرف بلایئے۔ اور اس بلاوے اور دعوت میں حکمت اور موعظہ حسنہ سے دامن خالی نہ ہو۔ اور حکمت سے مراد بعض ائمہ تفسیر نے قرآن مجید اور بعض نے قرآن وسنت اور بعض نے حجت قطعیہ کو قرار دیا ہے۔ علامہ آلوسی صاحب روح المعانی نے حکمت کی تفسیر کی ہے "اس درست کلام کا نام ہے جو انسان کے دل میں اتر جائے"۔ بہر حال اس آیت میں حضور ﷺ کو اور ان کی وساطت سے پوری امت کو یہ خطاب کیا گیا ہے کہ لوگوں کو اپنے رب کی طرف قرآن وسنت کی روشنی میں بلایئے یا ایسی کلام کے ساتھ بلایئے جو لوگوں کے دل میں اُتر جائے۔ اور اگر کہیں دعوت میں بحث ومباحثہ کی ضرورت پیش آجائے تو وہ مباحثہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہیے۔ روح المعانی میں اچھے طریقہ سے یہ مراد ہے کہ گفتگو میں لطف اور نرمی اختیار کی جائے۔ دلائل ایسے پیش کئے جائیں جو مخاطب آسانی سے سمجھ سکے، دلیل میں وہ مقدمات پیش کئے جائیں جو مشہور ومعروف ہوں تا کہ مخاطب کے شکوک دور ہوں اور وہ ہٹ دھرمی کے راستہ پر نہ پڑ جائے۔

دوسری آیت میں داعیانِ حق کیلئے ایک اور اہم ہدایت ہے وہ یہ کہ بعض اوقات ایسے سخت دل جاہلوں سے سابقہ پڑتا ہے کہ ان کو کتنی ہی نرمی اور خیر خواہی سے بات سمجھائی جائے وہ اس پر بھی مشتعل ہوجاتے ہیں، زبان درازی کرکے ایذاء پہنچاتے ہیں اور بعض اوقات اس سے بھی تجاوز کرکے ان کو جسمانی تکلیف پہنچاتے بلکہ قتل تک سے بھی گریز نہیں کرتے، ایسے حالات میں دعوت

www.Bhalli.Info

حق دینے والوں کو کیا کرنا چاہیے۔ اس کیلئے "وَاِنْ عَاقَبْتُمْ الخ" میں ایک تو ان حضرات کو قانونی حق دیا گیا کہ جو آپ پر ظلم کرے آپ کو بھی اس سے اپنا بدلہ لینا جائز ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ بدلہ لینے میں مقدارِ ظلم سے تجاوز نہ ہو، جتنا ظلم اس نے کیا ہے، اتنا ہی بدلہ لیا جائے اس میں زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور آخرِ آیت میں مشورہ دیا کہ اگرچہ آپ کو انتقام لینے کا حق ہے لیکن صبر کریں اور انتقام نہ لیں تو یہ بہتر ہے۔

(۳) آیاتِ مبارکہ کا ماقبل سے ربط:...... سابقہ آیات میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کے اثبات سے مقصود یہ تھا کہ امت آپ کے احکام کی تعمیل کر کے رسالت کے حقوق ادا کریں۔ مذکورہ آیات میں خود رسول کریم ﷺ کو ادائے رسالت کے حقوق اور آداب کی تعلیم ہے جس کے عموم میں تمام مؤمنین شریک ہیں۔

(۴) دعوت کے اصول پر روشنی ڈالنا:...... پہلی آیت مذکورہ بالا میں دعوت کے تین اصول کا ذکر ہے اول حکمت، دوسرے موعظہ حسنہ، تیسرے مجادلة بالتی ھی احسن۔ بعض حضرات مفسرینؒ نے فرمایا کہ یہ تین چیزیں مخاطبین کی تین قسموں کی بنا پر ہیں، دعوت بالحکمۃ اہل علم وفہم کیلئے۔ دعوت بالموعظہ، عوام کیلئے ہے۔ مجادلہ ان لوگوں کیلئے جن کے دلوں میں شکوک وشبہات ہوں یا عناد اور ہٹ دھرمی کے سبب بات ماننے سے منکر ہوں۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ ان تین چیزوں کے مخاطب الگ الگ تین قسم کی جماعتیں ہونا سیاقِ آیت کے لحاظ سے بعید معلوم ہوتا ہے (بیان القرآن) لہٰذا یہ اصولِ دعوت ہر ایک میں استعمال کرتے ہیں کہ پہلے حکمت سے مخاطب کے حالات کا جائزہ اس کے مناسب کلام تجویز کرنا ہے، پھر اس کلام میں خیر خواہی اور ہمدردی کے جذبہ کے ساتھ ایسے شواہد اور دلائل سامنے لاتا ہے جن سے مخاطب مطمئن ہو سکے اور طرزِ بیان وکلام ایسا مشفقانہ اور نرم رکھتا ہے کہ مخاطب کو اس کا یقین ہو جائے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں میری ہی مصلحت اور خیر خواہی کیلئے کہہ رہے ہیں۔ مجھے شرمندہ کرنا یا میری حیثیت کو مجروح کرنا انکا مقصد نہیں۔ علامہ صاحب روح المعانی نے فرمایا کہ آیت کے نسق سے معلوم ہوتا ہے کہ اصولِ دعوت اصل میں دو ہیں۔ ا۔ حکمت۔ ۲۔ موعظت اور تیسری چیز مجادلہ اصولِ دعوت میں داخل نہیں ہاں طریقِ دعوت میں کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصولِ دعوت دو چیزیں ہیں حکمت اور موعظت جن سے کوئی دعوت خالی نہ ہونی چاہیے، خواہ علماء وخواص کو ہو یا عوام الناس کو۔ البتہ دعوت کے وقت ایسے لوگوں سے سابقہ پڑ جائے جو شکوک واوہام میں مبتلا اور داعی کے ساتھ بحث ومباحثہ پر آمادہ ہیں تو ایسی حالت میں مجادلہ کی تعلیم دی گئی۔ مگر وہ مجادلہ احسن ہو غیر احسن نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

(۲۲) اَلسُّوَالُ الثَّانِی (ب):...... يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۞ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۞ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰی حِيْنٍ ۞۔

﴿پ۔۱۸۔ س۔ مؤمنون۔ آیت (۵۱۔۵۴)﴾

(ا) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) تفسیر کریں (۳) "يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا" میں اکل طیب اور

www.Bhalli.Info

مل صالح کو ملانے کی حکمت بیان کریں۔

اَلْجَوابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔۱۔آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔۲۔آیاتِ مبارکہ کی تفسیر۔۳۔آیت "یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا" میں اکل طیب اور عمل صالح کو ملانے کی حکمت۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اے پیغمبرو! تم نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو بے شک میں جو تم کرتے ہو خوب جانتا ہوں۔ اور بے شک یہ ہے تمہارا طریقہ جو ایک ہی طریقہ ہے۔ اور میں تمہارا رب ہوں تم مجھ سے ڈرتے رہو۔ سو ان لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔ ہر فرقہ جو ان کے پاس ہے وہ اسی پر خوش ہو رہے ہیں۔ سو آپ ان کو انکی جہالت میں ایک خاص وقت تک رہنے دیجیے۔

(۲) آیاتِ مبارکہ کی تفسیر:...... مذکورہ بالا آیات میں سے سب سے پہلی آیت میں لفظ طیبات آیا ہے جو کہ جمع ہے طیبۃ کی اور اسکا لغوی معنی پاکیزہ اور نفیس چیز۔ اور چونکہ شریعتِ اسلام میں جو چیزیں حرام کر دی گئی ہیں نہ وہ پاکیزہ ہیں نہ اہل عقل کیلئے نفیس و مرغوب ہیں۔ اس لئے طیبات سے مراد صرف حلال چیزیں ہیں جو ظاہری اور باطنی ہر اعتبار سے پاکیزہ اور نفیس ہیں۔ تو اس آیت میں یہ بتلایا گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنے وقت میں دو ہدایات دی گئی ہیں ایک یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ کھاؤ دوسرے یہ کہ عمل نیک اور صالح کرو۔ اور جب انبیاء علیہم السلام کو یہ خطاب کیا گیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے معصوم بنایا ہے تو ان کی امت کے لوگوں کے لئے یہ حکم زیادہ قابل اہتمام ہے۔ اور اصل مقصود بھی امتوں ہی کو اس حکم پر چلانا ہے۔ "وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً" لفظ "امت" ایک جماعت اور کسی خاص پیغمبر کی قوم کے معنی میں معروف اور مشہور ہے اور کبھی یہ لفظ طریقہ اور دین کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے قرآن مجید کی ایک آیت "اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ" میں امت سے مراد ایک دین اور طریقہ ہے۔ یہی معنی اس جگہ بھی مراد ہیں۔

"فَتَقَطَّعُوْۤا الخ" اس میں زبر کا لفظ زبور کی جمع ہے جو کتاب کے معنی میں آتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے مراد آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو سب انبیاء اور انکی امتوں کو اصول اور عقائد کے مسائل میں ایک ہی دین اور طریقہ پر چلنے کی ہدایت فرمائی تھی مگر امتوں نے اسکو نہ مانا اور آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہر ایک نے اپنا اپنا طریقہ الگ اور اپنی کتاب الگ بنالی۔ اور زُبَر کبھی زُبْرَةٌ کی جمع بھی آتی ہے۔ جس کے معنی قطعہ اور فرقہ کے ہیں۔ یہی معنی اس جگہ زیادہ واضح ہیں۔ اور مراد آیت کی یہ ہے کہ یہ لوگ عقائد اور اصول میں بھی مختلف فرقے بن گئے لیکن فروعی اختلاف ائمہ مجتہدین کا اسمیں داخل نہیں کیونکہ ان اختلافات سے دین و ملت الگ نہیں ہو جاتا اور ایسا اختلاف رکھنے والے لوگ الگ الگ فرقے نہیں کہلاتے اور اس اجتہادی اور فروعی اختلاف کو فرقہ واریت کا رنگ دینا خالص جہالت ہے جو کسی مجتہد کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

(۳) آیت "یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا" میں اکل طیب اور عمل صالح کو ملانے کی حکمت:...... علماء نے فرمایا کہ اکل

www.Bhalli.Info

طیب اور عمل صالح دونوں حکموں کو ایک ساتھ لانے میں یہ حکمت ہے کہ حلال غذا کا عمل صالح میں بڑا دخل ہے۔جب غذا حلال ہوتی ہے تو نیک اعمال کی توفیق خود بخود ہونے لگتی ہے اور غذا حرام ہو تو نیک کام کا ارادہ کرنے کے باوجود بھی اسمیں مشکلات حائل ہو جاتی ہیں۔حدیث شریف میں ہے کہ بعض لوگ لمبے لمبے سفر کرتے ہیں اور غبار آلود رہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے دعاء کیلئے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور یارب یارب پکارتے ہیں مگر ان کا کھانا بھی حرام کا ہوتا ہے اور پینا بھی ،اور لباس بھی حرام سے تیار ہوتا ہے اور حرام ہی کی انکو غذا ملتی ہے ایسے لوگوں کی دعاء کہاں قبول ہو سکتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اور دعاء کے قبول ہونے میں حلال کھانے کو بڑا دخل ہے۔

(۲۳) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):......عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ فَتًی مِنْ اَسْلَمَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَااَتَجَھَّزُبِہٖ قَالَ اِئْتِ فُلَانًا قَدْکَانَ تَجَھَّزَفَمَرِضَ فَاَتَاہُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اَعْطِنِیْ الَّذِیْ تَجَھَّزْتَ بِہٖ قَالَ یَا فُلَانَۃُ اَعْطِیْہِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَھَّزْتُ بِہٖ وَلَاتَحْبِسِیْ عَنْہُ شَیْئًا فَوَاللّٰہِ لَاتَحْبِسِیْ مِنْہُ شَیْئًافَیُبَارَکُ لَکِ فِیْہِ (ص ۳۹۳۔م۔رح۔حدیث (۱۳۰۸))

(۱) حدیث مبارک پر اعراب لگائیں (۲) ترجمہ کریں (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالاسوال میں تین امور حل طلب ہیں۔۱۔حدیث مبارکہ پر اعراب۔۲۔حدیث شریف کا ترجمہ۔۳۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیث مبارکہ پر اعراب:......سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیث مبارکہ کا ترجمہ:......حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا،اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں اور میرے پاس وہ چیز نہیں ہے جس کے ذریعے میں جہاد کی تیاری کروں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا فلاں آدمی کے پاس جاؤ، تحقیق اس نے تیاری کی تھی پس وہ بیمار ہو گیا۔چنانچہ وہ اس شخص کے پاس آیا اور کہا بے شک اللہ کے رسول ﷺ تجھ کو سلام دیتے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ تو مجھ کو وہ سامان دے دے جو تم نے جہاد کیلئے تیار کیا ہے۔تو اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا اے فلانی تو اسکو وہ سامان دے دے جسکے ساتھ میں نے جہاد کی تیاری کی تھی اور اس میں سے کوئی چیز بھی نہ روکنا۔پس اللہ کی قسم تو اس میں سے کچھ بھی نہ روکنا تاکہ تیرے لئے اس میں برکت دی جائے۔

(۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق:......اَتَجَھَّزُبِہٖ:......صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم از باب تفعّل مصدر تَجَھُّزًا بمعنی تیاری کرنا جہیز اسی سے مشتق ہے یعنی وہ سامان جو دلھن کو انکے گھر والے دیتے ہیں۔فَاَتَاہُ:......صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی

www.Bhalli.Info

یفتح بمعنی منع کرنا۔ یَجزء:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب افعال مصدر اجزاء بمعنی کفایت کرنا۔

الورقۃ الاولیٰ: فی التفسیر والحدیث ۱۴۲۶ھ

(۲۵) السّوال الاوّل (الف) ...... اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ ۔ ﴿پ۔۱۱۔س۔یونس۔آیت (۶۲۔۶۴)﴾

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں (۲) اولیاء اللہ پر خوف اور غم نہ ہونے کا مطلب کیا ہے (۳) اولیاء اللہ کی تعریف اور علامات بیان فرمائیں۔

اَلجواب عَنِ السّوالِ الاَوّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں۔۱۔آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ۔۲۔آیاتِ مذکورہ کی تفسیر۔۳۔اولیاء اللہ پر غم اور خوف نہ ہونے کا مطلب۔۴۔اولیاء اللہ کی تعریف۔۵۔اولیاء اللہ کی علامات۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... یادرکھو بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں۔وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پرہیزرکھتے ہیں۔اُن کیلئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۲) آیاتِ مذکورہ کی تفسیر:...... آیاتِ مذکورہ میں اولیاء اللہ کے مخصوص فضائل اور ان کی تعریف اور پہچان پھر دنیا وآخرت میں ان کیلئے بشارت کا ذکر ہے۔ارشاد فرمایا کہ اولیاء اللہ کو نہ کسی ناگوار چیز کے پیش آنے کا خطرہ ہوگا اور نہ کسی مقصد کے فوت ہوجانے کا غم اور اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کی،ان کیلئے دنیا میں خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔

(۳) اولیاء اللہ پر غم اور خوف نہ ہونے کا مطلب:...... اولیاء اللہ پر خوف وغم نہیں ہوتا۔اس سے یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ آخرت میں حساب کتاب کے بعد جب ان کو ان کے مقام جنت میں داخل کردیا جائے گا تو خوف وغم سے ہمیشہ انکو نجات ہوجائے گی۔نہ کسی تکلیف وپریشانی کا خطرہ رہے گا نہ کسی محبوب ومطلوب چیز کے ہاتھ سے نکل جانے کا غم ہوگا بلکہ جنت کی نعمتیں دائمی لازوال ہوں گی۔اس معنی کے اعتبار سے تو مضمون میں کوئی اشکال نہیں۔

بہت سے مفسّرین نے فرمایا کہ اولیاء اللہ پر خوف وغم نہ ہونا دنیا اور آخرت دونوں کیلئے عام ہے اور اولیاء اللہ کی خصوصیت یہی ہے کہ دنیا میں بھی وہ خوف وغم سے محفوظ ہیں اور آخرت میں ان پر خوف وغم نہ ہونا تو سب ہی جانتے ہیں۔اور اس میں سب اہل جنت داخل ہیں۔مگر اس پر حالات وواقعات کے اعتبار سے یہ اشکال ہے کہ دنیا میں تو یہ بات مشاہدہ کے خلاف ہے کیونکہ اولیاء اللہ تو کیا انبیاء علیہم السلام بھی اس دنیا میں خوف وغم سے محفوظ نہیں بلکہ ان کا خوف وخشیت اوروں سے زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا" یعنی اللہ تعالیٰ سے پوری طرح علماء ہی ڈرتے ہیں۔اسی طرح کا مضمون متعدد آیات

www.Bhalli.Info

میں اور احادیث میں موجود ہے۔

(۴) اولیاء اللہ کی تعریف:...... اللہ کا ولی وہ شخص ہے جو متبع سنت ہو۔ اور اسکی صحبت ومجالست سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہو۔ لہٰذا جو شخص حضور ﷺ کے سنت کے تابع نہیں وہ خود درجہ ولایت سے محروم ہے۔ چاہے کشف وکرامات ان سے کتنے ہی صادر ہوں اور جو شخص مذکورہ صفات کے اعتبار سے ولی ہوگا اگر چہ اس سے کبھی کرامت ظاہر نہ ہوئی ہو وہ اللہ کا ولی ہے۔

(۵) اولیاء اللہ کی علامات:...... اولیاء اللہ کی علامت وپہچان تفسیر مظہری میں حدیث قدسی کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں جو میری یاد کے ساتھ یاد آویں اور جن کی یاد کے ساتھ میں یاد آؤں۔ اور ابن ماجہ میں بروایت حضرت اسماء بنت یزیدؓ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اولیاء اللہ کی یہ پہچان وعلامت بتلائی ”الذین اذا رُءُ وا ذکر اللہ“ یعنی جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر انسان کو اللہ کے ذکر کی توفیق اور دنیاوی فکروں کی کمی محسوس ہو۔ یہ علامت اس کے ولی اللہ ہونے کی ہے۔

(۲۶) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب) :...... لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۔ ﴿پ۔۱۳۔س۔رعد۔آیت (۱۱)﴾

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں (۲) احادیث کی روشنی میں ”لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ“ کی وضاحت کریں (۳) ”اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ“ کا مطلب بیان کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیتِ مذکورہ کا ترجمہ ۲۔ آیتِ مذکورہ کی تفسیر ۳۔ حدیث شریف کی روشنی میں ”لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ“ کی وضاحت ۔۴۔ ”اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ“ کا مطلب۔

تفصیلی جواب

(۱) آیت مذکورہ کا ترجمہ:...... اس (بندہ) کے آگے سے اور پیچھے سے کچھ پہرے دار ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی (بندہ کی) نگہبانی کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اسکو جو ان کے جیوں میں ہے نہ بدلیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر آفت کا ارادہ کرتا ہے پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ اور اس کے سوا انکا کوئی مددگار نہیں ہے۔

(۲) آیتِ مذکورہ کی تفسیر:...... آیت مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص خواہ اپنے کلام کو چھپاتا ہے یا ظاہر کرنا چاہتا ہے، اسی طرح اپنے چلنے پھرنے کو رات کی تاریکیوں کے ذریعے مخفی رکھنا چاہے یا کھلے بندوں سڑکوں پر پھرے، ان سب انسانوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی جماعتیں مقرر ہیں جو ان کے آگے اور پیچھے سے احاطہ کئے رہتے ہیں جن کی خدمت اور ڈیوٹی بدلتی رہتی ہے۔ اور وہ یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہیں۔ ان کے ذمہ یہ کام سپرد ہے کہ وہ بحکمِ خداوندی انسانوں کی حفاظت کریں۔ پھر آگے فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالتِ امن وعافیت کو آفت ومصیبت میں اسوقت تک تبدیل نہیں کرتے جب تک وہ قوم خود ہی اپنے اعمال واحوال کو

www.Bhalli.Info

برائی اور فساد میں تبدیل نہ کرلے۔اور جب وہ اپنے حالات کو سرکشی اور نافرمانی سے بدلتی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا طرز بدل دیتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی کسی کا برا چاہیں اور عذاب دینا چاہیں تو نہ پھر کوئی اسکو ٹال سکتا ہے اور نہ کوئی حکمِ ربانی کے خلاف انکی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔حاصل یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کی طرف سے انسانوں کی حفاظت کیلئے فرشتوں کا پہرہ لگا رہتا ہے لیکن جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر اور اسکی اطاعت چھوڑ کر بدعملی، بدکرداری اور سرکشی ہی اختیار کرلے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا حفاظتی پہرہ اٹھا لیتے ہیں۔پھر اللہ تعالیٰ کا قہر وعذاب ان پر آتا ہے جس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں رہتی (اعاذنا اللہ منہ) اس تشریح سے معلوم ہوا کہ آیتِ مذکورہ میں تغیرِ احوال سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی قوم اطاعت اور شکرگزاری کو چھوڑ کر اپنے حالات میں بڑی تبدیلی پیدا کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنا طرز (رحمت وحفاظت کا) بدل دیتے ہیں۔

(۳) حدیث شریف کی روشنی میں ''لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ'' کی وضاحت:...... صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ فرشتوں کی دو جماعتیں حفاظت کیلئے مقرر ہیں ایک رات کیلئے دوسری دن کیلئے اور یہ دونوں جماعتیں صبح اور عصر کی نمازوں میں جمع ہوتی ہیں۔صبح کی نماز کے بعد رات کے محافظ رخصت ہو جاتے ہیں۔دن کے محافظ کام سنبھال لیتے ہیں۔اور عصر کی نماز کے بعد یہ رخصت ہو جاتے ہیں، رات کے فرشتے اپنی ڈیوٹی پر آجاتے ہیں۔ابوداؤد کی ایک حدیث میں بروایۃ علی المرتضیٰؓ مذکور ہے کہ ہر انسان کے ساتھ کچھ حفاظت کرنے والے فرشتے مقرر ہیں جو اسکی حفاظت کرتے رہتے ہیں کہ اس کے اوپر کوئی دیوار وغیرہ نہ گرجائے یا کسی گڑھے اور غار میں نہ گرجائے یا کوئی جانور یا انسان اسکو تکلیف نہ پہنچائے، البتہ جب حکمِ الٰہی کسی انسان کو بلاء ومصیبت میں مبتلاء کرنے کیلئے نافذ ہو جاتا ہے تو محافظ فرشتے ہٹ جاتے ہیں۔(روح المعانی) ابن جریرؒ کی ایک حدیث بروایۃ عثمان غنیؓ ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان محافظ فرشتوں کا کام صرف دنیاوی مصائب اور تکلیفوں ہی سے حفاظت نہیں کرنا بلکہ وہ انسان کو گناہوں سے بچانے اور محفوظ رکھنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔انسان کے دل میں نیکی اور خوفِ خدا کا داعیہ پیدا کرتے ہیں جس کے ذریعے وہ گناہ سے بچے اور اگر پھر بھی فرشتوں کے الہام سے غفلت برت کر گناہ میں مبتلاء ہو جائے تو وہ اس کی دعاء اور کوشش کرتے ہیں کہ یہ جلد توبہ کرکے گناہ سے پاک ہو جائے، پھر اگر وہ کسی طرح متنبہ نہیں ہوتا تب وہ اسکے نامہ اعمال میں گناہ کا کام لکھ دیتے ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ یہ محافظ فرشتے دین و دنیا دونوں کی مصیبتوں اور آفتوں سے انسان کی سوتے جاگتے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

(۴) ''اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ'' کا مطلب:...... اس شق کا حل اسی سوال کی شق نمبر (۲) میں تفسیر کے عنوان میں گذر چکا ہے۔

(۲۷) اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ (الف) :...... وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ وَكُنَّا فٰعِلِیْنَ ۝ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝ ﴿پ۔۱۷۔س۔انبیاء۔آیت (۷۸۔۸۰)﴾

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں (۲) ''اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ'' میں کس مقدمہ کی طرف اشارہ ہے اس کی وضاحت کریں (۳) ''وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ'' کی مکمل تفصیل بیان کریں۔

www.Bhalli.Info

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِی (الف)

اجمالی جواب:……مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیات مبارکہ کا ترجمہ۔ ۲۔ آیات مبارکہ کی تفسیر ۳۔ "اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ" میں ذکر کردہ مقدمہ کی وضاحت۔ ۴۔ "وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ" کی مکمل تفصیل۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ:……اور تذکرہ کیجیے داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا جب کسی کھیت کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے جب اسکو (کھیت کو) قوم کی بکریاں رات میں روند گئیں اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے تھا۔ پھر ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دیا اور سب کو علم اور حکمت عطا فرمایا تھا۔ اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے تابع پہاڑ کردیے تسبیح کرتے اور اڑتے جانور (پرندے) اور یہ سب کچھ ہم نے کیا۔ اور ہم نے اسکو تمھارا لباس بنانا سکھلایا کہ تم کو بچاؤ ہو لڑائی میں۔ سو کچھ تم شکر کرتے ہو؟۔

(۲) آیات مبارکہ کی تفسیر:……مذکورہ بالا آیات میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا قصہ مذکور ہے ان میں سے سب سے پہلی آیت میں ایک فیصلہ کا ذکر ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس دو شخص لائے۔ ایک کھیت والا جس کے کھیت کو دوسرے کی بکریاں چر گئیں تھیں۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے علم کے مطابق فیصلہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سکھلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو علم وحکمت جو عطاء فرمائی تھی اسکا تذکرہ فرمایا آئندہ آیات میں ان بعض معجزات کا اور کراماتِ خاصہ کا ذکر فرماتے ہوئے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان پیغمبروں کو عطاء کیے چنانچہ فرمایا کہ ہم نے علم وحکمت کے علاوہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کردیا اور وہ پہاڑ انکے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور پرندوں کو بھی مسخر کردیا تھا کہ وہ آواز کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ہم ہی یہ کام کرنے والے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کو تمھارے لئے ایک قسم کا لباس یعنی زرہ بنانے کی صنعت سکھلائی تاکہ وہ لباس لڑائی میں تمھارا بچاؤ اور حفاظت کرسکے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ یہ جو ہم نے نعمت دی ہے کیا تم اس نعمت کا شکر کروگے۔ اسی طرح زرہ سازی اللہ کی نعمت ہے۔

(۳) "اِذْ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ" میں ذکر کردہ مقدمہ کی وضاحت:……امام بغویؒ نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہؓ اور امام زہریؒ سے نقل کیا ہے کہ دو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے انمیں ایک شخص بکریوں والا دوسرا کھیتی والا تھا۔ کھیتی والے نے بکریوں والے پر یہ دعوئ کیا کہ اسکی بکریاں رات کو چھوٹ کر میرے کھیت میں گھس گئیں اور کھیت کو بالکل صاف کردیا کچھ نہیں چھوڑا غالباً مدعا علیہ نے اسکا اقرار کرلیا ہوگا۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام نے دیکھا کہ جس قدرت کھیت کا نقصان ہوا تھا اسکی قیمت بکریوں کی قیمت کے برابر تھی۔ داؤد علیہ السلام نے ضمان میں کھیت والے کو وہ بکریاں دلوادیں اور اصل قانون شرعی کا یہی تقاضا تھا جس میں مدعی یا مدعی علیہ کی رضا کی شرط نہیں مگر چونکہ اسمیں بکری والوں کا بالکل ہی نقصان ہوتا تھا اس لئے سلیمان علیہ

www.Bhalli.Info

السلام نے بطور مصالحت کے جو کہ موقوف تھی جانبین کی رضامندی پر یہ صورت جسمیں دونوں کی سہولت اور رعایت تھی تجویز فرمائی کہ چندروز کیلئے بکریاں تو کھیت والے کو دی جاویں کہ انکے دودھ وغیرہ سے اپنا گذر کرے اور بکری والوں کو وہ کھیت سپرد کیا جائے کہ اس کی خدمت آبپاشی وغیرہ سے کریں۔ جب کھیت پہلی حالت پر آجاوے کھیت اور بکریاں اپنے اپنے مالکوں کو دیدی جاویں

(الدرالنشور عن مرّہ، ابن مسعود ومسروق وغیرہ)

(۴) "وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ الخ" کی مکمل تفصیل:...... "لبوس" لغت کے اعتبار سے اسلحہ میں سے ہر چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان اوڑھ کر یا گلے میں ڈال کر استعمال کرے۔ اس جگہ مراد آہنی زرہ ہے جو جنگ میں حفاظت کیلئے پہنی جاتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے زرہ کو حلقہ اور کڑیوں کے ساتھ بنایا۔ خدا تعالیٰ نے لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا تھا۔ بغیر آگ کے لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور وہ اس سے زرہ بنالیا کرتے تھے۔ اور لوہا ان کے ہاتھ میں آ کر خود بخود نرم ہو جاتا اس کو جس طرح موڑیں مڑ جاتا اور باریک یا موٹا کرنا چاہیں تو ہو جائے جیسے موم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ"

(۲۸) اَلسُّوَالُ الثَّانِيْ (ب) :...... سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝

﴿پ۔۱۸۔س۔النور۔آیت (۱۔۲)﴾

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں (۲) سورۃ النور کی خصوصیات بیان فرمائیں (۳) آیات کریمہ میں غیر شادی شدہ زانی کی سزا کا ذکر ہے تو شادی شدہ زانی کی سزا کا ذکر کہاں ہے، تفصیل سے بیان کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِيْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ کریمہ کا ترجمہ۔ ۲۔ سورۃ النور کی خصوصیات۔ ۳۔ آیاتِ کریمہ میں غیر شادی شدہ زانی کی سزا کا حکم مذکور ہے اور شادی شدہ زانی کی سزا کا حکم کہاں؟۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:...... یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اس کو ہم نے مقرر کیا ہے۔ اور اس میں ہم نے صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم یاد رکھو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد سو ان میں سے ہر ایک کو سو سو دُرے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ترس نہ آوے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔

(۲) سورۃ النور کی خصوصیات:...... اس سورۃ میں زیادہ تر احکام عفت کی حفاظت اور ستر وحجاب کے متعلق ہیں۔ اور اسی کی تکمیل کیلئے حد زنا کا بیان آیا ہے۔ پچھلی سورۃ یعنی مومنون میں مسلمانوں کی فلاح دنیا وآخرت کو جن اوصاف پر موقوف رکھا گیا ہے ان میں ایک اہم وصف شرمگاہوں کی حفاظت تھی جو خلاصہ ہے ابواب عفت کا، اس سورت میں عفت کے اہتمام کیلئے متعلقہ احکام ذکر کیے گئے ہیں۔

www.Bhalil.info

لیے عورتوں کو اس سورۃ کی تعلیم کی خصوصی ہدایت آئی ہے۔

(۳) آیاتِ کریمہ میں غیر شادی شدہ زانی کی سزا کا حکم مذکور ہے اور شادی شدہ زانی کی سزا کا حکم کہاں؟:......سورۃ نور کی آیت مذکورہ میں جو زانیہ اور زانی کی سزا سو کوڑے لگانا مذکور ہے۔یہ رسول اللہ ﷺ کی مکمل تشریح وتصریح کی بنا پر غیر شادی شدہ لوگوں کیلئے مخصوص ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے۔یہ تفصیل اگرچہ الفاظِ آیت میں مذکور نہیں مگر جس ذاتِ اقدس پر یہ آیت نازل ہوئی خود ان کی طرف سے ناقابل التباس وضاحت کے ساتھ یہ تفصیل مذکور ہے اور صرف زبانی تعلیم وارشاد ہی نہیں بلکہ متعدد بار اس تفصیل پر عمل بھی صحابہؓ کے مجمع کے سامنے ثابت ہے اور یہ ثبوت ہم تک تواتر کے ذریعے پہنچا ہوا ہے۔اس لئے شادی شدہ مرد وعورت پر سزائے رجم کا حکم درحقیقت کتاب اللہ ہی کا حکم اور اُسی کی طرح قطعی اور یقینی ہے۔اسکو یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ سزائے رجم کتاب اللہ کا حکم ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ سزائے رجم سنتِ متواترہ سے قطعی الثبوت ہے جیسا کہ حضرت علیؓ سے یہی الفاظ منقول ہیں کہ رجم کا حکم سنت سے ثابت ہے اور حاصل دونوں کا ایک ہی ہے۔

(۲۹) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):......عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِیؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَاعَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌمِّنَ الدُّنْيَا وَمَاعَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌمِّنَ الدُّنْيَاوَمَاعَلَيْهَا.﴿ص۳۸۹۔م۔رح۔حدیث(۱۲۹۰)﴾

(۱) حدیث پر اعراب لگائیں (۲) ترجمہ کریں (۳) لفظ "رباط، غدوۃ اور روحۃ" کی لغوی تحقیق کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

خلاصۂ جواب:......مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔۱۔حدیثِ مذکورہ پر اعراب۔۲۔حدیثِ مذکورہ کا ترجمہ۔۳۔لفظ "رباط، غدوۃ اور روحۃ" کی لغوی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیثِ مذکورہ پر اعراب:......سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیثِ مذکورہ کا ترجمہ:......حضرت سہل بن سعدیؓ سے روایت ہے۔کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک دن سرحد کا پہرہ دینا دنیا اور جو کچھ اسمیں ہے، سے بہتر ہے۔اور جنت میں تمھارے کسی ایک کوڑے کی جگہ کا مل جانا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے۔اور اللہ کے راستے میں ایک شام یا ایک صبح کو چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر ہے۔

(۳) لفظ "رباط، غدوۃ اور روحۃ" کی لغوی تحقیق:......**رِبَاطٌ:**......مصدر ہے اسکا معنی اسلامی مملکت کی سرحدوں کو دشمنوں سے محفوظ کرنے کیلئے ان پر قیام کرنا۔اپنے آپ کو باندھے رکھنا۔**غَدْوَةٌ:**......شروع دن میں چلنا (باری کو بیان کرنے کیلئے یہ وزن لایا گیا ہے)۔**رَوْحَةٌ:**......شام کے شروع میں چلنا۔یا ایک مرتبہ جانا۔

www.Bhalli.Info

(۳۰) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (ب):...... عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَقِیْتُ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اَقْرِءْ اُمَّتَکَ مِنِّی السَّلَامَ وَاَخْبِرْھُمْ اَنَّ الْجَنَّۃَ طَیِّبَۃُ التُّرْبَۃِ عَذْبَۃُ الْمَاءِ وَاَنَّھَا قِیْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَھَا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ﴿ص ۴۲۲۔م۔رح۔حدیث (۱۴۹۰)﴾

(۱) حدیث پر اعراب لگائیں (۲) وضاحت کریں (۳) لفظ قیعان اور غراس اور طیّبۃ التربۃ اور عذبۃ الماء کی لغوی تحقیق کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالاسوال میں تین امور حل طلب ہیں ۱۔ حدیث مذکورہ پر اعراب ۲۔ حدیث مذکورہ کا ترجمہ ۳۔ لفظ قیعان ،غراس ،طیبۃ التربۃ اور عذبۃ الماء کی لغوی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیث مبارکہ پر اعراب:...... سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیث مبارکہ کا ترجمہ:...... حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے جس رات معراج کرائی گئی۔اس رات میں میری حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا، اے محمد ﷺ آپ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہہ دینا اور ان کو خبر دے دینا کہ جنت بہت ہی پاکیزہ (زرخیز) مٹی ہے۔ اور پانی بھی اس کا میٹھا ہے (طاقتور ہے) اور وہ چٹیل میدان ہے۔اس کے درخت سبحان اللہ ،الحمدللہ ، اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ ہیں۔

(۳) لفظ قیعان ،غراس ،طیّبۃ التربۃ اور عذبۃ الماء کی لغوی تحقیق:...... **قیعان:**...... یہ قاع کی جمع ہے، یہ اس وسیع مکان کو کہتے ہیں جو زمین کے برابر ہو۔ **غراس:**...... یہ جمع ہے غرس کی ،وہ چیز جو زمین میں چھپ جائے ۔ مثلاً بیج وغیرہ۔ غرس مصدر بمعنی زمین میں دبا دینا، چھپا دینا۔ **طیّبۃ التربۃ:**...... طیبہ کا معنی ہے پاکیزہ اور اچھا، تو طیبۃ التربۃ کا معنی ہوگا بہت ہی پاکیزہ مٹی اور اگر مصدر ہو تو بمعنی اچھا ہونا۔ طاب یطیب باب (ض)۔ **عذبۃ الماء:**...... لفظ عذبہ بمعنی میٹھا اور عذبۃ الماء کا معنی ہے خوشگوار پانی۔ اور مصدر عَذْبٌ وَعُذُوْبَۃٌ بمعنی خوشگوار ہونا۔

اَلْوَرَقَۃُ الْاُوْلٰی: فِی التفسیر والحدیث ۱۴۲۵ھ

(۳۱) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف):...... الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۝ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؔ قَالَ الْکٰفِرُوْنَ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ۝

www.Bhalli.Info

﴿پ ۔ ۱۱ ۔ س ۔ یونس ۔ آیت (۱ ۔ ۳)﴾

(۱) آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ کریں (۲) آیات کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے "قَدَمَ صِدْقٍ، بِسِتَّةِ اَیَّامٍ" اور "اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ" کی وضاحت کریں (۳) "عَجَبًا" کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ کریمہ کا سلیس ترجمہ۔ ۲۔ آیات کریمہ کی تفسیر۔ ۳۔ قَدَمَ صِدْقٍ بِسِتَّةِ اَیَّامٍ" اور "اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کی وضاحت۔ ۴۔ "عَجَبًا" کے منصوب ہونے کی وجہ۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ:...... (اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو اسکی مراد ہے اس کلمہ سے) یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں کیا لوگوں کو تعجب ہوا ہے کہ ہم نے انکے ایک مرد پر وحی کی یہ کہ لوگوں کو ڈر سنائے۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری سنائے کہ ان کے رب کے پاس انکو پورا مرتبہ ملے گا۔ منکروں نے کہا بے شک یہ تو صریح جادوگر ہے۔ بے شک تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمان اور زمین کو بنایا، پھر عرش پر قائم ہوئے۔ کام کی تدبیر کرتا ہے۔ کوئی سفارش کرنے والا نہیں ہے مگر اسکی اجازت کے بعد۔ یہ اللہ تمہارا رب ہے سو اسی کی بندگی کرو۔ کیا تم دھیان نہیں کرتے؟۔

(۲) آیات کریمہ کی تفسیر:...... مذکورہ بالا آیات میں پہلی آیت کے شروع میں ایک حرف حروف مقطعات کا ذکر کیا گیا ہے جس کی مراد اللہ تعالیٰ پہلے سے خوب جانتے ہیں۔ پھر آیت میں لفظ "تلک" سے اشارہ اس سورت کی آیات کی طرف ہے جن کا ذکر آئندہ ہو رہا ہے۔ اور کتاب سے مراد قرآن پاک ہے اسکی صفت اس آیت میں "حکیم" لائے جس کا معنی حکمت والی کتاب کے ہیں۔ دوسری آیت میں مشرکین کے ایک شبہ اور اعتراض کا جواب ہے۔ شبہ کا حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی جہالت سے یہ قرار دے رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رسول ﷺ یا پیغمبر آئے وہ بشر یعنی انسان نہیں ہونا چاہیے بلکہ کوئی فرشتہ ہونا چاہیے، قرآن کریم نے ان کے اس لغو خیال کا جواب کئی جگہ مختلف عنوانات سے دیا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد فرمایا "قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا" جس کا حاصل یہ ہے کہ رسالت کا مقصد بغیر اس کے پورا نہیں ہو سکتا کہ جن لوگوں کی طرف کوئی رسول بھیجا جائے ان لوگوں میں اور اس رسول میں باہمی مناسبت ہو، فرشتوں کی مناسبت فرشتوں سے اور انسان کی مناسبت انسان سے ہوتی ہے۔ جب انسانوں کیلئے رسول بھیجنا مقصد ہے تو کسی بشر ہی کو رسول بنانا چاہیے۔

اس آیت میں ایک دوسرے انداز سے اسی مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا اس بات پر تعجب کرنا کہ بشر کو کیوں رسول بنایا گیا اور اس کو نافرمان انسانوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور فرمانبرداروں کو اس کے ثواب کی خوشخبری سنانے کا کام کیوں سپرد کیا گیا۔ یہ تعجب خود قابلِ تعجب ہے کیونکہ جنس بشر کی طرف بشر کو رسول بنا کر بھیجنا عین مقتضائے عقل ہے۔

تیسری آیت میں توحید کو اس ناقابل انکار حقیقت کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان اور زمین کو پیدا کرنے میں اور پھر

www.Bhalli.Info

پورے عالم کے کاموں کی تدبیر کرنے اور چلانے میں جب اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں تو پھر عبادت وطاعت میں کوئی دوسرا کیسے شریک ہوسکتا ہے، بلکہ کسی دوسرے کو اس میں شریک کرنا بڑی بے انصافی اور ظلم عظیم ہے۔

(۳) ''قَدَمَ صِدْقٍ، سِتَّةِ اَیَّامٍ ''اور'' اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ کی وضاحت:...... قَدَمَ صِدْقٍ:......اس آیت میں ایمان والوں کو خوشخبری ان الفاظ میں دی گئی ''اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ''اس لفظ'' قَدَمَ '' کے اصل معنی تو وہی ہیں جو اردو میں سمجھے جاتے ہیں یعنی پاؤں، چونکہ انسان کی سعی وعمل اور اس کی ترقی کا ذریعہ قدم ہوتا ہے۔اس لئے مجازاً بلند مرتبہ کو قدم کہہ دیا جاتا ہے۔ اور لفظ قَدَمَ کی اضافت صدق کی طرف کرکے یہ بتلادیا کہ یہ بلند مرتبہ جوان کو ملنے والا ہے وہ حق اور یقینی بھی ہے اور قائم وباقی رہنے والا بھی ، دنیا کے منصوبوں اور عہدوں کی طرح نہیں کہ کسی عمل کے نتیجہ میں اول تو ان کا حاصل ہونا ہی یقینی نہیں ہوتا اور حاصل بھی ہوجائے تو ان کا باقی رہنا یقینی نہیں ہوسکتا بلکہ اسکا فانی اور زائل ہونا یقینی ہے، کبھی تو زندگی ہی میں زائل ہوجاتا ہے۔اور موت کے وقت تو دنیا کے ہر منصب وعہدہ اور دولت ونعمت سے انسان خالی ہاتھ ہوجاتا ہے۔غرض لفظ صدق کے مفہوم میں اس کا یقینی ہونا بھی شامل ہے اور کامل مکمل لازوال ہونا بھی ،اس لئے معنی جملہ کے یہ ہوئے کہ ایمان والوں کو یہ خوشخبری سنادیجیے کہ ان کیلئے ان کے رب کے پاس بڑا درجہ ہے جو یقینی ملے گا اور لازوال دولت ہوگی۔

سِتَّةِ اَیَّامٍ:......اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا ہے لیکن ہمارے عرف میں دن اس وقت کو کہا جاتا ہے جو آفتاب کے طلوع ہونے سے غروب ہونے تک ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آسمان وزمین اور ستاروں کے پیدا ہونے سے پہلے آفتاب ہی کا وجود نہیں تو طلوع غروب کا حساب کیسے ہو اس لئے مراد یہاں وہ مقدار ہے جو آفتاب کے طلوع و غروب کے درمیان اس جہان میں ہونے والی تھی۔

چھ دن کے تھوڑے سے وقت میں اتنے بڑے جہاں کو جو آسمانوں اور زمین اور سیارات اور تمام کائنات عالم پر مشتمل ہے بنا کر تیار کردینا اسی ذات قدوس کا مقام ہے جو قادر مطلق ہے۔اس کی تخلیق کیلئے نہ پہلے سے خام اجناس کا موجود ہونا ضروری ہے اور نہ بنانے کیلئے کسی عملہ اور خدام کی ضرورت ہے بلکہ اس کی قدرتِ کاملہ کا یہ مقام ہے کہ جب وہ کسی چیز کو پیدا فرمانا چاہیں تو بغیر کسی سامان اور کسی کی امداد کے ایک آن میں پیدا فرمادیں۔یہ چھ دن کی مہلت بھی خاص حکمت ومصلحت کی بنا پر اختیار کی گئی ہے ورنہ ان کی قدرت میں یہ بھی تھا کہ تمام آسمان وزمین اور اس کی کائنات کو ایک آن میں پیدا فرمادے۔

اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ:......(یعنی قائم ہوا عرش پر) اتنی بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ عرشِ رحمٰن کوئی ایسی مخلوق ہے جو تمام آسمانوں اور زمین اور کائنات عالم پر محیط ہے۔سارا جہاں اس کے اندر سمایا ہوا ہے،اس سے زائد اسکی حقیقت کا معلوم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔جو انسان اپنی سائنس کی انتہائی ترقی کے زمانہ میں بھی صرف نیچے کے سیاروں تک پہنچنے کی تیاری میں ہے اور اسکا یہ اقرار ہے کہ اوپر کے سیارے ہم سے اتنے دور ہیں کہ آلاتِ رصدیہ کے ذریعہ بھی ان کی معلومات، تخمینہ اور اندازے سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔جب سیاروں اور ستاروں تک انسان کی رسائی کا یہ حال ہے تو آسمان جوان سب سیاروں اور ستاروں سے

www.Bhalli.Info

یہ اسکا یہ مسکن انسان کیا حال معلوم کرسکتا ہے۔آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کا عرش پر قیام فرمانا مذکور ہے۔یہ یقینی اور ظاہر ہے کہ خالق جسم اور جسمانیت اور اسکی تمام خصوصیات سے پاک ہیں۔نہ اسکا وجود کسی خاص سمت اور جہت سے تعلق رکھتا ہے۔اور نہ اسکا مکان پر قیام اس طرح کا ہے جس طرح دنیا کی چیزوں کا قیام اپنی اپنی جگہ میں ہوتا ہے۔پھر عرش پر قیام فرمانا کس طرح اور کس کیفیت کے ساتھ ہے یہ ان متشابہات میں سے ہے جن کو عقلِ انسانی اور فہم نہیں پاسکتی اس لئے اس قسم کے تمام معاملات میں عقیدہ جمہور علمائے امت کا یہ ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ یہ کلمات اپنی جگہ برحق ہیں اور ان سے جو مراد اللہ تعالیٰ کی ہے وہ صحیح ہے اس کی کیفیت وحقیقت کے جاننے کی فکر کو اپنی عقل سے بالاتر ہونے کی بناء پر چھوڑ دیا جائے۔

(۳) "عجباً" کے منصوب ہونے کی وجہ:...... "عجباً" کا منصوب ہونا کان کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔اور کان کی خبر منصوب ہوتی ہے اس لئے یہ لفظ بھی منفرد منصوب ہوا۔

(۳۲) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب) :...... وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُكُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پ ۱۳۔س۔رعد۔آیت (۱۳))

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں (۲) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں (۳) "یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ" کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔۱۔آیاتِ مذکورہ کا ترجمہ۔۲۔آیاتِ کریمہ کی تفسیر۔۳۔مخطوط کلمات کی لغوی تحقیق۔۴۔"یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ" کی ترکیبی حیثیت۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:...... اور زمین میں مختلف کھیت ہیں ایک دوسرے سے متصل اور انگور کے باغ ہیں۔اور کھیتیاں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی اور غیر ملی ہوئی ایک پانی دیا جاتا ہے۔ہم بعض کو بعض سے بڑھا دیتے ہیں میوں میں بے شک ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور کرتے ہیں اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجب انکا کہنا ہے کہ کیا جب ہم مٹی ہو گئے کیا نئے سرے سے ہم بنائے جائیں گے۔یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے رب کے منکر ہوئے ہیں اور وہی لوگ ہیں ان کے گردنوں میں طوق ہیں اور وہی ہیں دوزخ والے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آیاتِ کریمہ کی تفسیر:...... مذکورہ بالا آیات میں سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور اس کی وحدت پر دلالت کرنے والی نشانیوں کا بیان ہے۔چنانچہ ارشاد فرمایا زمین میں سے بہت سے قطعے آپس میں ملے ہوئے ہونے کے باوجود مزاج اور خاصیت میں مختلف ہیں،کوئی اچھی زمین ہے کوئی کھاری کوئی نرم کوئی سخت،کوئی کھیتی کے قابل،کوئی باغ کے قابل اور ان قطعات میں باغات

www.Bhalli.Info

ہیں۔انگور کے اور کھیتی ہے اور کھجور کے درخت ہیں جن میں بعض ایسے ہیں کہ ایک تنے سے اوپر جا کر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعض میں ایک ہی تنہ رہتا ہے اور یہ سارے پھل اگرچہ ایک ہی زمین سے پیدا ہوتے ہیں ایک ہی پانی سے سیراب کئے جاتے ہیں اور آفتاب وماہتاب کی شعاعیں اور مختلف قسم کی ہوائیں بھی ان سب کو یکساں پہنچتی ہیں مگر پھر بھی ان کے رنگ اور ذائقے مختلف اور چھوٹے بڑے کا نمایاں فرق ہوتا ہے۔باوجود اتصال کے پھر یہ طرح طرح کے اختلافات اس بات کی قوی اور واضح دلیل ہیں کہ یہ سب کاروبار کسی حکیم ومدبر کے فرمان کے تابع چل رہا ہے۔محض مادے کے تطورات نہیں۔جیسا کہ بعض جاہل سمجھتے ہیں کیونکہ مادے کے تطورات ہوتے تو سب مواد کے مشترک ہونے کے باوجود یہ اختلاف کیسے ہوتا،ایک ہی زمین سے ایک پھل ایک موسم میں نکلتا ہے دوسرا دوسرے موسم میں جبکہ ایک ہی درخت کی ایک ہی شاخ پر مختلف قسم کے چھوٹے بڑے اور مختلف ذائقہ کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔آخر آیت میں یہ بتلایا کہ اسمیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور اس کی وحدت پر دلالت کرنے والی بہت سی نشانیاں ہیں عقل والوں کیلئے۔اس میں اشارہ ہے کہ جو لوگ ان چیزوں میں غور نہیں کرتے وہ عقل والے نہیں گو دنیا میں ان کو کیسا ہی عقلمند سمجھا اور کہا جاتا ہو۔دوسری آیت میں نبوت کے متعلق کفار کے ایک شبہ کا جواب دیا گیا اور ساتھ ہی منکرین کیلئے عذاب کی وعید بھی۔شبہ یہ تھا کہ یہ لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور محشر کے حساب وکتاب کو محال وخلاف عقل سمجھتے تھے اس آیت میں رسول کریم ﷺ کو خطاب ہے کہ اگر آپ کو اس پر تعجب ہے کہ یہ کفار آپ کیلئے کھلے ہوئے معجزات اور آپ کی نبوت پر اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیاں دیکھنے کے باوجود آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور مانتے نہیں تو ایسے بے جان پتھروں کو مانتے ہیں جن میں نہ حس ہے نہ شعور،خود اپنے نفع ونقصان پر بھی قادر نہیں دوسرے کو کیا نفع پہنچا سکتے ہیں۔

لیکن اس سے زیادہ تعجب کے قابل ان کی یہ بات ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو ہمیں دوبارہ پیدا کیا جائے گا قرآن مجید نے وجہ اس تعجب کی بالتصریح بیان نہیں کی،کیونکہ پچھلی آیات میں اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ کے عجیب عجیب مظاہر بیان کر کے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ وہ ایسا قادر مطلق ہے جو ساری مخلوق کو عدم سے وجود میں لایا،اور پھر ہر چیز کے وجود میں کیسی کیسی حکمتیں رکھیں کہ انسان انکا ادراک واحاطہ بھی نہیں کر سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ جو ذات پہلی مرتبہ بالکل عدم سے ایک چیز کو موجود کر سکتی ہے اسکو دوبارہ موجود کر دینا کیا مشکل ہے۔تو تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ اس کے تو قائل ہیں کہ پہلی مرتبہ تمام کائنات کو بے شمار حکمتوں کے ساتھ اسی نے پیدا فرمایا ہے پھر دوبارہ پیدا کرنے کو کیسے محال اور خلاف عقل سمجھتے ہیں۔

(۳) مخطوط کلمات کی لغوی تحقیق: قِطَعٌ:...... جمع ہے قِطْعَۃٌ بمعنی ٹکڑے اور اس سے مراد زمین کے مختلف الخواص اور مختلف الاحوال ٹکڑے۔ مُتَجٰوِرٰتٌ:...... جمع مؤنث اسم فاعل واحد مُتَجَاوِرَۃٌ مصدر تَجَاوُرٌ بمعنی برابر برابر۔باہم ملے ہوئے ہونا۔ صِنْوَانٌ:...... یہ صِنْوٌ کی جمع ہے بمعنی وہ شاخ جو درخت کی جڑ سے نکلی ہو۔علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اصل میں صِنْوٌ کے معنی مثل اور مراد اس سے یہاں وہ شاخ ہے کہ اسکو اور دوسری شاخوں کو ایک ہی جڑ گھیرے ہوئے ہو۔ الاَغْلٰلُ:...... بمعنی قیدیں،طوق ہتھکڑیاں،یہ غُلٌّ کی جمع ہے۔غُلٌّ اس شئ کے ساتھ مخصوص ہے جس سے قید کیا جائے اور اس میں اعضاء باندھ دیئے جائیں۔

www.Bhalli.Info

(۳) ''یَسْقِیْ بِمَاءٍ وَّاحِدٍ'' کی ترکیبی حیثیت:...... مذکورہ جملہ چونکہ فعلیہ خبریہ ہے اور حکم میں نکرہ ہونے کے بتاویل مفرد ہو کر ماقبل کی صفت واقع ہو رہا ہے۔

(۳۲) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (الف): ...... وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ﴿پ ۱۹۔ س ۔ فرقان ۔ آیت (۳۹۔۴۲)﴾

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں (۲) اَلْقَرْيَة سے کونسی بستی مراد ہے؟ وضاحت کریں (۳) اِنْ كَادَ میں اِنْ کونسا ہے وضاحت کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اصلی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۔ ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ ۔ ۲۔ آیاتِ مبارکہ کی تفسیر ۔ ۳۔ القریۃ کے مصداق کی وضاحت ۔ ۴۔ اِنْ كَادَ میں اِنْ کی وضاحت۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ:...... اور ہم سب کو کہاوتیں کہہ سنائیں اور ہم نے سب کو غارت کر کر کھو دیا۔ اور یہ لوگ اس بستی کے پاس ہو آئے جن پر برسا و برسا۔ کیا وہ اس کو دیکھتے نہ تھے ۔ بل کہ وہ جی اٹھنے کی امید رکھتے تھے۔ اور وہ لوگ جہاں کہیں آپ کو دیکھیں وہ نہیں بناتے آپکو مگر ٹھٹھے کرنا۔ کیا یہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم ان پر ثابت قدم نہ رہتے تو یہ ہم کو ہمارے ٹھاکروں سے بچلا ہی دیتا۔ اور عنقریب جان لیں گے جب وہ عذاب کو دیکھیں گے کہ کون راستے سے بھٹکا ہے۔

(۲) آیاتِ مبارکہ کی تفسیر:...... آیاتِ مذکورہ میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ ہم نے قومِ عاد و ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے علاوہ دوسری امتوں کو ان سب کے سامنے دلیلیں پیش کر دیں اور معجزے دکھا دیئے تھے مگر اس کے باوجود بھی جب یہ ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے گئے ۔ پھر ارشاد ہوا کہ یہ منکرین شام کے علاقہ سے گذرتے رہتے ہیں جہاں قومِ لوط وغیرہ کی بستیوں کا حال اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جن پر آسمان سے پتھر برسائے گئے جس کے نتیجہ میں ساری بستیاں ہلاک ہو گئیں گویا کہ خدائی قانون سے بغاوت اور سرکشی کرنے والی قوموں کی عبرت ناک سزائیں اور بربادیاں انکے علم میں ہیں اور ان کے کھنڈرات اور مٹے ہوئے آثار انکی نظروں میں ہیں مگر اس کے باوجود یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اسکا یقین ہی نہیں کہ عمل کی جزاء و سزا ملنے والی ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا گیا کہ یہ کفار مکہ آنحضور ﷺ کا مذاق اڑایا کرتے اور عیب جوئی کرتے استہزاء کہتے کہ اگر رسالت کوئی چیز ہے تو رسول کسی بڑے اور معزز شخص کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ معمولی آدمی کو۔ اور یہ کہ یہ تو اچھا ہوا کہ ہم استقامت کے ساتھ اپنے قدیم طرز پر جمے رہے ورنہ اس نے تو ہمیں بہکانے میں کوئی کسر ہی نہیں چھوڑی تھی ۔ اور اس شخص میں اس غضب کی جادو بیانی ہے کہ

www.Bhalli.Info

اس نے انکار ہی کیا ہوتا۔ تو جواب میں کہا گیا کہ انہیں عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ گمراہی میں مبتلاء کون تھے؟ عذاب کو دیکھتے ہی آنکھیں کھل جائیں گی۔

(۳) اَلْقَرْیَۃِ کے مصداق کی وضاحت:...... آیاتِ مذکورہ میں جو لفظ اَلْقَرْیَۃِ کا مذکور ہوا اسکا مصداق ملک شام کی ایک بستی "سدوم" ہے۔ جہاں قوم لوط علیہ السلام رہتی تھی اور امرد پرستی جیسی خبیث حرکتوں میں مبتلا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھر برسائے۔

(۴) اِنْ کَادَ میں لفظ اِنْ کی وضاحت:...... اِنْ کَادَ لَ میں کلمہ "اِنْ" مخففہ من المثقلہ ہے اصل میں عبارت تھی "انہ کادلَ" اور اسکا اسم محذوف ہے جو کہ ضمیر غائب ہے۔

(۳۴) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب) :...... وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ ۔ ﴿پ ۔۱۹۔ س۔ النمل۔ آیت (۱۷۔۱۹)﴾

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ و تفسیر کریں (۲) آیات میں بیان کردہ قصہ کی تفصیل لکھیں (۳) ضَاحِکًا کے منصوب ہونے کی وجہ تحریر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیات کریمہ کا ترجمہ۔ ۲۔ آیاتِ کریمہ کی تفسیر۔ ۳۔ ذکر کردہ واقعہ کی تفصیل۔ ۴۔ ضَاحِکًا کے منصوب ہونے کی وجہ

تفصیلی جواب

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ:...... اور سلیمان علیہ السلام کے پاس اسکے لشکر جن اور انسان اور اُڑتے جانور جمع کئے گئے پھر ان کی جماعتیں بنائی جاتیں۔ یہانتک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی پر پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا۔ اے چیونٹیو! تم اپنے گھروں میں گھس جاؤ کہ تم کو سلیمان علیہ السلام اور اسکی فوجیں تمہیں پیس ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی اس بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے اے میرے رب! میری قسمت میں دے کہ میں شکر کروں تیرے اس احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا اور یہ کیا اور یہ کہ کروں میں نیک کام جو تو پسند کرے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں ملا لے۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:...... مذکورہ بالا آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کا ذکر ہے تفصیل اس کی آئندہ مذکور ہوگی خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تین طرح کا لشکر جمع تھا جنوں کا، آدمیوں کا، اور پرندوں کا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام سفر کا ارادہ فرماتے تو یہ تینوں لشکر بڑے نظم و نسق میں ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ایسی جگہ سے گذر ہوا جہاں چیونٹیاں تھیں تو اس لشکر کو دیکھ کر ایک چیونٹی نے باقیوں کو بلوں میں گھس جانے کی بات کہی تو حضرت سلیمان علیہ السلام سن کر مسکرا کر ہنسنے لگے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بے پناہ عنایت اور مہربانیوں کا خیال کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے یہ التجاء کرنے

www.Bhalli.Info

لگے کہ اے اللہ تعالیٰ آپ مجھے اس بات کی توفیق دیں کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ہر وقت اپنے ساتھ رکھوں اس سے کسی وقت جدا نہ ہوں اور اے میرے اللہ مجھے ایسے عمل صالح کی توفیق دے جو آپ کے نزدیک مقبول ہو۔ پھر عرض کی اے اللہ مجھے اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں میں شامل کر دے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عمل صالح کے ہونے اور اسکے قبول ہونے کے باوجود جنت میں داخل ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہی ہوگا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے بھروسہ پر جنت میں داخل نہیں ہوگا اس وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی ان کلمات میں دخول جنت کیلئے فضل ربی کی دعا فرما رہے ہیں۔

(۳) ذکر کردہ واقعہ کی تفصیل:...... حضرت سلیمان علیہ السلام جب کہیں روانہ ہوتے تو جنات، انسان اور پرندے تینوں قسم کے لشکروں میں سے حسب ضرورت آپ اپنے ساتھ لے جاتے اور ان میں ایک نظم وضبط بھی قائم رکھا جاتا جس ترتیب سے صف بندی کی جاتی اسی کے وہ پابند رہتے تو ایک مرتبہ انہیں ساتھ لے کر آپ علیہ السلام کسی ایسی جگہ سے گذر رہے تھے جہاں بکثرت چیونٹیاں آباد تھیں تو جب انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو ایک دوسرے سے یا ان میں سے کسی ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو، کہیں لاعلمی میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر تمہیں روند نہ ڈالے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو مسکراہٹ بلکہ ہنسی آ گئی اور چیونٹی کی بولی سمجھ لینے پر آپ علیہ السلام اس قدر خوش اور مسرور ہوئے کہ فوراً مصروفِ شکر ہو گئے اور فرمایا اے اللہ میں آپ کی نعمتوں کا کس طرح شکر ادا کروں۔ لہٰذا آپ سے یہی التجاء ہے کہ مجھے ہمیشہ زبان و عمل سے شاکر بنا دیجیے اور عمل مقبول عنایت فرمائیے اور اپنے نیک بندوں میں شامل رکھیے۔

(۴) ضَاحِكًا کے منصوب ہونے کی وجہ:...... ضَاحِكًا کا منصوب ہونا حال مؤکد کی وجہ سے ہے۔

(۳۵) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف) :...... وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْمَنِیْحَۃُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَوْطَرُوْقَۃُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (ص ۳۹۳۔م۔رح۔حدیث (۱۳۰۷))

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۲) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں (۳) حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے جہاد کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں: ۱۔ حدیثِ مذکور پر اعراب۔ ۲۔ حدیثِ مذکور کا ترجمہ ۳۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔ ۴۔ حدیث پاک کی تشریح۔ ۵۔ جہاد کے لغوی واصطلاحی معنی۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیثِ مذکور پر اعراب:...... سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیثِ مذکور کا ترجمہ:...... حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صدقات میں سے سب سے افضل صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک سایہ دار خیمہ ہے یا اللہ کے راستے میں ایک غلام کا عطیہ کرنا ہے یا ایک نوجوان اونٹ اللہ کے راستے میں دینا ہے۔

www.Bhalli.Info

اسئلك الهدى، والتقى، والعفاف والغنى"۔ (۳) وعن عبدالله بن عمروبن العاصؓ قال: قال رسول الله "اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتك" (رواه مسلم) (٤) عن عليؓ قال: قال لى رسول الله ﷺ: قل اللهم اهدنى وسددنى۔ وفى رواية "اللهم انى اسئلك الهدى والاستداد" (رواه مسلم) (٥) عن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ "اَلِظُوابيا ذالجلال والاكرام" (رواه الترمزى)۔

اَلوَرَقَةُ الاُوْلیٰ: فی التفسیر والحدیث ۱٤۲٤ھ

(۳۷) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف) :...... وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ۝ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ۝ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِىٕذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ۝ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ۝ ۔ (پ ۱۲۔ س۔ ھود۔ آیت (۶۴۔۶۸))

(۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر کیجیے (۲) یہاں "اَلصَّيْحَةُ" اور سورۃ اعراف میں "اَلرَّجْفَةُ" کا ذکر ہے، دونوں کے درمیان ظاہری تعارض دور کیجیے (۳) خط کشیدہ کلمات کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیاتِ کریمہ کا ترجمہ ۲۔ آیاتِ کریمہ کی تفسیر ۳۔ سورۃ ہود میں لفظ "اَلصَّيْحَةُ" اور سورۃ اعراف میں لفظ "اَلرَّجْفَةُ" کے ذکر میں لفظی تعارض کا رفع ۴۔ خط کشیدہ کلمات کی ترکیبی حیثیت کی وضاحت۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:...... اے میری قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی کے طور پر ہے سو چھوڑ دو اسکو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور مت ہاتھ لگاؤ بری طرح پھر تم کو بہت جلد عذاب آ پکڑے گا پھر انہوں نے اسکے پاؤں کاٹ دیئے تو انہوں نے (صالح علیہ السلام) کہا تم اپنے گھروں میں تین دن فائدہ اٹھا لو یہ وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے صالح علیہ السلام اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے بچالیا اس دن کی رسوائی سے۔ بے شک تیرا رب وہی زور والا زبردست ہے۔ اور ان ظالموں کو ہولناک آواز نے پکڑ لیا۔ پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔ جیسے کہ کبھی وہاں رہے ہی نہ تھے۔ سن لو بے شک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے۔ سن لو ثمود کیلئے پھٹکار ہے۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:...... آیاتِ مذکورہ میں حضرت صالح علیہ السلام اور انکی قوم کا ذکر ہے کہ قوم نے حضرت صالح علیہ السلام سے انکی نبوت پر صداقت کی دلیل منہ مانگا معجزہ ظاہر ہونے کا مطالبہ کیا تو حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں فہمائش کی اور اس مطالبہ کے نہ کرنے کا کہا تو وہ اپنی ضد پر اڑے رہے بالآخر وہ معجزہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرما دیا اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ جس اونٹنی کا تم نے مطالبہ

www.Bhalli.Info

کیا تھا اب وہ آچکی ہے اب اس اونٹنی کو کوئی تکلیف نہ پہنچائیں ورنہ تم پر عذاب آجائے گا مگر قوم اس پر بھی قائم نہ رہی اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا۔ جب ان لوگوں نے حکمِ خداوندی کی خلاف ورزی کر کے اس معجزہ والی اونٹنی کو مار ڈالا تو جیسا کہ پہلے انہیں متنبہ کیا گیا تھا کہ ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر آئے گا۔ اب وہ عذاب اس طرح آیا کہ ان کو تین دن کی مہلت دی گئی اور بتلا دیا گیا کہ چوتھے روز تم سب ہلاک کئے جاؤ گے۔ اور چوتھے روز انہیں ایک چیخ کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر پھٹکار پڑی۔

(۳) سورۃ ہود میں لفظ ''الصَّیْحَۃُ'' اور سورۃ اعراف میں لفظ ''الرَّجْفَۃُ'' کے ذکر میں لفظی تعارض کا رفع:...... سورۃ ہود میں لفظ ''الصَّیْحَۃُ'' کے ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قوم صالح سخت آواز کے ذریعے ہلاک ہوئی جس نے انکے دلوں کو اور دماغ کو پھاڑ کر رکھ دیا اور سورۃ اعراف میں ''فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَۃُ'' (یعنی پکڑ لیا انکو زلزلہ نے) کے الفاظ ہیں جس سے معلوم ہوا کہ قوم صالح پر زلزلہ کا عذاب آیا۔ لیکن یہ کوئی تعارض نہیں ہے، علامہ قرطبی کے قول کے مطابق ہو سکتا ہے کہ پہلے زلزلہ آیا ہو پھر سخت آواز سے سب ہلاک کر دیئے گئے ہوں۔ واللہ اعلم

(۴) خط کشیدہ کلمات کی ترکیبی حیثیت کی وضاحت:...... اٰیَۃً: یہ کلمہ منصوب ہے بوجہ حال کے اور اسکا عامل معنوی جو کہ اشارہ ہے۔

تَاْکُلْ:...... فعل مضارع مجزوم ہے جواب امر میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

فَیَاْخُذَکُمْ:...... فعل مضارع منصوب ہے بوجہ ان مقدرہ کے۔ چونکہ ضابطہ ہے کہ وہ فاء جو کہ مضارع پر داخل ہو اور نہی کا جواب بن رہی ہو تو اس فاء کے بعد ان مقدر ہوتا ہے۔ اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور اس جگہ بھی اسی طرح ہے۔

الصَّیْحَۃُ:...... یہ مرفوع ہے اور اخذ فعل مذکور کا فاعل ہے اور فعل میں ترک تانیث باوجودیکہ فاعل مؤنث ہے تین وجوہ سے ہے۔ ۱۔ فاعل اور معمول کے مابین مفعول کے ذریعے فصل ہے جس کے باعث مطابقت تذکیر و تانیث ضروری نہیں ۔ ۲۔ فاعل مؤنث غیر حقیقی ہے جس کے باعث فعل کو مذکر و مؤنث لایا جا سکتا ہے۔ ۳۔ الصَّیْحَۃُ بمعنی الصیاح ہے اور الصیاح مذکر ہے تو معنی کی رعایت کرتے ہوئے فعل کو مذکر لایا گیا ہے۔

بُعْدًا:...... یا تو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اسکا فعل مقدر ہے جو کہ الزمھم یا بعدا بمعنی تبعیدا کے ہو کر مفعول مطلق ہے فعل مقدر بَعُدَھُمْ کے۔

(۳۸) اَلسُّؤَالُ الْاَوَّلُ (ب):...... لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ اِلَى الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۝ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ ۔

(پ ۱۳۔ س۔ رعد۔ آیت ۱۴۔۱۵)

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں (۲) ''اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّیْهِ'' میں استثناء کون سا ہے، تعیین کریں۔ (۲) ''طَوْعًا وَّكَرْهًا'' کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں اور خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں۔

www.Bhalli.Info

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ کریمہ کا ترجمہ۔ ۲۔ آیاتِ کریمہ کی تفسیر۔ ۳۔ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ میں ذکر کردہ استثناء کی تعیین۔ ۴۔ "طَوْعًا وَّكَرْهًا" کے منصوب ہونے کی وجہ۔ ۵۔ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:...... سچا پکارنا اسی کیلئے خاص ہے اور اس خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ انکے کچھ بھی کام نہیں آتے مگر جیسے کسی نے پھیلا دیئے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ وہ پانی اس کے منہ تک آپہنچے اور وہ کبھی نہ پہنچنے والا ہوگا اور کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے وقتوں میں۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:...... آیاتِ مذکورہ میں قدرتِ خداوندی کی بڑی بڑی نشانیوں کو بطور نتیجہ کے ارشاد فرماتے ہیں کہ خدائے برحق اس بات کا سزاوار اور لائق ہے کہ اسی سے مانگنا اور اسی کو یاد کرنا اور اسی کی طرف رجوع کرنا چاہیے کیونکہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور حاجت روا ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں جو انکی پکار کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے ان کا پکارنا ایسے ہے جیسے کوئی پیاسا دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلا کر اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ وہ پانی اسکے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ اس پانی کو کبھی بھی پہنچنے والا نہیں ہے۔ کیونکہ پانی جماد ہے، بے حس ہے بے شعور ہے نہ اسے ہاتھ پھیلانے والی کی خبر نہ اسکی پیاس کی خبر اور نہ اس میں یہ قدرت کہ پکارنے والے کی پکار کا جواب دے سکے بعینہ یہ مثال مشرکوں اور انکے معبودوں کی ہے ان کے معبود نہ ان کی دعاء و پکار کو سنتے ہیں اور نہ یہ ان کو جواب دے سکتے ہیں خلاصہ یہ کہ بتوں کو مشرکوں کا پکارنا محض بے سود ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہ اپنی عظمت اور کبریائی کو بیان فرماتے ہیں کہ تمام مخلوق اس کی مسخر و تابع ہے اور اس کے سامنے ذلیل و خوار ہے۔

اور غیر اللہ کی پرستش عقلاً اس لئے بھی بے کار ہے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں کیونکہ اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے کوئی خوشی سے اور کوئی ناخوشی سے۔ کوئی خوشی سے اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالاتا ہے اور جو خدا پر یقین نہیں رکھتا اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم جاری ہوتا ہے اس کے خلاف نہیں کرسکتا۔ اور زمین والوں کے سائے بھی صبح شام کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کے حکم بردار ہیں جب گھٹتا ہے گھٹ جاتے ہیں اور جب بڑھتا ہے تو بڑھ جاتے ہیں اور سایوں کا گھٹنا اور بڑھنا صبح اور شام کے اوقات میں زیادہ ہوتا ہے۔ اور کائنات کا یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کی خبر دیتا ہے۔

(۳) "اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ" میں ذکر کردہ استثناء کی تعیین:...... آیتِ مذکورہ میں استثناء متصل ہے دراصل مستثنیٰ منہ اس میں استجابۃ محذوف ہے اور اسی طرح مستثنیٰ بھی محذوف ہے جو کہ استجابۃ ہے جو کہ حرف تشبیہ کے ساتھ متصل ہے تقدیر عبارت یہ ہے "**لایستجیبون لهم بشیء استجابة الا استجابة کاستجاب باسطٍ کفیه الی الماء**"۔

(۴) "طَوْعًا وَّكَرْهًا" کے منصوب ہونے کی وجہ:...... یہ دونوں کلمات منصوب پڑھے گئے ہیں یا تو مفعول لہ ہونے کی وجہ سے یا پھر یسجد کے فاعل سے حال واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

www.Bhalli.Info

(۵) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق: لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ: ...... یہ معنی میں ''لایجیبون'' کے ہے یعنی منظور نہیں کرتے ۔یعنی وہ بت کافروں کی کوئی درخواست حصول نفع کی ہو یا دفع مضرت کی، قبول نہیں کرتے ۔

كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ: ......اصل میں مستثنیٰ محذوف ہے اصل عبارت الاستجابة کاستجابة باسط کفیه ۔استجابة مصدر جو مفعول کی طرف مضاف ہے ۔اور اس مصدر کا فاعل ضمیر غائب جو کہ الماء کی طرف راجع ہے ۔اب پوری عبارت یوں ہے ''لایجیبونهم الا کما یجیب الماء باسط کفیه الیه'' اور الاجابة انقیاد سے کنایہ ہے یعنی جس طرح پانی کے سامنے پیاسا شخص اپنی ہتھیلی پھیلا کر کچھ حاصل کرتا ہے جو کہ حاصل نہیں ہوتی ۔اسی طرح بتوں کے سامنے ایسی عاجزی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

طَوْعًا وَّكَرْهًا: ......اگرچہ لفظی ترجمہ خوشی اور مجبوری ۔لیکن مطلب یہ ہے کہ طوعا یعنی ملائکہ اور اھل ایمان بندے اپنی خوشی سے اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکاتے ہیں ''وَّكَرْهًا'' اور منافق و کافر جو تلوار کے خوف سے سرخمیدہ ہوتے ہیں ۔کراہت کے ساتھ یا مصائب کی شدت اور ضرورت انکو سر جھکانے پر مجبور کرتی ہے وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے ۔

(۳۹) اَلسُّوَالُ الثَّانِيْ (الف): ......وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا. اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا.

﴿پ ۔۱۵۔س ۔کہف ۔آیت (۲۹ ۔۳۰)﴾

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ لکھیں (۲) خط کشیدہ حصے کی بے غبار تفسیر کریں (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں اور ''بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا'' کی نحوی ترکیب کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِيْ (الف)

اجمالی جواب: ......مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۔۱۔آیات کریمہ کا ترجمہ ۔۲۔خط کشیدہ حصہ عبارت کی تفسیر ۔۳۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق ۔۴۔ ''بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا'' کی نحوی ترکیب ۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ: ......اور کہہ دیجیے کہ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے ۔پھر جو کوئی چاہے پس وہ ایمان لے آئے اور جو کوئی چاہے پس وہ انکار کرے ہم نے گناہ گاروں کے واسطے آگ تیار کر رکھی ہے ۔اسکی قناتیں اسکو گھیرے ہوں گی ۔اگر وہ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے انکی فریاد رسی کی جائے گی ۔جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا جو منہ کو بھون ڈالے گا ۔کیا برا پینا ہے اور کیا برا آرام ہے ۔بے شک وہ لوگ جو یقین لائے اور نیکیاں کیں ۔بے شک ہم اس شخص کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جس نے بھلا کام کیا ۔

(۲) خط کشیدہ حصہ عبارت کی تفسیر: ......اس حصہ عبارت میں ایمان اور کفر دونوں کا اختیار دیا گیا ہے ۔جو اپنے اندر ایک خاص تہدید رکھتا ہے ۔گویا عُیَیْنَہ کی درخواست کا جواب ہے ۔عُیَیْنَہ نے کہا تھا کہ ان لوگوں کے لباس اور بدن کی بو سے کیا آپ کو تکلیف نہیں ہوتی ۔ہم قبیلہ مضر کے شرفاء اور سردار لوگ ہیں ہم ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے ۔اگر ہم مان لیں گے تو سارے لوگ ایمان لے

www.Bhalli.Info

آئیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹا دیجیے تا کہ ہم آپ کے پاس بیٹھ سکیں۔ اور آپ کی بات سن سکیں اور آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکے جواب میں غریب مسلمانوں کے ساتھ بیٹھنے اور انکو پاس بٹھانے کی رسول اللہ ﷺ کو ہدایت فرمائی اور اپنی مجلس سے انکو نکال دینے کی ممانعت کردی اور صاف صراحت کردی کہ حق رب کی طرف سے آگیا ہے ماننا چاہو اسکو مانو نہ ماننا چاہو نہ مانو۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ماننے نہ ماننے کی پرواہ نہیں۔ ہر شخص کا اپنا نفع ونقصان ہے جو مان لے گا اسی کو ایمان کا فائدہ پہنچے گا نہ مانے گا تو کفر کی مضرت اسی پر پڑے گی۔

(۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:...... یُغَاثُوْا:...... صیغہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول مصدر اغاثۃ از باب افعال بمعنی فریادرسی کرنا، یُغَاثُوْا بمعنی انکی فریادرسی کی جائے گی۔ کَالْمُهْلِ:...... اسم ہے بمعنی تیل کی تلچھٹ، چاندی کا پانی، روغن زیتون کی تلچھٹ وغیرہ۔ یَشْوِی...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم مصدر شَیٌّ بمعنی بھون ڈالنا، از باب (ضرب) شوِیٌ (اسم) بمعنی آسان کام۔ تھوڑی چیز۔ تَشْوِیَۃٌ بمعنی بھنی ہوئی چیز کھلانا۔ اِنْشِوَاءٌ (از باب انفعال) بھننا۔ اِشْتِوَاءٌ (باب افتعال) بھن جانا۔ اَلْوُجُوْهَ:...... وجہ کی جمع ہے بمعنی چہرے۔ مُرْتَفَقًا:...... ظرف مکان، مقامِ آرام، وہ جگہ جہاں آرام حاصل کیا جائے۔

(۴) "بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا" کی نحوی ترکیب:...... بئس فعل از افعال ذم الشراب مرفوع لفظاً فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر مقدم۔ ھو ضمیر مخصوص بالذم محذوف راجع بسوئے المہل مبتداء۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ساءت فعلِ ذم ھی ضمیر مستتر مبہم ممیز مرتفقا تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے ملکر فاعل ہوا۔ فعلِ ذم اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر مقدم ھی ضمیر راجع بسوئے النار مخصوص بالذم مبتداء محذوف۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴۰) اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ (ب):...... فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ ۝ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ىِٕهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ ﴿پ۔۲۰۔س۔قصص۔آیت (۳۰۔۳۲)﴾

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں () خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں (۳) "مُدْبِرًا" اور "بَیْضَآءَ" کے منصوب ہونے اور "تَخْرُجْ" کے مجزوم ہونے کی وجہ لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّؤَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۔۱۔ آیات کریمہ کا ترجمہ۔۲۔ آیات کریمہ کی تفسیر۔۳۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔۴۔ "مُدْبِرًا" اور "بَیْضَآءَ" کے منصوب ہونے اور "تَخْرُجْ" کے مجزوم ہونے کی وجہ۔

www.Bhalli.Info

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:...... پھر جب اس کے پاس پہنچا تو میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے تختہ میں آواز دیا گیا ایک درخت سے کہ اے موسیٰ علیہ السلام بے شک میں اللہ ہوں جہانوالوں کا رب اور یہ کہ تو اپنی لاٹھی کو ڈال دے پھر جب اسکو پھپھنا تے دیکھا گویا کہ سانپ کی شکل ہے الٹا پھرا منہ موڑ کر اور پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ علیہ السلام آگے آ اور مت ڈر بے شک تو امن والوں سے ہے۔ اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالئے سفید ہو کر نکل آئے گا بغیر کسی بیماری کے اور اپنے بازو اپنے طرف ملایئے ڈر کی وجہ سے پس یہ دو دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں پر بے شک وہ نافرمان لوگ تھے۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:...... ان آیات میں موسیٰ علیہ السلام کو عطاءِ نبوت اور عطاءِ دلیل نبوت کا ذکر ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام آگ کے پاس پہنچے تو اس میدان کی داہنی جانب سے برکت والی جگہ میں درخت سے یہ آواز سنی کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ آگ جو تو دیکھ رہا ہے یہ درحقیقت میری ایک تجلی ہے۔ اور میرے نور کا جلوہ ہے اور یہ آواز جو تو سن رہا ہے وہ میرے بے چون و بے چگون کلام کا ایک پردہ اور لباس ہے اور یہ درخت اور یہ مکان اور یہ جہت اور یہ سمت جہاں سے تو یہ آواز سن رہا ہے وہ میری ذاتِ مقدس کا محل اور مکان نہیں بلکہ ایک میری تجلی گاہ ہے۔ میری ذات اور میرا کلام جہت اور سمت سے منزہ ہے اور جس مکان اور جہت سے تو میرا کلام سن رہا ہے۔ وہ تیرے سماع کیلئے ہے نہ کہ میرے کلام کیلئے۔

اور یہ بھی آواز آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا زمین پر ڈال دو یعنی سب سے پہلے تو کلام سے سرفراز فرمایا اور منصب نبوت و رسالت پر فائز کیا اس کے بعد انکو دلائلِ نبوت اور براھینِ رسالت عطاء کرتے ہوئے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کو زمین پر ڈال دو اور دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بحکمِ خداوندی عصا کو زمین پر ڈال دیا پھر جب دیکھا کہ وہ عصا سانپ بن گیا ہے اور سانپ کی طرح حرکت کرنے لگا ہے تو خوف کے مارے پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا تو آواز آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام سامنے آؤ اور ڈرو مت تمہیں اس اژدھا سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ دشمن کو ڈرانے کیلئے یہ معجزہ تخویف عطاء کیا گیا ہے۔ تمہارے ڈرانے کیلئے نہیں بلکہ دشمن کو خوف دلانے کیلئے یہ معجزہ دیا گیا ہے۔ تو یہ بات سنتے ہی خوف یکدم دور ہو گیا۔

اور دوسرا معجزہ تنویر عنایت فرمایا جس سے نور ظاہر ہوتا تھا۔ ارشاد فرمایا گیا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو گریبان میں داخل کیجیے وہ بغیر تکلیف کے روشن ہو کر نکلے گا۔ اور یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے قلب منور کی نورانیت کا ایک نمونہ ہوگا اور اگر اس سے خوف ہونے لگے تو خوف کو رفع کرنے کیلئے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال لو۔ ہاتھ بدستور اپنی صورت پر آجائے گا اور کوئی خوف باقی نہ رہیگا۔ اور یہ دونوں چیزیں نبوت اور رسالت کی روشن دلیلیں اور نشانیاں ہیں، جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں دے سکتا۔ تو جس طرح یہ دونوں چیزیں بلاشبہ تیرے پروردگار کی طرف سے ہیں اسی طرح وہ کلام اور پیغام جو تو نے درخت کے اندر سے سنا وہ میرا ہی کلام اور پیغام ہے اور جو آگ تو نے دیکھی وہ میرے ہی نور کی ایک تجلی تھی جو تجھ کو بصورتِ آگ دکھائی گئی چونکہ اس وقت تیرا مطلوب آگ تھی اس لئے آگ ہی کے لباس میں تجھ کو اپنا جلوہ دکھایا۔

www.Bhalli.Info

(۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:......نُوْدِیَ:......واحد مذکر غائب ماضی مجہول بمعنی اسکو پکارا گیا مصدر نِدَاءٌ بمعنی پکارنا، بلانا۔ شَاطِیٔ:......کنارہ جمع شواطی بمعنی کنارے۔ اَلْبُقْعَۃُ:......بمعنی زمین یا قطعہ زمین۔ جمع بِقَاعٌ اور بُقَعٌ۔ تَهْتَزُّ:......وہ ہلتی ہے۔ وہ چھپنتاتی ہے مصدر اِهْتِزَازٌ، ہلنا، چھپنانا جَآنٌّ:......بمعنی جن، سانپ۔ جِنٌّ کی جمع ہے۔ سانپ کی سنک جو بہت لہراتی اور چھپنتاتی ہوا سے بھی عربی میں جان کہتے ہیں۔ وَلّٰی:......صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف بمعنی منہ موڑ کر پیٹھ دے کر بھاگا۔ مصدر تَوْلِیَۃٌ بمعنی پیٹھ دے کر بھاگنا۔ سُوْءٍ:......برائی، آفت، گناہ، برا کام، عیب مصدر سَوْءٌ سے اسم ہے بمعنی غم میں ڈالنا، برائی میں ڈالنا۔ اَلرَّهْبُ:......بمعنی ڈر مصدر ہو تو معنی ڈرنا از باب (س) رَهِبَ يَرْهَبُ رَهْبًا۔

(۴) ''مُدْبِرًا'' اور ''بَیْضَآءَ'' کے منصوب ہونے اور ''تَخْرُجْ'' کے مجزوم ہونے کی وجہ:......''مُدْبِرًا'' اور ''بَیْضَآءَ'' کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یا تو یہ ماقبل میں ذکر کردہ فعل کی نسبت میں جو ابہام ہے اس سے تمیز ہے۔ یا فعل مذکور کے فاعل سے حال واقع ہو رہے ہیں۔ اور ''تَخْرُجْ'' کے مجزوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ فعل مضارع چونکہ جواب امر جو کہ اُسْلُكْ ہے میں واقع ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

(۴۱) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):......عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ فَوَ اللهِ لَاَنْ يَّهْدِیَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ۔ (ص ۴۰۹۔م۔ح۔حدیث (۱۳۷۹))

(۱) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۲) ہدایت اور حمر النعم سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کریں (۳) فواللہ سے آخر تک نحوی ترکیب کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ حدیث مبارک پر اعراب ۲۔ حدیث شریف کا ترجمہ۔ ۳۔ ہدایت اور حمر النعم کی مراد ۴۔ فَوَاللّٰہِ سے آخر تک کی نحوی ترکیب۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیث مبارک پر اعراب:......سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیث شریف کا ترجمہ:......حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(۳) ہدایت اور حمر النعم کی مراد:......ہدایت کا لغوی معنی رہنمائی ہے اور اگر مصدر ہو تو معنی ہدایت دینا، راہنمائی کرنا اور اس جگہ دین اور ایمان کی دولت سے مالامال ہونا۔ یعنی کسی کی دعوت دینے سے ایمان کا لے آنا اور قبول کرنا۔ حمر النعم کا لفظی معنی سرخ اُونٹ پھر اس سے مراد دنیا کا عمدہ مال ہے چونکہ اھل عرب کے ہاں دنیا کا سب سے عمدہ مال سرخ اونٹ تھے اس وجہ سے انکے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اور انکو بطور مثال کے لائے ہیں ورنہ دنیا کی فانی چیزیں آخرت کی نعمتوں کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتیں۔ اور یہ مثال

www.Bhalli.Info

(۳) ''لیلة اسری به'' کی مراد:......اس سے مراد معراج کی رات ہے۔

(۴) مذکورہ واقعہ کی تاریخ:...... یہ واقعہ محقق قول کے مطابق ہجرت سے ایک سال قبل ۲۷ رجب المرجب کی رات پیش آیا ہے۔

(۵) فطرۃ کی مراد اور اسکی وضاحت:......لغت میں فطرۃ کا معنی پیدائشی قوت کے ہیں۔اسی طرح طبعیت، جبلت، صلاحیت وعادت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس جگہ مراد اسلام اور استقامت ہے۔بظاہر مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کیلئے دین اور اس پر استقامت کو پسند فرمایا۔

الوَرَقَةُ الأُولیٰ: فی التفسیر والحدیث ۱۴۲۳ھ

(۴۹) **السُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف)**:...... يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ ۖ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ ۝ ۔ (پ ۱۲۔س۔ ھود۔آیت (۱۰۵۔۱۰۸))

(۱) آیت کریمہ کا ترجمہ کریں (۲) آیات کی تفسیر کریں ''مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ'' اور ''اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ'' کا مطلب واضح کریں (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں اور بتائیں کہ ''یَاْتِ'' کیوں مجزوم ہے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں ۱۔آیاتِ کریمہ کا ترجمہ۔۲۔آیاتِ کریمہ کی تفسیر۔۳۔''مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ'' اور ''اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ'' کے مطلب کی وضاحت۔۴۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔۵۔''یَاْتِ'' کے مجزوم ہونے کی وجہ۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:......جس دن وہ آئے گا کوئی جاندار بات نہ کر سکے گا مگر اس کے حکم سے، سو ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت۔سو جو لوگ بد بخت ہیں وہ تو آگ میں ہوں گے انکے لئے اس میں چیخنا اور دھاڑنا ہوگا۔اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک رہے آسمان وزمین مگر جو چاہے تیرا رب بے شک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے۔اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے اسمیں ہمیشہ رہیں گے جبتک آسمان وزمین رہیں گے مگر جو چاہے تیرا رب بے انتہا بخشش ہے۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:......آیاتِ مذکورہ میں سے سب سے پہلی آیت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جس دن قیامت آئے گی کوئی نہ ہوگا جو اللہ کی اجازت کے بغیر لب بھی کھول سکے۔مگر رحمٰن جسے اجازت دے گا اور بات بھی ٹھیک بولے گا تمام آوازیں رب رحمٰن کے سامنے پست ہوں گی۔بخاری ومسلم کی حدیثِ شفاعت میں ہے اس دن صرف رسول ہی بولیں گے اور ان کا کلام بھی صرف یہ ہوگا یا اللہ ہمیں سلامت رکھ یا اللہ سلامتی دے۔مجمع محشر میں بہت سے تو برے ہوں گے اور بہت سے نیک۔اس آیت کے اترنے پر حضرت عمرؓ پوچھتے ہیں کہ پھر یا رسول اللہ ہمارے اعمال اس بناء پر ہیں جس سے پہلے ہی فراغت کر لی گئی یا کسی نئی بناء پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس حساب پر جو پہلے سے ختم ہو چکا ہے۔جو قلم چلا چکا ہے لیکن ہر ایک کیلئے وہی آسان ہوگا۔جس کیلئے اسکی

www.Bhalli.Info

پیدائش کی گئی ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا گیا کہ وہ لوگ جو بد بخت ہوں گے وہ دوزخ میں ہوں گے ان کی چیخ وپکار ایسی ہوگی جیسے گدھے کے چیخنے میں زیر وبم ہوتا ہے۔ چونکہ عرب کے محاوروں کے مطابق قرآن کریم نازل ہوا ہے۔ وہ ہیشگی کے محاورے کو اسی طرح بولا کرتے ہیں کہ یہ ہیشگی والا ہے۔ جب تک آسمان وزمین کو قیام ہے یہ بھی انکے محاورے میں ہے کہ یہ باقی رہے گا جب تک دن رات کا چکر بندھا ہوا ہے۔ پس ان الفاظ سے ہیشگی مراد ہے نہ کہ قید۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس زمین وآسمان کے بعد دارِ آخرت میں ان کے بعد اللہ تعالیٰ کی منشاء کا ذکر ہے۔ جیسے آیت "النار مثواکم خالدین فیہا الا ماشاء اللہ" میں ہے۔ اس استثناء کے بارے میں بہت سے قول ہیں۔ تیسری آیت میں سعادتمند لوگوں کا ذکر کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے کہ رسولوں کے تابعدار جنت میں رہیں گے۔ جہاں سے کبھی نکلنا نہ ہوگا۔ زمین وآسمان کی بقا تک ان کی بھی جنت رہے گی مگر جو اللہ چاہے یعنی یہ بات بذاتہ واجب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے ارادے پر ہے بقول ضحاکؒ وحسنؒ یہ بھی موحد گناہ گاروں کے حق میں ہے۔ وہ کچھ مدت جہنم میں گذار کر اس کے بعد وہاں سے نکالے جائیں گے۔ یہ عطیہ ربانی ہے جو ختم نہ ہوگا نہ گھٹے گا۔ یہ اس لئے فرمایا کہ کہیں ذکر مشیت سے یہ کھٹکا نہ گذرے کہ ہیشگی نہیں، جیسے دوزخیوں کے دوام کے بعد بھی اپنی مشیت اور ارادے کی طرف رجوع کیا۔ سب اس کی حکمت وعدل ہے وہ ہر اس کام کو کر گذرتا ہے جس کا ارادہ کرے۔ بخاری ومسلم میں ہے کہ موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا اور اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر فرمادیا جائے گا کہ اہل جنت تم ہمیشہ رہو گے اور موت نہیں اور اے جہنم والو تمہارے لئے ہیشگی ہے موت نہیں۔

(۳) "مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" اور "اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ" کے مطلب کی وضاحت:...... مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کے مطلب کی وضاحت:...... آیتِ مذکورہ میں ذکر کردہ "السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" سے مراد امام ضحاکؒ کے مطابق جنت ودوزخ کے آسمان اور زمین ہیں۔ کیونکہ جو چیز سر سے اوپر کی جانب ہو وہ سماء ہے اور جس پر قدم ٹکے ہوئے ہوں وہ ارض ہے۔ یہ بات ناقابل انکار ہے کہ حشر میں سب لوگوں کا اجتماع ہوگا تو وہ کسی جگہ ہوگا۔ قدموں کے نیچے بھی کوئی چیز ہوگی اور سر کے اوپر کی جانب بھی کچھ ہوگا۔ اہل معنی کہتے ہیں کہ عرب لوگ جب کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کو آسمان وزمین کے وجود کے ساتھ مشروط کرتے ہیں تو ان کی مراد اس فعل یا عدم فعل کا دوام ہوتا ہے۔ اس قول کی روشنی میں "مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ" کی مراد ہوگی دوامی اور ہیشگی۔

"اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ" کے مطلب کی وضاحت:...... یعنی ہاں اگر آپ کے رب ہی کو نکالنا منظور ہو تو دوسری بات ہے۔ یہ جملہ بظاہر دلالت کر رہا ہے کہ دوزخی دوزخ کے اندر ایک خاص وقت تک رہیں گے، پھر مدت سکونت دوزخ ختم ہو جائے گی۔ لیکن یہ معنی درست نہیں۔ لیکن قاضی ثناء اللہؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے اچھا مطلب یہ ہے کہ کفار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے مگر جب انکو بھڑکتی آگ سے نکال کر کھولتے ابلے ہوئے پانی میں لے جا کر ڈالنا ہوگا تو جحیم سے کھینچ کر حمیم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور اسی طرح ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

(۴) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:...... شَقُوْا:...... (وہ بد بخت ہوئے) صیغہ جمع مذکر فعل ماضی معلوم مصدر شقاوت بمعنی بدبخت

www.Bhalli.Info

ہونا۔ زَفِیْرٌ:...... بمعنی چلانا۔ اور زفر یزفر زفیرًا از باب ضرب حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں زفیر زور کی آواز اور شہیق پست آواز کو کہتے ہیں۔ امام ضحاک ومقاتل فرماتے ہیں کہ زفیر گدھے کی پہلی آواز ہے۔ اور شہیق اسکی آخری جب وہ اس کو سینہ کی طرف لوٹاتا ہے۔ شَهِیْقٌ:...... بمعنی دھاڑنا، چلانا، گدھے کا آواز کرنا۔ مصدر از باب ضرب، سمع، فتح۔ مَجْذُوْذٍ:...... بمعنی جڑ سے اکھیڑا ہوا۔ اسم مفعول ہے ماضی جَذَّ جَذَّ بمعنی جڑ سے اکھیڑنا، ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، اور جڑ سے کاٹ دینا۔

(۵) "یَاْتِ" کے مجزوم ہونے کی وجہ:...... اس جگہ دو قرآتیں ہیں۔ ۱۔ یاء کے ساتھ "یَوْمَ یَاْتِیْ" ۲۔ تاء کے کسرہ اور حذف یا کے ساتھ اور یہ قراءۃ عمدہ ہے اس لئے کہ یہاں کوئی سبب یاء کے حذف وجوبی کا نہیں ہے اور بعض نے یاء کو کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے حذف کر دیا ہے جس طرح فواصل میں کسرہ پر اکتفاء کرتے ہوئے یا کو حذف کر دیتے ہیں جیسے "مَا كُنَّا نَبْغِ" اور "وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ"

(۵۰) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب):...... اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ ﴿پ ۱۳۔ س۔ رعد۔ آیت (۱۷)﴾

(۱) آیتِ کریمہ کا ترجمہ کریں (۲) آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کردہ مثال کی وضاحت کریں (۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیتِ کریمہ کا ترجمہ۔ ۲۔ آیتِ کریمہ کی تفسیر۔ ۳۔ آیتِ کریمہ میں بیان کردہ مثال کی وضاحت۔ ۴۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیتِ کریمہ کا ترجمہ:...... اس نے آسمان سے پانی اتارا پھر نالے اپنی اپنی مقدار کے موافق بہنے لگے پھر سیلاب پھولا ہوا جھاگ اوپر لے آیا اور جس چیز کو آگ میں دھونکتے ہو زیور یا اسباب وسامان تلاش کرنے کیلئے اس میں ویسا ہی جھاگ ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل کو یوں بیان کرتا ہے۔ سو وہ جھاگ تو سوکھ کر جاتا رہتا ہے۔ اور لیکن وہ جو لوگوں کے کام آتا ہے سو وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔

(۲) آیتِ کریمہ کی تفسیر:...... آیتِ مذکورہ میں حق وباطل کے درمیان فرق، حق کی پائیداری اور باطل کی بے ثباتی کو دو مثالوں سے واضح کیا ہے۔ جن کی تفصیل آئندہ شق میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ البتہ خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کہ ان مثالوں میں میل کچیل چند دن تک اصلی چیز کے اوپر نظر آتا ہے۔ لیکن انجام کار وہ پھینک دیا جاتا ہے۔ اور اصلی چیز باقی رہ جاتی ہے اسی طرح باطل گو چند روز حق کے اوپر غالب نظر آئے گا لیکن آخر کار باطل محو اور مغلوب ہو جاتا ہے۔ اور حق باقی اور ثابت رہتا ہے۔ (جلالین)

(۳) آیتِ کریمہ میں بیان کردہ مثال کی وضاحت:...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے حق وباطل کے درمیان فرق کو بیان کرنے کیلئے اس آیتِ کریمہ میں دو مثالیں دی ہیں۔

www.Bhalli.Info

اول مثال کی وضاحت:...... یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا اور یہ آسمان سے یکساں طور پر برسا مگر ہر نالے میں بقدر اپنی وسعت اور عمق کے سمایا اسی طرح آسمان سے قرآن کریم نازل ہوا اور قلوب کی زمینوں نے بقدر اپنی صلاحیت اور وسعت کے اس آسمانی باران رحمت کا اثر قبول کیا اور ہر ایک اپنی استعداد کے مطابق اور موافق فیض لیتا ہے۔ جیسے ہر وادی اپنی وسعت کے مطابق پانی لیتی ہے۔ پھر اس سیلاب نے اپنے اوپر ایک پھولا ہوا جھاگ اٹھایا۔ سیلاب میں دو چیزیں ہوتی ہیں ۱۔ خالص پانی ۲۔ میل کچیل اور جھاگ۔ میل کچیل اور جھاگ تو اوپر رہتا ہے۔ اور خالص پانی نیچے دبا ہوا ہوتا ہے۔ پس اس طرح سمجھو کہ حق خالص پانی کی طرح ہے جس پر زندگی کا دارومدار ہے اور باطل مثل جھاگ کے ہے کہ کسی وقت باطل حق کو دبا بھی لیتا ہے لیکن باطل کا یہ ابال عارضی اور بے بنیاد ہوتا ہے۔ تھوڑے سے جوش وخروش کے بعد اس کا نام ونشان بھی نہیں رہتا اور اصل کارآمد چیز یعنی حق وصداقت کا آبِ حیات وہ باقی رہ جاتا ہے۔

دوسری مثال کی وضاحت:...... یہ ہے کہ دھات سے زیور بنانے یا کوئی دوسری چیز (کوئی برتن وغیرہ) بنانے کیلئے جب اُسے آگ میں پگھلاتے ہیں تو اصلی دھات یعنی سونا چاندی وغیرہ تو نیچے رہ جاتی ہے۔ ویسا جھاگ اور میل کچیل اوپر آجاتا ہے۔ جو محض بے کار ہے اور اصلی سونا چاندی اس جھاگ کے نیچے دبا ہوا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حق وباطل کی مثال بیان کرتے ہیں۔ بہر حال جو میل کچیل اور جھاگ ہے وہ تو خشک ہو کر چلا جاتا ہے۔ اسی طرح باطل اگر کسی وقت حق پر غالب بھی آجائے تو اسکو بھی ثبات اور قرار نہیں اور وہ چیز جو لوگوں کو نفع پہنچاتی ہیں جیسے صاف پانی اور خالص جوہر وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے۔ یعنی اسکو قرار اور ثبات ہے۔ اسی طرح دینِ حق کو قرار وثبات ہے وہ باقی رہ جاتا ہے اور باطل جو مثل میل کچیل اور جھاگ کے ہے وہ مٹ جاتا ہے۔

(۴) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:...... اَوْدِيَةٌ:...... بمعنی وادیاں یہ وَادِیٌ کی جمع ہے۔ وادی اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہو اور بطریق استعارہ ہر طریقہ اور راستہ کو بھی وادی کہا جاتا ہے۔ زَبَدًا:...... جھاگ اسم جامد ہے۔ رَابِيًا:...... بمعنی چڑھنے والا، پھولنے والا، اسم فاعل کا صیغہ ہے رَبْوٌ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی پھولنا وغیرہ۔ حِلْيَةٍ:...... زیورات جو عورتیں زیبائش کی غرض سے اپنے بدن پر لٹکاتی ہیں۔

(۵۱) اَلسُّوَالُ الثَّانِي (الف):...... وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَـيْــــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ ۔

﴿پ ۔ ۱۴ ۔ س ۔ النحل ۔ آیت (۶۸ ۔ ۷۰)﴾

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں (۲) "وحی الی النحل" اور "اَرْذَلِ الْعُمُرِ" کی مراد واضح کریں (۳) "ذُلُلًا" کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

www.Bhalli.Info

اَلجوابُ عَنِ السُّوالِ الثّانِی (الف)

اجمالی جواب:.......مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۔۱۔آیات کریمہ کا ترجمہ ۔۲۔آیاتِ کریمہ کی تفسیر ۔۳۔''وحی الی النحل'' اور''اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ'' کی مراد کی وضاحت ۔۴۔ ذُلُلًا کے منصوب ہونے کی وجہ۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:.......اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم بھیجا کہ وہ پہاڑوں میں گھروں کو بنالے اور درختوں میں اور جہاں وہ چھتریاں ڈالتے ہیں۔ پھر ہر طرح کے میووں سے کھا، پھر اپنے رب کے صاف راہوں میں چل۔ ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیزیں نکلتی پڑی ہیں۔ جس کے کئی رنگ ہیں۔ اسمیں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔ بے شک اسمیں ان لوگوں کیلئے جو دھیان کرتے ہیں نشانی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو موت دیتا ہے۔ اور تم میں بعض وہ ہیں جو نکمی عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ تا کہ جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خبردار قدرت والے ہیں۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:.......آیاتِ مذکورہ میں سے سب سے پہلی آیت میں شہد کی مکھی کو گھر بنانے اور دیگر امور کا حکم دیا جارہا ہے۔ اور ہدایات کی جارہی ہیں۔ سب سے پہلی ہدایت یہ کی گئی ''وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ الخ'' اس میں لفظ بیوت کا ذکر فرما کر ایک تو اس طرف اشارہ کردیا کہ شہد کی مکھیوں کو چونکہ شہد تیار کرنا ہے تو اس کیلئے پہلے سے ایک محفوظ گھر بنالیں۔ دوسرا اس طرف اشارہ کردیا کہ جو گھر یہ بنائیں گی وہ عام جانوروں کے گھروں کی طرح گھر نہ ہوں گے بلکہ ان کی ساخت اور بناوٹ غیر معمولی ہوگی۔ جن کو دیکھ کر انسانی عقل حیران ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو صرف گھر بنانے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسکا محل وقوع بھی بتلادیا کہ وہ کسی بلند جگہ پر ہونا چاہیے کیونکہ ایسے مقامات پر شہد کو تازہ اور صاف اور چھنی ہوئی ہوا پہنچتی رہتی ہے اور وہ گندی ہوا سے بچا رہتا ہے اور توڑ پھوڑ سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا الخ''

''ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ الخ'' اس آیت میں شہد کی مکھیوں کو دوسری ہدایت ہے کہ جس میں مکھی کو حکم دیا جارہا ہے۔ کہ اپنی رغبت اور پسند کے مطابق پھل اور پھول سے رس چوسے لیکن پوری دنیا کے نہیں بلکہ جن تک آسانی کے ساتھ رسائی ہوسکے جیسا کہ ملکہ بلقیس کے واقعہ میں ''اوتیت من کل شیٔ'' ہے۔ ظاہر ہے کہ وہاں بھی استغراق کلی مراد نہیں بلکہ اس وقت کی تمام ضروریات و مناسباتِ مراد ہیں یہاں بھی ''مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ'' سے یہی مراد ہے۔

''فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا'' یہ شہد کی مکھی کو تیسری ہدایت دی جارہی ہے کہ اپنے رب کے ہموار کئے ہوئے راستوں پر چل پڑ۔ یہ جب گھر سے دور دراز مقامات پر پھل پھول کا رس چوسنے کیلئے کہیں جاتی ہے تو بظاہر اسکا اپنے گھر میں واپس آنا مشکل ہونا چاہیے تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے راستوں کو آسان بنادیا ہے۔ چنانچہ وہ میلوں دور جاتی ہے اور بغیر بھولے بھٹکے اپنے گھر واپس پہنچ جاتی ہے۔

اسکے بعد وحی کے حکم کا جو حقیقی ثمرہ تھا اسکو بیان کیا ''یَخۡرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِهَا الخ'' کہ اسکے پیٹ میں سے مختلف رنگ کا شروب نکلتا ہے جس میں تمہارے لئے شفاء ہے اور یہ رنگ کا اختلاف غذا اور موسم کے اختلاف کی بناء پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

www.Bhalli.Info

اگر کسی خاص علاقہ میں کسی خاص پھل پھول کی کثرت ہو تو اس علاقہ کے شہد میں اس کا اثر و ذائقہ ضرور ہوتا ہے۔ شہد چونکہ سیال مادہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو شراب (پینے کی چیز) فرمایا۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور وحدانیت کی دلیل ہے کہ ایک چھوٹے سے زہریلے جانور سے کیسا منفعت بخش اور لذیذ مشروب نکلتا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ "فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" شہد جہاں قوت بخش ہے وہاں امراض کیلئے نسخہ شفاء بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کی مذکورہ بالا مثالیں بیان فرمانے کے بعد انسان کو پھر غور وفکر کی دعوت دی ہے کہ قدرت کی ان مثالوں میں غور وفکر کر کے تو دیکھو چنانچہ فرمایا (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ)۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور مخلوق کیلئے اپنے انعامات پر متنبہ کیا اب اسکو اپنے اندرونی حالات پر غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ انسان کچھ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو وجود کی دولت سے نوازا پھر جب چاہا موت بھیج کر وہ نعمت ختم کر دی۔ اور بعضوں کو تو پہلے ہی پیرانہ سالی کے ایسے درجہ میں پہنچا دیتے ہیں کہ ان کے ہوش وحواس ٹھکانے نہیں رہتے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔ نہ کوئی بات سمجھ سکتے ہیں اور نہ سمجھی ہوئی یاد رکھ سکتے ہیں۔ اور یہ تغیر آفاقی اور انفسی اسباب پر دلالت کرتا ہے کہ علم وقدرت اسی ذات کے خزانہ میں ہے جو خالق و مالک ہے۔

(۳) "وحی الی النحل اور اَرْذَلِ الْعُمُرِ" کی مراد کی وضاحت:...... وحی الی النحل میں جس وحی کا ذکر ہے اس سے مراد وحی اصطلاحی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وحی لغوی ہے وہ یہ کہ متکلم مخاطب کو کوئی خاص بات مخفی طور پر اس طرح سمجھا دے کہ دوسرا شخص اس بات کو نہ سمجھ سکے۔

اور "اَرْذَلِ الْعُمُرِ" میں "اَرْذَلِ الْعُمُرِ" سے مراد پیرانی سالی (بڑھاپے) کی وہ عمر ہے جس میں انسان کے تمام جسمانی اور دماغی قوی مختل ہو جاتے ہیں۔ "اَرْذَلِ الْعُمُرِ" کی تعریف میں کوئی تعیین نہیں ہے البتہ مذکورہ تعریف راجح معلوم ہوتی ہے جس کی طرف قرآن مجید نے بھی "لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا" سے اشارہ کیا ہے کہ وہ ایسی عمر ہے جس میں ہوش وحواس باقی نہیں رہتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی تمام معلومات بھول جاتا ہے۔ وفیہ اقوال اخر۔

(۴) ذُلُلًا کے منصوب ہونے کی وجہ:...... آیت مذکورہ میں لفظ ذُلُلًا کے منصوب ہونے کی وجہ میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ یہ بوجہ سُبُلَ سے حال واقع ہونے کے منصوب ہے یا اُسْلُكِیْ کی ضمیر سے حال واقع ہے اسوجہ سے منصوب ہے۔

(۵۲) اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ (ب) :...... وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا ۝ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۝ لَّا تَرٰى فِیْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا ۝ یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ۝ ۔ ﴿پ ۱۶۔ س۔ طٰہٰ۔ آیت (۱۰۵۔۱۰۸)﴾

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں (۲) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لغوی لکھیں (۳) "لَا عِوَجَ لَهٗ" کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّؤَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیاتِ مذکورہ کا ترجمہ ۲۔ آیات مذکورہ کی تفسیر ۳۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق ۴۔ "لَا عِوَجَ لَهٗ" کی ترکیبی حیثیت۔

www.Bhalli.Info

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:......اور تجھ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں سو تو کہہ انکو میرا رب اُڑا کر بکھیرے گا پھر زمین کو صاف میدان کر کے چھوڑیگا تو اس میں نہ موڑ اور نہ ٹیلا دیکھے گا اس دن اس پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے جس کی بات ٹیڑھی نہیں ہے اور رحمن کے ڈر سے آوازیں دب جائیں گی پھر تو نہ سنے گا مگر پاؤں کی آہٹ۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:......منکرینِ قیامت میں سے قبیلہ ثقیف کے ایک آدمی نے بطورِ استہزاء کے یہ سوال کیا کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو یہ بتلاؤ کہ ان پہاڑوں کا کیا حال ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی ان کے اس سوال پر بے تامل یہ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار اپنی قدرتِ کاملہ سے ان کو ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں اُڑا دے گا۔ اور پھر پہاڑوں کے نیچے کی زمین صاف میدان بنا دے گا کہ دیکھنے والا اسمیں کوئی کجی اور ٹیڑھا پن نہ دیکھے گا بلکہ اونچائی اور نیچائی کا کوئی نام ونشان نہ ہوگا۔ وہ ایسی برابری کردی جائے گی کہ اگر علم ریاضی وہندسہ کے ماہرین بھی اسکی جانچ پڑتال کریں تو وہ بھی برابری اور ہمواری کی شہادت دیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اس روز پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے ہوا میں اڑا دیئے جائیں گے اور زمین ایسی ہموار کردی جائے گی نہ کوئی ٹیلہ اور پہاڑ ہوگا جس پر کوئی مجرم چڑھ کر پناہ لے اور نہ کوئی غار ہوگی؟ جس میں کوئی مجرم چھپ سکے گا۔ اس روز تمام لوگ خدائی پکارنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پکار کے پیچھے دوڑیں گے۔ وہ فرمائیں گے ”اے پرانی اور بوسیدہ ہڈیو! اور اے متفرق شدہ گوشت کے ٹکڑو! خدائے رحمان کے سامنے پیش ہونے کیلئے حاضر ہو جاؤ، تمھارے فیصلوں اور حساب کا وقت آپہنچا ہے۔“ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی یہ آواز سن کر لوگ دوڑیں گے اور اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہونگے اور اس آواز کی اتباع اور پیروی سے کسی کو کجی اور انحراف ممکن نہ ہوگا۔ اور اس دن ہیبت کے مارے رحمان کے لئے آوازیں پست ہوں گی سوائے پیروں کی آہٹ کے کچھ نہیں سُن سکے گا۔ نہایت خاموشی کے ساتھ میدانِ حشر کی طرف جائیں گے۔

(۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:......یَنْسِفُهَا:......نَسفًا مصدر سے مشتق ہے از باب (ضرب) بمعنی بکھیر کر اڑا دینا۔ فَيَذَرُهَا:......واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب (ضرب) مصدر وَذْرٌ چھوڑ دینا۔ عموی تلفظ سمع کے باب سے مضارع کا کیا جاتا ہے۔ يَذَرُ اصل يَوْذِرُ تھا۔ قَاعًا:......نرم، ہموار، نشیبی میدان جو پہاڑوں اور ٹیلوں سے دور واقع ہو۔ اسکی جمع قِيعٌ ,قِيعَةٌ ,قِيعَانٌ ہے۔ صَفْصَفًا:......چٹیل میدان، ایسی ہموار زمین کہ گویا اس کے اجزاء ایک ہی صفت میں ہیں۔ اسم ہے، اگر مصدر ہو تو معنی صف میں کھڑا ہونا۔ اَمْتًا:......ٹیلہ، اونچان، نشیب وفراز، کسی چیز کا مختلف ہونا۔ هَمْسًا:......لغوی معنی پست آواز، اسم مصدر ہے بمعنی قدم کی چاپ، قدم کی آہٹ۔ اگر مصدر ہو تو بمعنی نچوڑنا، توڑنا، کھانے کو ہونٹ بند کر کے چبانا۔

(۴) ”لَا عِوَجَ لَهُ“ کی ترکیبی حیثیت:......اس میں ترکیبی لحاظ سے دو احتمال ہیں۔ ۱۔ یا تو یہ جملہ حال ہے ”الدَّاعِيَ“ سے۔ ۲۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ کلام مستانف ہے یعنی اسکا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں اور جملہ انشائیہ ہے۔ اور لانفی جنس کی وجہ سے ”عِوَجَ“ مبنی بر فتحہ ہے۔

(۵۳) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):......قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَافِيهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ

www.Bhalli.Info

ہیں اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری قبر کو اس طرح زیارت گاہ نہ بناؤ جیسے کوئی عید اور میلہ ہو۔ بلکہ وہاں عبرت لینے اور محبوب خدا کی جدائی کے غم کے ساتھ آنا۔ آپ کا یہ فرمانا اس لئے تھا کہ اھلِ کتاب نے اپنے انبیاء کی قبروں کو میلہ گاہ بنالیا تھا۔ اور اسی طرح بت پرست لوگ بھی اپنے بتوں کے پاس جمع ہو کر خوب میلہ کرتے تھے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا تھا۔ علامہ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث شریف کا ایک مطلب یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ میری زیارت کیلئے بار بار آیا کرو عید کی طرح سال میں ایک بار آؤ، ایسا نہ کرنا۔

(۴) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:...... فاء تعلیلیہ، ان حرف از حروف مشبہ بالفعل صلاۃ مضاف کم ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر انّ کا اسم، تبلغ فعل مضارع معلوم، اس میں ہی ضمیر مستتر اس کا فاعل، نون وقایہ، ی ضمیر مفعول بہ حیث مضاف کنتم فعل از افعال ناقصہ، تم ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر مضاف الیہ حیث کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی ان کی، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ تعلیلیہ ہوا۔

اَلْوَرَقَةُ الْاُوْلٰی: فِی التفسیر والحدیث ۱۴۲۲ھ

(۵۵) **السُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف)**:...... الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۘ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ ۔ ﴿پ ۔ ۱۱ ۔ س ۔ یونس ۔ آیت (۱۔۳)﴾

(۱) آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ اور تفسیر کیجیے (۲) "قَدَمَ صِدْقٍ" سے کیا مراد ہے؟ وضاحت کیجیے (۳) "سِتَّةِ اَيَّامٍ" کا مصداق بیان کرنے کے بعد مسئلہ "اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ" کی وضاحت کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں ۱۔ آیات کریمہ کا ترجمہ ۲۔ آیتِ کریمہ کی تفسیر ۳۔ قَدَمَ صِدْقٍ کی مراد اور اسکی وضاحت ۴۔ "سِتَّةِ اَيَّامٍ" کا مصداق ۵۔ "اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ" کی وضاحت۔

تفصیلی جواب

(**نوٹ**):...... اس سوال کا مکمل حل ۱۴۲۵ھ کے الجواب عن السوال الاول (الف) پر گذر چکا ہے۔

(۵۶) **السُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب)**:...... الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ڰ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ ۔ ﴿پ ۔ ۱۲ ۔ س ۔ یوسف ۔ آیت (۱۔۳)﴾

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں (۲) "قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا" کی ترکیبی حیثیت واضح کرنے کے بعد بتائیں کہ "بِمَآ اَوْحَيْنَآ" میں "مَا" کون سا ہے؟ (۳) سورۃ یوسف کو "اَحْسَنَ الْقَصَصِ" کہنے کی وجہ لکھیں اور لفظ "قرآن" کا مشتق منہ بتائیں۔

www.Bhalli.Info

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں چھ امور حل طلب ہیں۔ا۔آیاتِ کریمہ کا ترجمہ۔۲۔آیاتِ کریمہ کی تفسیر۔۳۔"قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا" ترکیبی حیثیت کی وضاحت۔۴۔"بِمَآ اَوْحَیْنَآ" میں ذکر کردہ "مَا" کا مصداق۔۵۔"سورۃ یوسف" کو "اَحْسَنَ الْقَصَصِ" کہنے کی وجوہ۔۶۔لفظِ قرآن کے متعلق بحثِ اشتقاق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:......یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔بے شک ہم نے اسکو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تا کہ تم سمجھ لو۔ہم بیان کرتے ہیں تیرے پاس بہت اچھا قصہ، اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف یہ قرآن۔تو اس سے پہلے البتہ بے خبروں میں سے تھا۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:......مذکورہ بالا تینوں آیتوں میں سے سب سے پہلی آیت کا شروع حروف مقطعات قرآنیہ میں سے ہے۔ان کے متعلق جمہور سلف صحابہؓ و تابعینؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ متکلم اور مخاطب (اللہ جل شانہ اور آپ ﷺ) کے درمیان ایک راز ہے جس کو تیسرا آدمی نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس کیلئے مناسب ہے کہ اس کی تحقیق کے درپے ہو۔ارشاد فرمایا کہ یہ آیتیں اس کتاب کی ہیں جو حلال و حرام اور ہر کام کی حدود و قیود بتلا کر انسان کو ہر شعبہ زندگی میں ایک معتدل سیدھا نظامِ حیات بخشتی ہیں جن کو نازل کرنے کا وعدہ تورات میں پایا جاتا ہے اور یہود اس سے واقف ہیں۔پھر ارشاد فرمایا "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا الخ"، یعنی ہم نے اس کو عربی بنا کر اتار دیا کہ شاید تم سمجھ بوجھ حاصل کر لو۔اس آیت میں اسطرف اشارہ ہے کہ قصہ یوسف علیہ السلام کے سوال کرنے والے عرب کے یہودی تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہی کی زبان میں یہ قصہ نازل فرما دیا تا کہ وہ غور کریں اور رسول کریم ﷺ کے صدق و حقانیت پر ایمان لائیں اور اس قصہ میں جو احکام و ہدایات ہیں ان کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں۔اسی وجہ سے کلمہ "لعل" کو لایا گیا ہے۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ ہم آپ کیلئے بہترین قصہ اس قرآن کو بذریعہ وحی آپ پر نازل کر کے بیان کرتے ہیں۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ اس سے پہلے اس قصہ سے ناواقف تھے۔اس آیت میں یہود کو اس بات پر تنبیہ ہے کہ تم نے جس طرح ہمارے رسول ﷺ کی آزمائش کرنا چاہی اس میں بھی رسول کا کمال واضح ہو گیا کیونکہ وہ پہلے سے امی اور تاریخِ عالم سے ناواقف تھے اب اس واقفیت کا کوئی ذریعہ بجز تعلیمِ الٰہی اور وحی نبوت کے نہیں ہو سکتا۔

(۳) "قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا" کی ترکیبی حیثیت کی وضاحت:......ترکیبی اعتبار سے لفظ قرآنًا میں دو وجہیں ہیں۔ا۔منصوب ہے اور حال عربیًا کیلئے بمنزلہ توطیہ کے ہے۔اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ منصوب ہے اور یہ خود حال ہے ہٗ ضمیر غائب سے اور یہ لفظ مصدر مبنی للمفعول کے قبیل سے ہے بمعنی مجموعا کے۔اس وجہ میں عربیا ان لوگوں کی رائے کے مطابق جو صیغہ کی صفت لانے کو جائز کہتے ہیں قرآنًا کی صفت ہے یعنی مجموعًا عربیًا اور ان لوگوں کی رائے کے مطابق جو صیغہ صفت کو موصوف بالصفت کرنے کو جائز نہیں کہتے اور مصدر میں ضمیر مانتے ہیں جب وہ مصدر ضمیر کی جگہ پر ہو تو مصدر کی ضمیر سے عربیا حال ہے۔

(۴) "بِمَآ اَوْحَیْنَآ" میں ذکر کردہ "مَا" کا مصداق:......"بِمَآ اَوْحَیْنَآ" میں جو "مَا" ہے یہ مصدریہ ہے اسکا مصداق قرآن مجید ہے۔

(۵) "سورۃ یوسف" کو اَحْسَنَ الْقَصَصِ کہنے کی وجوہ:......اس قصہ یوسف علیہ السلام کو اَحْسَنَ الْقَصَصِ (یعنی بہترین قصہ

www.Bhalli.Info

...بیا گیا کہ اس قصہ میں عبرتیں اور حکمتیں اور نکات ہیں اور اسمیں بادشاہوں سے غلاموں تک کے برتاؤ اور عورتوں کے مکروفریب کا
...شخص کے ایذاء پر صبر کا اور قدرت کے وقت عفو اور جودوکرم کا بیان ہے۔اور حاسد ومحسود، مالک ومملوک ،شاہد ومشہود، عاشق
...محبوب ،حبس وآزادی کا بیان ہے۔ حسد کا انجام نقصان وخذلان ہے اور صبر مفتاح الفرج اور عفت وپاکدامنی موجب عزت
...وعظمت ہے۔نیز یہ واقعہ حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کی دلیل ہے کہ آپ وحی الٰہی سے صحیح صحیح واقعات بیان فرماتے ہیں جو آپ
...نے کبھی اور نہ کسی سے سنے اور نہ کہیں پڑھے۔بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس قصہ کو" اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ" اس لئے فرمایا کہ یہ قصہ
...جن آدمیوں کا ہے وہ سب آدمیوں میں احسن اور اجمل تھے۔

(ب) لفظ قرآن کے متعلق بحث اشتقاق:......لفظ "القرآن" کے بارے میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اسم جنس ہو اور علم ہو تو اسوقت
اشتقاق اور عدم اشتقاق کی بحث نہ ہوگی اور اگر دوسرا احتمال جو کہ مصدر ہونا ہے، مانا جائے تو اسوقت یہ لفظ خود مشتق منہ ہے بمعنی اسم
مفعول کے ہوگا مہموز اللام قرء، یقرء، قرانا بمعنی مقروء یعنی پڑھا ہوا یا غیر مہموز قرن یقرن قرانا بمعنی مقرون یعنی ملا ہوا۔اول صورت
میں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قرآن پاک چونکہ پڑھا جاتا ہے اس لئے اسکو قرآن کہتے ہیں۔اور ثانی صورت میں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قرآن
پاک کی آیات چونکہ ایک دوسرے سے مقترن اور ملی ہوتی ہیں اس لئے قرآن کہتے ہیں۔

(۵۲) اَلسُّوَالُ الثَّانِیۡ (الف) :......وَاضۡرِبۡ لَهُمۡ مَّثَلًا رَّجُلَيۡنِ جَعَلۡنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيۡنِ مِنۡ اَعۡنَابٍ وَّحَفَفۡنٰهُمَا بِنَخۡلٍ وَّجَعَلۡنَا بَيۡنَهُمَا
زَرۡعًا كِلۡتَا الۡجَـنَّتَيۡنِ اٰتَتۡ اُكُلَهَا وَلَمۡ تَظۡلِمۡ مِّنۡهُ شَيۡـئًا وَّفَجَّرۡنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۙ‏ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ‌فَقَالَ لِصٰحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكۡثَرُ مِنۡكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا‏

﴿پ ۱۵-س-کہف-آیت (۳۲-۳۴)﴾

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں (۲) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں (۳) ان دو آدمیوں کا نام اور پورا قصہ
ذکر کرنے کے بعد بتائیں کہ "مَالًا" اور "نَفَرًا" کیوں منصوب ہیں؟۔

اَلۡجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیۡ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں چھ امور حل طلب ہیں۔۱۔آیات کریمہ کا ترجمہ۔۲۔آیات کریمہ کی تفسیر۔۳۔خط کشیدہ کلمات
کی لغوی تحقیق۔۴۔رجلین کے نام کی تعیین۔۵۔پورا قصہ کا بیان۔۶۔"مَالًا" اور "نَفَرًا" کے منصوب ہونے کی وجہ۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات کریمہ کا ترجمہ:......اور انہیں دو مردوں کی مثال بیان کیجیے کہ ہم نے اُن میں سے ایک کیلئے دو باغ انگور کے کر دیئے۔اور ان
کے گرد کھجوریں اور ان دونوں کے بیچ میں کھیتی رکھدی۔دونوں باغ اپنا پھل لاتے ہیں اور اس میں سے کچھ گھٹاتے نہیں اور ہم نے ان
دونوں کے بیچ میں نہر بہادی اور اسکو پھل ملا۔پھر اپنے ساتھی سے بولا جب وہ اس سے باتیں کرنے لگا میرے پاس تجھ سے زیادہ مال
ہے اور آبرو کے لوگ۔

(۲) آیات کریمہ کی تفسیر:......ان مذکورہ تینوں آیتوں میں ایک طالب دنیا اور ایک طالب آخرت کا قصہ بیان فرماتے ہیں تا کہ معلوم
ہو جائے کہ اموال کی کثرت اور اعوان وانصار کی قوت قابل فخر چیز نہیں ہو سکتی۔ہو سکتا ہے کہ دم کے دم میں تونگر و مالدار فقیر ہو جائے۔

www.Bhalli.Info

اور فقیر تونگر و مالدار ہو جائے۔ قابلِ فخر چیز ایمان اور اعمالِ صالحہ اور تقویٰ ہے اور یہ دنیا تو چند روزہ باغ و بہار ہے۔
چنانچہ فرماتے ہیں کہ اے نبی، دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری ظاہر کرنے کیلئے دو شخصوں کا قصہ بیان کرو۔ وہ دو آدمی تھے آپس میں بھائی بھائی تھے ان میں سے ایک کو جو کافر تھا ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے تھے۔ اور ان دونوں باغوں کو ہم نے کھجوروں کے درختوں سے گھیر دیا تھا یعنی ان کے ہر چار طرف کھجوروں کے درخت تھے اور ان دونوں باغوں کے درمیان ہم نے کھیتی بھی کر دی تھی۔ جس سے قوتِ روزینہ ان کو حاصل ہوتی تھی یعنی اس میں کوئی جگہ خالی نہ تھی۔ تمام زمین سے قسم قسم کی پیداوار تھی۔ دونوں باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور باغ کی پیداوار میں ذرہ برابر کمی نہ تھی اور ہم نے ان دونوں باغوں کے درمیان نہر بھی جاری کر دی تھی جس کا پانی کبھی منقطع نہیں ہوتا تھا اور وہ نہر دونوں باغوں کو ہمیشہ پانی پہنچاتی اور اس پیداوار کے علاوہ اس شخص کیلئے اور بھی قسم قسم کے پھل تھے یعنی لقول مجاہدؒ وقتادہؒ مال یعنی سونا چاندی وغیرہ تھا۔ پس یہ مالدار کافر اپنے ساتھی یعنی مومن بھائی سے جو غریب تھا بولا۔ اس حال میں کہ وہ کہتا جاتا تھا اور وہ جواب دیتا جاتا تھا۔ دونوں میں باہم گفتگو ہو رہی تھی دورانِ گفتگو اس کافر بھائی نے فخراً کہا کہ میں تجھ سے مال میں بڑھا ہوا ہوں اور حشم و خدم کے اعتبار سے زیادہ عزت والا ہوں، یہاں تک کہ مؤمن بھائی کو اپنے باغ میں لے گیا۔ تو اس نے اسے سمجھایا اور اس دنیا کے فانی اور بے ثبات ہونے کو بتلایا لیکن اس نے نہ مانا اور کہا کہ یہ چیز میرے پاس دائم و قائم رہے گی اگر لوٹ بھی گئی تو اس سے اچھی پاؤں گا۔

(۳) خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق:...... حَفَفْنٰھُمَا:...... (بمعنی ہم نے ان دونوں کو گھیر لیا) صیغہ جمع متکلم از مصدر حَفٌّ بمعنی گرداگرد گھیر لینا۔ اٰتَتْ اُكُلَهَا:...... (وہ اپنا رزق لائی) صیغہ واحد مؤنث غائب مصدر اِیْتَانًا بمعنی لانا جب اس کا تعدیہ باء کے ساتھ ہو تو اس وقت اسکے معنی لے آنے اور پہنچا دینے کے ہوں گے جیسے کہا جاتا ہے "ایت بالماء" (یعنی پانی لا)۔ لَمْ تَظْلِمْ...... صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع منفی جحد از باب ضرب بمعنی کمی نہیں کی۔ مشتق ہے ظُلْمٌ سے۔ خِلٰلَهُمَا:...... (اس کے درمیان) خلال مضاف ہے ھما ضمیر غائب مؤنث کی طرف۔ یُحَاوِرُهٗ:...... (گفتگو کر رہا تھا۔ جواب دے رہا تھا) صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب مفاعلہ جو مُحَاوَرَۃٌ بمعنی گفتگو کرنا۔ مجرد حَارَ یَحُوْرُ حَوْرٌ اور حُوْرٌ بمعنی لوٹنا یا۔ گھٹنا، کم ہونا، از باب نصر۔ از باب افعال اِحَارَۃٌ بمعنی جواب دینا۔ لوٹانا۔ دینا۔ از باب تفاعل مَحَاوُرٌ بمعنی گفتگو کرنا۔ از باب استفعال چوں اِسْتِحَارَۃٌ بمعنی جواب مانگنا۔

(۴) رَّجُلَيْنِ کے نام کی تعیین:...... علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ قبیلہ بنو مخزوم میں دو بھائی ایک مومن دوسرا کافر تھے۔ مومن کا نام ابو سلمہ عبداللہ (حضرت ام سلمہ کے سابق شوہر) بن عبدالاسود بن عبد یالیل تھا اور کافر کا نام اسود بن عبدالاسود بن عبد یالیل تھا۔

(۵) پورا قصہ کا بیان:...... بنی اسرائیل میں قبیلہ بنو مخزوم کے دو آدمی آپس میں بھائی تھے ان میں سے ایک کافر اور دوسرا مومن تھا۔ ان میں سے جو کافر تھا اسکے دو انگوروں کے باغ اور ان دونوں کے اردگرد کھجور کے درخت تھے۔ جو ان دونوں کو گھیرے ہوئے تھے اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی تھی جس سے وہ روزینہ حاصل کرتا تھا۔ اور یہ دونوں باغ ایسے تھے کہ اپنا پورا پورا پھل دیتے اور باغ کی پیداوار میں ذرہ برابر کمی نہ تھی اور ان دونوں باغوں کے درمیان ایک نہر بھی تھی جس کا پانی کبھی منقطع نہیں ہوتا تھا۔ اور اسکے علاوہ اور بھی مال و اسباب تھا اور دوسرا بھائی نادار اور مفلس تھا۔ یہ مالدار ایک دن اس نادار اور غریب مسلمان

www.Bhalli.Info

بھائی سے دورانِ گفتگو یہ کہنے لگا اور فخر کرنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بڑھا ہوا ہوں اور حشم وخدم کے اعتبار سے زیادہ عزت والا ہوں۔ پھر یہ مالدار کافر اپنے غریب مؤمن بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے باغات اور ان کی پیداوار اور مال ودولت دکھلانے لگا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر باغ میں داخل ہوتے ہوئے کہنے لگا کہ میرا یہ گمان نہیں کہ یہ باغ اُجڑ جائے گا۔ بلکہ ہمیشہ آباد رہے گا اور میں ہمیشہ عیش وعشرت میں رہوں گا اور نہ ہی قیامت قائم ہوگی اگر بالفرض والمحال اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا بھی دیا گیا تو میری شان کے مطابق وہ مال ودولت دے گا۔ میرا رب مجھ سے راضی ہے لہٰذا اس سے بہتر پاؤں گا۔ یہ باتیں سن کر اس دیندار بھائی نے دورانِ گفتگو کہا کیا تو اس خدا کی قدرت کا منکر ہوگیا ہے جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر تجھے نطفہ سے نکالا جب تو مردہ بدستِ زندہ تھا اور کسی چیز کا مالک نہ تھا پھر اس خدا نے تجھے اپنی قدرت سے پورا مرد بنایا۔ اب تجھے اس خدا کی قدرت میں شک ہوگیا ہے۔ لیکن میرا عقیدہ یہ ہے کہ وہی اللہ میرا پروردگار ہے اور یہی میری زبان پر ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا نہ اعتقاد میں نہ قول میں اور نہ فعل میں۔ کیونکہ جو ذاتِ پاک عالم کی خالق ومربی ہے وہ اس عالم کے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اور مؤمن بھائی نے کہا کہ تو نے یوں کیوں نہ کہا کہ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے وہ ہوگا یعنی باغ کو دیکھ کر تجھے عاجزی کا اقرار کرنا چاہیے تھا۔ اس نصیحت کے بعد اس مسلمان بھائی نے اس کے تکبر اور فخر کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہوسکتا ہے کہ میرا رب دنیا یا آخرت میں یا دونوں جہانوں میں مجھ کو تیرے سے بہتر باغ دے اور تیرے اس باغ پر آسمان سے کوئی بلا اور آفت بھیج دے جس کا تجھے وہم وگمان بھی نہ ہو۔ اور یہ جگہ چٹیل میدان ہوکر رہ جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آسمان سے ناگہانی آفت آئی اور وہ باغ جل کر رہ گیا جب اس کافر نے صبح کی تو کفِ افسوس ملتا تھا۔ اب سوائے حسرت اور افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔

(۲) مَالًا اور نَفَرًا کے منصوب ہونے کی وجہ:...... یہ دونوں کلمے منصوب پڑھے گئے ہیں بوجہ تمیز لانے کے اس ممیز سے جو کہ اسم تفضیل کے صیغے اکثر اور اعز کی نسبت ہے۔

(۵۸) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب):...... وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِہٖ ۚ وَکَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا ۚ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا ۝ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ ۔ ﴿پ ۱۹۔ س۔ فرقان۔ آیت (۵۸۔۶۰)﴾

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں (۲) خط کشیدہ کلمات کی نحوی حیثیت واضح کریں (۳) آخری آیت کی اگر کوئی خصوصیت ہے تو تفصیل سے تحریر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ آیاتِ کریمہ کا ترجمہ ۲۔ آیاتِ کریمہ کی تفسیر ۳۔ خط کشیدہ الفاظ کی نحوی حیثیت ۴۔ آخری آیت کی خصوصیت۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:...... اور اس زندہ پر بھروسہ کر جو نہیں مرتا اور اسکی خوبیاں یاد کر اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی

www.Bhalli.Info

خبردار ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ انکے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر قائم ہوا وہ بڑی رحمت والا ہے۔ سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہے۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے۔ کیا ہم اس کو سجدہ کریں جسکو تو حکم کرے اور ان میں بدکنا اور نفرت کرنا بڑھ جاتا ہے۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:...... ان آیات میں نبی علیہ السلام کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ نے اتنے دلائل سے راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور انتہائی نرم انداز میں بات کی پھر بھی وہ آپ کے ساتھ دشمنی کریں تو آپ اس زندہ خدا پر بھروسہ کیجیے کہ جسے کبھی موت نہیں وہ تیرے لئے کافی ہے اور جب تیرا مددگار حی لایموت ہے تو سمجھ لے کہ اسکی مدد بھی دائم ہوگی جس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔ جس زندہ پر بھروسہ کیا جائے اس کے مرنے کے بعد سہارا باقی نہیں رہتا مگر خداوند ذوالجلال حی لایموت ہے آپ کے کسی دشمن میں یہ طاقت نہیں کہ اس سہارے کو ختم کر سکے اور آپ ان کی دشمنی کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، اطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں لگے رہے۔ اور ان دشمنوں کی دشمنی کی پرواہ نہ کیجیے اس لئے کہ خدا اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔ وہ ان کو ان کے گناہوں کی سزا دے گا۔ مجرمین خواہ کتنے ہی بے شمار کیوں نہ ہوں مگر کوئی اس سے پوشیدہ نہیں۔ اس لئے کہ وہ خداوند وہ ہے جس نے زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے چھ دنوں میں پیدا فرمایا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ خالق کو اپنی مخلوق کا علم اور اسکی خبر نہ ہو۔ پھر وہ اپنے شانِ عظیم کے مطابق عرش پر جلوہ افروز ہوئے جو عرش سب سے بڑی مخلوق ہے اور وہی خدا رحمٰن ہے جس کی رحمت تمام مخلوق کو محیط ہے۔ پس اسی کے متعلق کسی جاننے والے سے پوچھ لو کہ خدا تعالیٰ کی کیا شان ہے۔ یہ جاہل مشرک کیا جانیں ان کی جہالت کا تو یہ حال ہے کہ جب ان سے کہا جائے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو جو بڑا رحم کرنے والا ہے تو یہ نادان کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے جس کے سامنے آپ ہم کو سجدہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ جاہل خدا کی ذات وصفات سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور بے حیائی اور ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ کیا ہم اس چیز کو سجدہ کریں جس کے سجدہ کرنے کا تو ہم کو حکم دیتا ہے اور رحمٰن کا نام یا رحمٰن کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم ان کی نفرت کو اور بڑھاتا ہے۔ یہ نام سن کر ایمان سے دُور راہِ حق سے اور بھاگنے لگتے ہیں۔

(۳) خط کشیدہ الفاظ کی نحوی حیثیت:...... وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ:...... یہ جملہ انشائیہ جو کہ ماقبل کے جملہ انشائیہ "وَتَوَكَّلْ الخ" پر عطف ہے۔ خَبِيْرًا:...... یہ فَسْئَلْ امر کیلئے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ:...... یہ ثُمَّ اسْتَوٰى میں ضمیر غائب سے بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ نُفُوْرًا:...... زَادَ کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۴) آخری آیت کی خصوصیت:...... آخری آیت مقامِ سجدہ ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے۔ فتوحاتِ مکیہ میں ہے کہ یہ سجدہ سجدۂ نفور وانکار ہے۔ مؤمن جب یہ آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو سجدہ سے نفرت کرنے والوں اور بھاگنے والوں سے ممتاز اور جدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سجدہ کو سجدۂ امتیاز بھی کہہ سکتے ہیں۔

(۵۹) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):...... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَاحَسَدَ اِلَّافِی اِثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِى الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِىْ بِهَا، وَيُعَلِّمُهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

www.Bhalli.Info

(۱) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۲) حسد سے کیا مراد ہے؟ اور اثنتین کے مؤنث ہونے کی کیا وجہ ہے؟ وضاحت سے لکھیں (۳) متفق علیہ کے کیا معنی ہیں؟

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں ۔۱۔حدیثِ مذکور پر اعراب ۔۲۔حدیثِ مذکور کا ترجمہ ۔۳۔حسد کی مراد ۔۴۔اثنتین کے مؤنث ہونیکی وجہ کی وضاحت ۔۵۔متفق علیہ کا معنی۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیثِ مذکور پر اعراب:......سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) حدیثِ مذکور کا ترجمہ:......حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ہے حسد مگر دو چیزوں میں ان میں سے ایک وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے مال دیا پھر اسکو اسکے حق کے اندر ہلاک کرنے پر مسلط کر دیا اور ایک وہ آدمی ہے جسکو اللہ نے حکمت دی پس وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے ساتھ اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

(۳) حسد کی مراد:......اس حدیث شریف میں لفظِ حسد سے مراد غبطہ ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کی نعمت دیکھ کر تمنا کرنا کہ اس جیسی نعمت مجھ کو بھی مل جائے اور اس کے پاس بھی باقی رہے۔

(۴) اثنتین کے مؤنث ہونیکی وجہ:...... مستثنیٰ منہ اشیاء ہے اس کیلئے مذکر و مؤنث دونوں صیغے آسکتے ہیں اس لئے اثنتین کو مؤنث لیکر آئے۔

(۵) متفق علیہ کا معنی:......متفق علیہ کا لغوی معنی وہ شئ جس پر اتفاق کیا گیا ہو اور مطلب یہ ہے کہ وہ روایت و حدیث جس کی تخریج میں امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے اتفاق کیا ہو اور حدیث بھی ایک صحابی سے مروی ہو۔

(۶۰) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (ب) :......وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ،قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ ،فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ ،وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ ،فَاِنَّهَابِئْسَتِ الْبِطَانَةُ۔ ﴿ص ۴۳۴۔م۔ج۔حدیث ۱۴۸۵﴾

(۱) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (۲) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب لکھیں (۳) حضرت ابوہریرہؓ کا نام ذکر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (ب)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۔۱۔حدیثِ مذکورہ پر اعراب ۔۲۔حدیثِ مذکورہ کا ترجمہ ۔۳۔خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب ۔۴۔حضرت ابوہریرہؓ کا نام۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیثِ مذکور پر اعراب:......سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

www.Bhalli.Info

(۲) حدیثِ مذکور کا ترجمہ:......اس شق کا حل ۱۴۳۰ھ کے الجواب عن السوال الثالث (ب) کی شق نمبر (۲) پر گذر چکا ہے۔

(۳) خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:......اس شق کا حل ۱۴۲۵ھ کے الجواب عن السوال الثالث (ب) کی شق نمبر (۳) پر گذر چکا ہے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ کا نام: ......حضرت ابو ہریرہؓ کے اصل نام میں شدید اختلاف ہے تقریباً ۳۶،۳۵ اقوال ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبدالشمس تھا اسلام لانے کے بعد عبداللہ بن عمرو رکھا گیا۔ امام بخاری اسی کو راجح قرار دیتے ہیں۔ امام حاکم ابو احمد فرماتے ہیں میرے نزدیک صحیح ترین یہ ہے کہ ان کا اسلامی نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔

اَلْوَرْقَةُ الْأُوْلٰى: فی التفسیر والحدیث ۱۴۲۱ھ

(۶۱) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف):...... وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۞ ۔ (پ ۱۲۔ س۔ یوسف۔ آیت (۲۴-۲۳))

(۱) آیاتِ بالا کا سلیس ترجمہ لکھیں (۲) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تشریح تحریر کریں (۳) ''لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ'' کی ترکیب نحوی کریں (۴) ان آیات کی عام فہم تفسیر کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ ''هَمَّ بِهَا'' سے کیا مراد ہے اور ''بُرْهَانَ رَبِّهٖ'' کا مصداق کیا چیز ہے؟۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں چھ امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ مبارکہ کا سلیس ترجمہ۔ ۲۔ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تشریح۔ ۳۔ ''لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ'' کی ترکیب نحوی۔ ۴۔ مذکورہ بالا آیات کی عام فہم تفسیر۔ ۵۔ ''وَهَمَّ بِهَا'' کی مراد۔ ۶۔ ''بُرْهَانَ رَبِّهٖ'' کا مصداق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا سلیس ترجمہ:......اور اسکو (یوسف علیہ السلام) اس عورت نے جس کے گھر میں وہ تھا اپنے جی تھامنے سے پھسلایا اور دروازے بند کر دیئے اور بولی جلدی کر۔ اس نے کہا خدا کی پناہ، بے شک وہ عزیز میرا مالک ہے اس نے میرے ٹھکانا کو اچھا کیا۔ بے شک شان یہ ہے کہ بے انصاف لوگ بھلائی نہیں پاتے۔ اور البتہ اس عورت نے اسکا فکر وارادہ کیا اور اس نے فکر کیا عورت کا اگر نہ ہوتا یہ کہ اپنے رب کی قدرت دیکھے۔ یونہی ہوا۔ تاکہ ہم اس سے بُرائی اور بے حیائی کو ہٹائیں۔ بے شک وہی ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے ہے۔

(۲) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تشریح:......هَيْتَ لَكَ:......یہ کلمہ دو لفظوں سے مرکب ہے۔ هَيْتَ اور لَكَ۔ هَيْتَ اسم فعل بمعنی امر حاضر بمعنی ''آ'' ''لَكَ'' میں لام جار اور ''ک'' ضمیر مجرور محذوف سے متعلق ہے یعنی لَكَ اقول (میں تجھ سے کہتی ہوں جلدی آ) بعض کا قول ہے کہ ''هَيْتَ لَكَ'' پورا کلمہ اسم فعل بمعنی امر حاضر ہے اور معنی هَلُمَّ کے ہے۔

www.Bhalli.Info

مَعَاذَ اللهِ:...... مَعَاذَ مصدر میمی اور اسم ہے۔اور مصدر بمعنی پناہ پکڑنا اور مصدر عوذًا بھی آتی ہے عُوْذَۃٌ وہ چیز جس کی پناہ پکڑی جائے۔

اَلسُّوْءَ:...... برائی، آفت، بُرا کام، ہر وہ چیز ہے جو انسان کو غم میں ڈال دے اور مصدر سَوْءٌ (بفتح السین) سے مشتق ہے بمعنی بُرا ہونا، عیب کرنا، ماضی سَاءَ از باب نصر۔

اَلْفَحْشَاءَ:...... واحدہ مؤنثہ اسم تفصیل ہے اسکا مذکر اَفْحَش مادہ فُحْش بُرا کام۔بے حیائی کا کام۔زنا۔فُحْشًا مصدر بمعنی بے حیائی کا کام کرنا، از باب سمع۔

اَلْمُخْلَصِيْنَ:...... صیغہ جمع مذکر سالم اسم مفعول اسکا واحد مُخْلَصٌ بمعنی چھانٹے ہوئے، منتخب شدہ۔مصدر اِخْلَاصٌ بمعنی چننا، چھانٹنا از باب افعال۔

(۳) "لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ" کی ترکیب نحوی:...... لولا امتناعیہ ان مصدریہ ناصبہ رای فعل ماضی معلوم ھو ضمیر مستتر فاعل برھان مضاف ربہ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ۔فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مرفوع مبتداء خبر "مَوْجُوْدٌ" محذوف، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔"لَجَامَعَهَا" جواب لولا ہے جو کہ محذوف ہے۔

(۴) مذکورہ بالا آیات کی عام فہم تفسیر:...... آیاتِ مذکورہ میں جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک ابتلاء کا بیان ہے وہاں انکا کمالِ عفت وعصمت، تقویٰ اور نزاہت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے۔تفصیل اسکی یہ ہے کہ زلیخا نے جب شب و روز حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کا مشاہدہ کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی اس نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے یوسف علیہ السلام کو پھسلانا چاہا کہ وہ مقام عفت ونزاہت سے پھسل کر زلیخا کی طرف مائل ہو جائیں۔اور اسکا مقصد یہ تھا کہ یوسف علیہ السلام کو ان کی ذات سے ہٹا دے اور پھسلا دے اور سب دروازے بند کر دیئے کہ یوسف علیہ السلام کہیں نکل کر نہ بھاگ جائیں اور اس کے بعد بولی ادھر آجا میں تجھ ہی کو کہہ رہی ہوں، یوسف علیہ السلام نے جب یہ حال دیکھا کہ بھاگنے کیلئے راستہ ہی نظر نہیں آتا تو گھبرا کر اول تو یہ کہا کہ خدا کی پناہ۔اللہ مجھے اس کام سے پناہ دے جس کی طرف تو مجھے بلاتی ہے جس کی قباحت و شناعت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔دوم یہ کہ وہ شخص جس نے مجھے خریدا ہے یعنی تیرا شوہر وہ میرا مربی اور محسن ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے اس کے احسان کے بدلہ میں، میں اس سے بُرائی نہیں کرسکتا، ولی نعمت کے حق نعمت کی رعایت عقلاً اور شرعاً فرض اور لازم ہے اس لئے میں اس کے حرم میں خیانت کے ساتھ دست درازی نہیں کرسکتا۔سوم یہ کہ ظالم لوگ یعنی جو لوگ حق کو نہ پہچانیں اور نیکی کے بدلے بُرائی کریں وہ فلاح نہیں پاتے پس اگر معاذ اللہ میں بھی ایسا کروں تو ظالم ٹھہروں گا اور فلاح نہ پاؤں گا۔لہٰذا تجھے بھی چاہیے کہ اس برے کام سے بھاگ کر اللہ کی پناہ میں داخل ہو جا۔اور سمجھ لے کہ زنا اپنے اوپر بھی ظلم ہے اور شوہر پر بھی ظلم ہے۔

ان آیات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔کہ زلیخا پر فطرت بشری اور نفسِ امارہ کا غلبہ تھا، تو یوسف علیہ السلام پر خداداد علم وحکمت اور پیغمبرانہ عصمت ونزاہت کا غلبہ تھا۔خود بھی اس برائی سے محفوظ ہیں اور اسکو بھی وعظ و نصیحت فرما رہے ہیں۔یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ زلیخا نے تو جال ہی بچھا ڈالا ہے تو گھبرا کر معاذ اللہ کہا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں داخل ہو گئے اور جس نے اللہ

www.Bhalli.Info

تعالیٰ کی پناہ لی اس پر کس کا وار چل سکتا ہے۔

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال عفت کا بیان ہے۔البتہ تحقیق فکر کی اس عورت نے یوسف علیہ السلام کو پھانسنے کی اور یوسف علیہ السلام نے فکر کی اسکے دفع کرنے کی اور اپنے سے ہٹانے کی اور وہاں سے بھاگنے کی اور اس کے جال سے نکلنے کی، اگر یوسف علیہ السلام نے اپنے پروردیگار کی دلیل اور حجت کو اور اپنے رب کریم کی عظمت اور کبریائی کو نہ دیکھا ہوتا تو ایسے وقت میں ثابت قدم رہنا بہت مشکل تھا کیونکہ اسباب اور دواعی سب موجود تھے اور مانع کوئی موجود نہ تھا مگر جس نے خدا تعالیٰ کی دلیل کو دیکھ لیا ہو اور زناء اور بدکاری کی قباحت اور شناعت اس پر روز روشن کی طرح واضح ہو اور خدا کی عظمت سامنے ہو وہ نفس وشیطان کے جال میں کہاں پھنس سکتا ہے۔جس پر خدا کی دلیل اور برھان سے زناء کی حرمت اور شناعت منکشف ہو جائے وہ برے کام سے متنفر اور بیزار ہو کر اسی طرح بھاگتا ہے۔دیکھو ہم نے یوسف علیہ السلام کو اپنی برھان دکھلائی اور اپنی پناہ میں لے لیا۔تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں جو برائی اور بے حیائی یوسف علیہ السلام کے پاس آنا چاہتی ہے ہم اسکو یوسف علیہ السلام کے قریب بھی نہ آنے دیں گے۔تاکہ اس کے دامنِ عفت وعصمت پر کوئی دھبہ نہ لگ جائے کیونکہ وہ بلاشبہ ہمارے ان معصوم اور مخلص بندوں میں سے ہیں جن پر شیطان کا قابو نہیں چلتا۔

ایک اور آیت میں شیطان نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس کیلئے خدا تعالیٰ کے عبادِ مخلصین کا اغواء ممکن نہیں اور یوسف علیہ السلام بھی خدا کے مخلصین میں سے ہیں۔پس صاف ظاہر ہو گیا کہ یوسف علیہ السلام نے کسی سوء اور فحشاء کا ارادہ قطعاً نہیں کیا۔

(۵) "وَهَمَّ بِهَا" کی مراد:...... وَهَمَّ بِهَا کی مراد میں اقوال کثیرہ ہیں۔امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں فرمایا ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندہ کے هَمّ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دفع معصیت کے هَمّ پر محمول کیا جائے۔لہٰذا وَهَمَّ بِهَا کے معنی یہ ہوں گے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے نفس سے اس امر قبیح کے دفع کرنے کا ارادہ فرمایا۔

بعض حضرات کا قول ہے کہ "وَهَمَّ بِهَا" "لَوْلَا أَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ" کا جواب مقدم ہے جس سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اپنے پروردگار کی برھان کو نہ دیکھ لیتے تو وہ بھی ارادہ کر لیتے چونکہ انہوں نے خدا کی برھان کو دیکھ لیا اس وجہ سے ارادہ نہیں کیا۔ بعض کا قول یہ ہے کہ اس جگہ "هَمّ" کا معنی ارادہ نہیں بلکہ محض خیال ہے جیسا کہ روزہ دار کو روزہ کی حالت میں شدتِ گرمی کے باعث پانی کا خیال آتا ہے۔اور یہ خیال محض غیر اختیاری ہے۔

(۶) "بُرْهَانَ رَبِّهٖ" کا مصداق:...... بُرْهَانَ رَبِّهٖ کے مصداق میں حضرات مفسّرین کے اقوال مختلف ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ، محمد بن سیرینؒ اور حسن بصریؒ وغیرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ اس خلوت گاہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت اس طرح انکے سامنے کردی کہ وہ اپنی انگلی دانتوں میں دبائے ہوئے تھے۔بعض نے عزیز مصر کی صورت کا قول کیا ہے۔بعض نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب چھت کی طرف نظر کی تو یہ آیت "ولا تقربوا الزنا" الخ لکھی ہوئی نظر آئی۔ امام تفسیر ابن جریرؒ نے تمام اقوال نقل کرنے کے بعد یہ بات فرمائی کہ جتنی بات قرآن مجید نے بتلادی ہے صرف اسی پر اکتفاء کیا جائے یعنی یہ کہ یوسف علیہ السلام نے کوئی ایسی چیز دیکھیں جس کے باعث وسوسہ دل سے جاتا رہا اس چیز کی تعیین میں وہ تمام احتمال

www.Bhalli.Info

ہوسکتے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔

(۶۲) **اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب)** ...... فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۔

(پ ۔ ۱۱ ۔ س ۔ یونس ۔ آیت (۹۸ ۔ ۹۹))

(۱) آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں (۲) ماقبل سے ربط بیان کرنے کے بعد یہ بتائیں کہ ''اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ'' میں استثناء کون سا ہے، مسئلہ استثناء کی وضاحت کریں (۳) ''اِلٰى حِيْنٍ'' سے کیا مراد ہے؟۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں ۱۔ آیات کریمہ کا ترجمہ ۔ ۲۔ ماقبل سے ربط ۔ ۳۔ ''اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ'' کے استثناء کی تعیین ۔ ۴۔ مسئلہ استثناء کی وضاحت ۔ ۵۔ ''اِلٰى حِيْنٍ'' کی مراد۔

تفصیلی جواب

(۱) **آیات کریمہ کا ترجمہ:**...... سو کیوں نہ ہوئی بستی کہ ایمان لاتی پھر کام آتا انکو انکا ایمان لانا مگر یونس علیہ السلام کی قوم کا جب وہ ایمان لائی اٹھالیا ہم نے ان پر ذلت کا عذاب دنیا کی زندگانی میں اور ہم نے انکو ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔ اور اگر تیرا رب چاہتا بے شک ایمان لے آتے جتنے لوگ کہ زمین میں ہیں سب کے سب۔ اب کیا تو زبردستی کرے گا لوگوں پر کہ ہو جائیں باایمان۔

(۲) **ماقبل سے ربط:**...... ان آیات میں منکرین اور مکذبین کو ایمان اور توبہ کی ترغیب دینا مقصود ہے کہ جس طرح قوم یونس علیہ السلام کفر کے بعد ایمان لے آئی اور اس ایمان نے ان کو نفع دیا اسی طرح تم بھی اگر کفر کے بعد ایمان لے آؤ گے تو تم کو ایمان نفع دے گا۔ اور ایمان لانے سے سابق کفر منہدم ہو جائیگا۔

(۳) **''اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ'' کے استثناء کی تعیین:**...... امام واحدیؒ کے نزدیک چونکہ ''لولا'' کا کلمہ حرف نفی ہے اس لئے یہ استثناء منقطع ہے اور بعض علماء نے لولا کو حرف تحضیض قرار دیا ہے۔ اور اِلَّا کے ذریعے استثناء کو متصل کہا ہے۔ کمافی تفسیر مظہری ص ۳۷۷ ۔ ج ۵۔

(۴) **مسئلہ استثناء کی وضاحت:**...... آیت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ دنیا کے عام بستی والوں کے متعلق بطور اظہار افسوس یہ ارشاد ہے کہ ایسے کیوں نہ ہوگئے کہ ایمان اُسوقت لے آتے جس وقت تک ایمان مقبول اور نافع ہوتا ہے یعنی عذاب میں یا موت میں مبتلا ہونے سے پہلے پہلے ایمان لے آتے تو ان کا ایمان قبول ہو جاتا مگر قوم یونس علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ آثار عذاب دیکھ کر عذاب میں مبتلاء ہونے سے پہلے ہی ایمان لے آئی تو ان کا ایمان اور توبہ قبول ہوگئی۔

حافظ ابن کثیرؒ نے آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ گذشتہ بستیوں میں سے کوئی بستی ایسی نہیں ہوئی کہ جو بتمام وکمال اپنے نبی پر ایمان لے آئی ہو سوائے قوم یونس علیہ السلام کے جو نینوی کے رہنے والے تھے۔ وہ سب کے سب ایمان لے آئے۔ عذاب کے

www.Bhalli.Info

آثار دیکھ کر ڈر گئے اور سمجھ گئے کہ اللہ کے رسول نے جس عذاب سے ڈرایا تھا وہ حق ہے اور وہ رسول سچا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ ڈھونڈی۔

(۵) ''اِلیٰ حِینٍ'' کی مراد:......مقررہ وقت سے مراد وقتِ موت ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کو تھا (مظہری)۔

(۶۳) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (الف) :......وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ ۗ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝

﴿پ۔۱۴۔س۔النحل۔آیت (۸۰۔۸۱)﴾

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں (۲) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تشریح تحریر کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔۱۔آیاتِ کریمہ کا ترجمہ۔۲۔آیاتِ کریمہ کی تفسیر۔۳۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تشریح۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:......اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو بسنے کی جگہ بنادیا اور تمہارے لئے جانوروں کی کھال سے ایسے گھر بنادیئے جن کو تم اپنے سفر کے دن اور اپنے گھر میں ٹھہرنے کے دن ہلکا پھلکا سمجھتے ہو۔اور ان بھیڑوں کی اون سے اور ان اونٹوں کی بریوں سے اور ان بکریوں کے بالوں سے کتنے اسباب اور استعمال کی چیزیں مقررہ وقت تک۔اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنادیئے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ اور بنادیئے تمہارے لئے ایسے کرتے جو تم کو گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے جو تم کو لڑائی سے بچاتے ہیں اسی طرح وہ اپنے احسان کو تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم حکم کو مانو۔

(۲) آیاتِ کریمہ کی تفسیر:......آیاتِ مذکورہ میں دلائل قدرت والوہیت کو بیان کیا گیا ہے۔ایک دلیل ان دلائل میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حالتِ حضر میں تمہارے گھروں میں سے جائے سکونت بنائی جہاں تم آرام کرسکوں۔انسان معاش کیلئے حرکت کرتا ہے اور حرکت کے بعد اسکو سکون کی حاجت ہوتی ہے۔تو اس نے تمہارے لئے بیوت اور مساکن بنادیئے اور حالتِ سفر میں چوپایوں کی کھالوں سے اس نے تمہارے لیے خیمے بنادیئے تم انکو اپنے سفر کے دن اور حالتِ سفر میں ہلکا پاتے ہو اور بے تکلف اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے ہو۔مٹی اور پتھر کے گھروں میں یہ بات حاصل نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل واحسان سے ہماری آسائش کیلئے ہمیں رہنے کو دو گھر دیئے ایک تو وہ جو مٹی اور پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں اور اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتے دوسرے وہ گھر جنہیں جہاں چاہیں لے جائیں جیسے خیمے جو سفر اور حضر دونوں حال میں آسان اور ہلکے ہیں یہ سب اللہ کا فضل ہے اور احسان ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمہاری آسائش کیلئے بھیڑوں کے بالوں

www.Bhalli.Info

اور اونٹوں کے بالوں اور بکریوں کے بالوں سے سامانِ منفعت بنایا جس سے تم انکے کہنہ اور پرانا ہونے تک یا وقتِ موت تک اس سامان سے نفع اٹھاؤ۔

دلائلِ قدرت والوہیت پر ایک دلیل یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری راحت اور محافظت کی چیزوں کو پیدا کیا چنانچہ تمہارے لئے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے بعض سے تمہارے لئے سایہ بنا دیا جس سے تم گرمی اور سردی اور برف وباراں وغیرہ کی تکلیف سے بچتے ہو۔سایہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے سایہ میں آدمی رہتا ہے۔جیسے مکان اور دیوار اور درخت وغیرہ۔اگر وہ اپنی رحمت سے سایہ دار چیزیں پیدا نہ کرتا تو سردی اور گرمی سے حفاظت مشکل ہو جاتی۔

دلائل قدرت والوہیت میں ایک یہ امر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پہاڑوں میں غار وغیرہ بنائی ہیں جہاں سردی اور گرمی اور بارش اور دشمن اور موذی جانور سے محفوظ رہ سکتے ہو۔اور جس میں گھر بنانے کی استطاعت نہ ہو وہ وہاں پناہ لے سکے۔یہ سامانِ حفاظت بھی اسکی قدرت اور نعمت کا کرشمہ ہے۔

دلائل قدرت والوہیت میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ اس اللہ نے تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو تم کو گرمی سے بچائیں۔سرابیل سے مطلق لباس مراد ہے۔اور مطلب یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا جو تم کو گرمی سے بچاتا ہے اور سردی سے بھی بچاتا ہے اور تم کو آپس کی لڑائی کی زد سے بچائیں۔

(۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تشریح:......اس شق کا حل ۱۴۱۶ھ کے الجواب عن السوال الثانی (الف) کی شق نمبر (۲) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۶۴) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب):......وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۔ (پ۔۲۰۔س۔القصص۔آیت (۹۔۱۱))

(۱) آیات کا ترجمہ اور ان میں بیان کردہ واقعہ کی تفصیل لکھیں (۲) جس "اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ" کا آیت میں ذکر ہے اس کا نام اور مختصر تعارف تحریر کریں (۳) اُمِّ مُوْسیٰ اور اُختِ مُوْسیٰ کا نام لکھیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔۱۔آیاتِ کریمہ کا ترجمہ۔۲۔ذکر کردہ واقعہ کی تفصیل۔۳۔ذکر کردہ "اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ" کا نام اور مختصر تعارف۔۴۔اُمِّ مُوْسیٰ اور اُختِ مُوْسیٰ کا نام۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:......اور فرعون کی بیوی نے کہا۔یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔اس بچہ کو مت قتل کرو۔شاید یہ ہمارے کام آوے یا ہم اسکو اپنا بیٹا ہی بنالیں۔اور انکو کچھ خبر نہ تھی۔اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل صبر سے خالی ہو گیا۔اور قریب تھا کہ بچہ کا حال ظاہر کر دیں اگر ہم نے ان کے دل کو گرہ نہ دی ہوتی۔تا کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔اور انہوں نے اسکی

www.Bhalli.Info

بہن سے کہا، اس کے پیچھے چلی جا پھر اسکو اجنبی ہو کر دیکھتی رہے اور وہ اسکو جانتے نہ تھے۔

(۲) ذکر کردہ واقعہ کی تفصیل:..... آیاتِ مذکورہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کا واقعہ مذکور ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب بحکم رب تعالیٰ حضرت امِ موسیٰ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک تابوت میں رکھ کر دریا کے حوالے کیا اور وہ تابوت قصرِ فرعون کے قریب ایک ساحل پر جا لگا اور اسکو فرعون کی بیوی نے کھولا تو اسمیں ایک ایسا لڑکا دیکھا جس کو دیکھتے ہی اُس کے دل میں اتنی محبت ہوگئی جو اس سے پہلے کسی بچہ سے نہیں ہوئی تھی۔ ادھر فرعونی لشکر کو بچہ کی اطلاع ہوئی تو وہ چھریاں لیکر قصرِ فرعون میں پہنچ گئے تو امراۃ فرعون نے انہیں روک دیا اور فرعون کے پاس جا کر کہنے لگی کہ اس بچے کے قتل کے در پے نہ ہو دیکھو کیسا پیارا بچہ ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس پر نظر ٹھہر جاتی ہے۔ اس بچہ کو مت قتل کرو معلوم نہیں کس سرزمین سے آیا ہے اور کس طرح سے آیا ہے۔ مجھے اس سے ضرر کا اندیشہ نہیں۔ شاید یہ ہمارے کام آوے اور ہم اس سے خیر کو پہنچیں، کیونکہ مجھے اس میں خیر اور نفع کے آثار معلوم ہوتے ہیں یا ہم اسکو اپنا بیٹا ہی بنالیں۔ تو فرعون نے جواب میں کہا "لَکِ لَالِیْ" (تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا نہ کہ میری) بہر حال فرعون نے اور اہل خانہ نے حضرت آسیہ کی بات کو مان لیا اور بچہ کو پالنے کیلئے اٹھالیا گیا۔

اور ادھر یہ قصہ ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل بچے کی جدائی کے باعث صبر سے خالی ہو چکا اور قریب تھا کہ بے قراری کی وجہ سے بچے کا حال ظاہر کر دیں اور بے تابی کی وجہ سے راز فاش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل پر صبر و ہمت کی گرہ دے دی اور اس کو اس بات کی تسلی دی کہ جو وعدہ ہم نے آپ سے کیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے انکی بہن سے یہ کہہ کر انکے پیچھے بھیجا کہ اپنے بھائی کا کھوج لگاؤ اور اس انداز میں تلاش کرکہ انہیں وہم تک نہ ہو کہ یہ اسکی بہن ہے۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کے حکم اور فرمان پر دریا کے کنارے کنارے چلی اور دور سے دیکھتی گئی یہانتک کہ فرعون کے دروازہ پر پہنچ گئیں اور بچے کو یعنی اپنے بھائی کو دور سے زندہ حالت میں اور صحیح سالم دیکھ لیا۔ غرض یہ کہ فرعون کے گھر میں موسیٰ علیہ السلام پہنچ گئے اور قتل ہونے سے بھی بچ گئے اور فرعونیوں کا اس بات کو شعور تک نہ ہوا کہ یہ وہی ہے جو ہمارا مطلوب ہے۔

(۳) ذکر کردہ "اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ" کا نام اور مختصر تعارف:..... اِمْرَاَتُ فِرْعَوْنَ کا نام، آسیہ بنت مزاحم بن عبید بن ریان بن ولید تھا۔ یہ عورت بہت نیک تھی اور انبیاء علیہم السلام کی نسل سے تھی۔ مسکینوں کیلئے تو ماں تھیں ان پر بڑا ترس کھاتی تھیں بہت خیرات دیتی تھی۔

(۴) اُمّ مُوْسٰی اور اُخْتِ مُوْسٰی کا نام:..... اُمّ مُوْسٰی کا نام یُوْحَانِذْ تھا اور اُخْتِ مُوْسٰی کا نام قریم بنتِ عمران یا کلثوم بنت عمران تھا۔

(۶۵) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):..... وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَاحَسَدَ اِلَّافِیْ اِثْنَتَیْنِ: رَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا، وَیُعَلِّمُھَا. مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

(۱) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور تشریح کریں (۲) متفق علیہ سے کیا مراد ہے؟

www.Bhalli.info

الورقة الأولى: في التفسير والحديث سنة ۱۴۲۰ھ

(۶۷) **السؤال الأول** (الف): ...... حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۔

﴿پ ۱۲۔ س۔ ھود۔ آیت (۴۰۔۴۱)﴾

(۱) ترجم الايات الكريمة (۲) اشرح الكلمات المخطوطة لغة وصرفاً (۳) اعراب هذه الاية "قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ" ﴿نحوی ترکیب کریں﴾

الجواب عن السؤال الأول (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ کریمہ کا ترجمہ۔ ۲۔ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تحقیق۔ ۳۔ آیت "قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا الخ" کی نحوی ترکیب۔

تفصیلی جواب

(۱) **آیاتِ کریمہ کا ترجمہ:**...... یہانتک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا تو ہم نے کہا اس کشتی میں ہر قسم کا جوڑا دو عدد سوار کرلے اور اپنے گھر کے لوگ۔ مگر جس پر ہمارا حکم سبقت کر چکا ہے اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور ان کے ساتھ ایمان نہ لائے مگر تھوڑے اور انہوں نے کہا اس میں سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور اسکا ٹھہرنا ہے۔ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

(۲) **کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تحقیق:**...... فَارَ:...... واحد مذکر غائب ماضی معروف مصدر فَوْرٌ، فَتُوْرٌ اور فَوَرَانٌ جوش مارنا۔ فَارَ بمعنی جوش مارا، اُبلا از باب (نصر)۔ التَّنُّوْرُ:...... یہ لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ سطح ارض کو بھی تنور کہتے ہیں، روٹی پکانے کے تنور کو بھی تنور کہا جاتا ہے، زمین کے بلند حصہ کو بھی تنور کہا جاتا ہے۔ مَجْرٖىهَا:...... مَجری مصدر میمی مضاف ھا ضمیر کی طرف۔ ماضی جریٰ مضارع یجری از باب ضرب مصدر جریاً بمعنی پانی کی طرح ہمواری کے ساتھ رواں ہونا۔ اور افعال باب سے بضم المیم مُجریٰ بمعنی جاری کرنا۔ مُرْسٰىهَا:...... مرسا مضاف ہے ھا ضمیر کی طرف مصدر میمی ہے۔ بمعنی ٹھہرانا، جمانا مصدر رَسُوٌّ بمعنی ٹھہرنا۔ جگہ پر جم جانا از باب نصر چوں رَسَا یَرْسُوْ۔ اس سے مصدر میمی مَرْسَا آتی ہے۔ اور افعال باب مصدر ارساء سے مصدر میمی مُرْسَا آتی ہے۔

(۳) **آیت "قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا الخ" کی نحوی ترکیب:**...... قلنا صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر قول۔ احمل صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معلوم فعل بافاعل فی جار ھا ضمیر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق احمل، من زائدہ کل مضاف زوجین صیغہ تثنیہ مذکر موکد اثنین تاکید سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ۔ واؤ عاطفہ اھلک مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علی المفعول۔ اِلَّا استثنائیہ من موصول سبق فعل ماضی معلوم علیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق سبق القول فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مستثنیٰ، واؤ عاطفہ من موصول امن صیغہ واحد مذکر غائب

www.Bhalli.Info

...ضمیر معلوم ہو ضمیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر معطوف علی "اھلک" باقی واضح ہے۔

(...) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب) :......وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْۤ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۝ ۔﴿پ۔۱۳۔س۔یوسف۔آیت (۱۰۰)﴾

(۱)ترجم الایات الکریمة ترجمة سلسة (۲) ماالفرق بین سجود التعظیم وسجود العبادة؟ (۳) ما ھو حکم سجود التعظیم فی شریعتنا؟۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

خلاصۂ سوال ...اصلی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں ۔۱۔آیاتِ کریمہ کا سلیس ترجمہ ۔۲۔سجود تعظیم اور سجود عبادت کے درمیان فرق ۔۳۔ہماری شریعت میں سجود التعظیم کا حکم۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا سلیس ترجمہ:......اور اپنے والدین کو تختِ شاہی پر اونچا بٹھایا اور سب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے اور وہ کہنے لگے کہ اے اباجان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا۔ میرے رب نے اس کو سچا کر دیا اور میرے ساتھ اس وقت احسان فرمایا جس وقت مجھ کو قید سے نکالا اور بعد اس کے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان میں فساد ڈلوا دیا تھا تم سب کو باہر سے لے آیا۔ بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اسکی تدبیر لطیف کر دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ بڑا علم اور حکمت والا ہے۔

(۲) سجود تعظیم اور سجود عبادت کے درمیان فرق:...... سجود تعظیم:......وہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بطور تحیت وسلام اور بطریق اکرام کیا جاتا تھا۔

سجود عبادت:......وہ سجدہ ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے زمین پر پیشانی کو ٹیکنے سے ادا کیا جاتا ہے۔

(۳) ہماری شریعت میں سجود التعظیم کا حکم:......سجدہ تعظیمی جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کے عہد تک جائز رہا۔ اب شریعتِ محمدیہ ﷺ میں حرام اور ممنوع قرار دیا گیا ہے اور ہماری شریعت میں اسکا جواز منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا اب کسی کی تعظیم کی غرض سے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔

(...) اَلسُّوَالُ الثَّانِيْ (الف) :......وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ۝ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ۝ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ۝ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ۝ ۔﴿پ۔۱۴۔س۔حجر۔آیت (۸۷۔۹۱)﴾

(۱) ترجم الایات الکریمة ترجمة واضحة (۲) ماھو المراد بالسبع المثانی؟ (۳) انکروجه نصب "القرآن العظیم" (۴) ماالمراد بقوله تعالی "الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ"۔

www.Bhalli.Info

اَلجوابُ عَنِ السُّوالِ الثّانیِ (الف)

اجمالی جواب......مذکورہ بالاسوال میں چارامورحل طلب ہیں۔ا۔آیاتِ کریمہ کاواضح ترجمہ۔۲۔سبع مثانی کی مراد۔۳۔''اَلْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ'' کے منصوب ہونے کی وجہ۔۴۔قولہ تعالیٰ ''اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ'' کی مراد۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کاواضح ترجمہ:......اورہم نے آپ کوسورۂ فاتحہ کی سات آیتیں جودھرائی جاتی ہیں اورقرآن عظیم دیا۔اس دولت کی طرف نظراٹھاکرنہ دیکھئے جوہم نے مختلف قسم کے کافروں کوچندروزنفع اٹھانے کیلئے دی ہے۔اوران پرکچھ غم نہ کیجیے اورایمان والوں کے اپنے بازوں کوجھکایئے اورکہہ دیجیے کہ میں کھلم کھلاڈرانیوالاہوں جیساہم نے ان لوگوں پرنازل کیاہے جنھوں نے حصے کررکھے تھے۔یعنی جنھوں نے قرآن مجیدکوٹکڑے ٹکڑے کیا۔

(۲) سبع مثانی کی مراد:......جمہورمفسّرین کے نزدیک اس آیت میں سبع مثانی سے سورۃ فاتحہ مراد ہے۔اوربعض احادیثِ مرفوعہ سے بھی ایساہی معلوم ہوتاہے۔اورابن عباسؓ کاایک قول بھی یہی ہے۔اورعبداللہ بن مسعودؓاورعبداللہ بن عمرؓاورعبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں یہ ہے کہ سبع مثانی سے سبع طوَل مرادہیں یعنی سات لمبی سورتیں مرادہیں جوکہ بقرہ سے سورۃ اعراف تک چھ سورتیں اور ساتویں سورۃ،سورۃ یونس ہے۔

(۳) ''اَلْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ'' کے منصوب ہونے کی وجہ:......اَلْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ چونکہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ پرمعطوف ہے۔اورسَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ بوجہ مفعول اٰتَیْنٰکَ کے منصوب ہے۔اس وجہ سے یہ بھی منصوب ہے۔

(۴) قولہ تعالیٰ ''اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ'' کی مراد:......اس آیت کی تفسیرمیں حضرات مفسّرین کے مختلف اقوال ہیں۔محققین کے نزدیک سب سے راجح قول یہ ہے کہ کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَی الْمُقْتَسِمِیْنَ الخ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے متعلق ہے۔اور مُقْتَسِمِیْنَ سے اہل کتاب یعنی یہودونصاریٰ مرادہیں اوراَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ۔مُقْتَسِمِیْنَ کی صفت کاشفہ ہے یعنی مُقْتَسِمِیْنَ کی تفسیرہے۔اورقرآن سے یہی قرآن مرادہےاورمطلب یہ ہے کہ اے نبی ہم نے آپ کوسبع مثانی اورقرآن عظیم عطاکیااورآپ پریہ کتاب مستطاب نازل کی جیساکہ آپ سے پہلے ہم نے یہودونصاریٰ کوتوریت اورانجیل عطاکی تھی مگراس زمانہ کے اہل کتاب نے قرآن عظیم کی قدرنہ کی اوراس قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے۔جومضمون قرآن کاان کی تحریفات اوران کی تیارکردہ تورات وانجیل کے مطابق ہوااسکوحق مان لیااورجواس کے خلاف پایااسکوباطل کہدیا۔ان اہل کتاب نے اپنے جہل وعناد سے اس طرح قرآن کوحق اورباطل کی طرف تقسیم کرلیا۔اوریہ معنی حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہیں اوراس معنی کوامام رازیؒ نے تفسیرکبیر(ص ۲۹۱۔ج ۵) میں اختیارکیاہے۔اوراس آیت میں اہل کتاب یعنی یہودونصاریٰ کی مُقْتَسِمِیْنَ کہاکہ انہوں نے قرآن کوحق وباطل کی طرف تقسیم کیااوراس کے بعد''اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ'' مُقْتَسِمِیْنَ کی صفت ذکرفرمائی کہ یہ مُقْتَسِمِیْنَ وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن مجیدکے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے بعض پرایمان لائے اوربعض کاانکارکیا۔شیخ الاسلام ابوالسعودؒ اورعلامہ آلوسیؒ نے بھی اسی معنی کواختیارکیاہے۔واللہ اعلم

www.Bhalli.Info

(۷۰) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب) :...... اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ○ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ○

﴿پ ۔۱۸۔س ۔النور۔ آیت (۳۔۴)﴾

(۱) ترجم الایات الکریمة ترجمةً واضحةً (۲) هل یجوز النکاح بالزانیة ام لا؟ (۳) هل تقبل شهادة المحدود فی القذف ام لا؟ (٤) انکر اختلاف الأ ئمة فی هذه المسئلة۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اصلی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں ۔ ۱۔ آیاتِ کریمہ کا واضح ترجمہ ۔ ۲۔ زانیہ سے نکاح کرنے کا حکم ۔ ۳۔ محدود فی القذف کی شہادت کا حکم ۔ ۴۔ مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ ۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا واضح ترجمہ:...... زانی (بدکار) کسی کے ساتھ نکاح بھی نہیں کرتا ۔ بجز زانیہ یا مشرکہ عورت کے اور زانیہ (بدکارہ) کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز زانی اور مشرک کے اور یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے ۔ اور جو لوگ پاکدامن عورتوں کو تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اسی دُرّے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو اور یہی لوگ فاسق ہیں ۔

(۲) زانیہ سے نکاح کرنے کا حکم:...... ایسی زانیہ عورت جو زنا سے توبہ نہ کرے اور اپنی بری عادت پر قائم رہے اگر کسی نیک مرد سے نکاح کرلے تو یہ نکاح شرعاً درست ہوجائے گا ۔ جمہور فقہاء امت امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے ۔ اور صحابہ کرامؓ سے ایسے نکاح کرانے کے واقعات ثابت ہیں ۔ تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی فتویٰ منقول ہے ۔

باقی رہی آیت ''وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ○'' سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ آیت اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے کہ عفیف مرد زانیہ عورت سے نکاح کر کے اسکو زنا سے نہ روکے بلکہ نکاح کے بعد بھی اسکی زنا کاری پر راضی رہے ۔ کیونکہ اس صورت میں یہ دیوثیت ہوگی ۔ جو شرعاً حرام ہے ۔ یعنی ان لوگوں کا یہ فعل حرام اور گناہ کبیرہ ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکا باہمی نکاح صحیح نہ ہو باطل ہوجائے ۔

(۳) محدود فی القذف کی شہادت کا حکم:...... اس بارے میں سب ائمہ متفق ہیں کہ جب کسی شخص نے کسی پر زنا کی جھوٹی تہمت لگائی اور جھوٹ ثابت ہونے پر مقذوف کے مطالبہ کرنے سے اس شخص پر حدِ قذف جاری کردی گئی اور اس نے توبہ نہیں کی تو اسکی گواہی قبول نہیں ہوگی البتہ توبہ کرلینے کے بعد اسکی گواہی احناف کے ہاں پھر بھی قبول نہیں جبکہ دیگر فقہاء نے توبہ کے بعد اسکی گواہی کو جائز قرار دیا ہے ۔

(۴) مسئلہ مذکورہ میں اختلاف ائمہ:...... محدود فی القذف کی توبہ کے بعد گواہی قبول کی جائے گی یا نہ؟ اس بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک توبہ کے بعد بھی اسکی گواہی قبول نہیں البتہ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک اسکی گواہی توبہ

www.Bhalli.Info

کے بعد قبول کی جائے گی۔دراصل اختلاف ''اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا الخ'' کے استثناء میں ہے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ استثناء وَاُولٰئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے ہے اوراس کا حکم تعلق آخرت کے ساتھ ہے۔اورامام مالکؒ اورامام شافعیؒ اورامام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اس استثناء کا تعلق دونوں جملوں سے ہے یعنی توبہ کرنے سے اسکی گواہی بھی قبول ہوگی اور فسق کا حکم اس سے دور ہوجائے گا۔

(۷۱) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):......وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ لِمَلَائِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ؟فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ فَمَاذَا قَالَ عَبْدِیْ؟فَیَقُوْلُوْنَ:حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اُبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ۔

(۱)شکل العبارۃ(اعراب لگائیں)ثم ترجمۃ واضحۃ(۲)مامعنیٰ ''استرجع''؟(۳)اعراب العجلۃ المخطوطۃ (ترکیب نحوی کریں)۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالاسوال میں چارامورحل طلب ہیں ۱۔عبارتِ مذکورہ پراعراب ۲۔عبارتِ مذکورہ کاواضح ترجمہ ۳۔استرجع کامعنی ۴۔خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب۔

تفصیلی جواب

(۱)عبارتِ مذکورہ پراعراب:......سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲)عبارتِ مذکورہ کاواضح ترجمہ:......حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاجب کسی بندے کا بیٹا مرجاتا ہے۔تواللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کوکہتے ہیں کیاتم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح کوقبض کرلیا؟تووہ کہتے ہیں جی ہاں۔پھراللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیاتم نے اس کے دل کے پھل کوقبض کرلیاہے؟پس وہ کہتے ہیں جی ہاں۔پھراللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیاکہا۔تووہ فرشتے کہتے ہیں۔اس نے آپ کی تعریف کی اورانا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔پھراللہ فرماتے ہیں میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھربنادواوراس کانام بیت الحمدرکھ دو۔

(۳)استرجع کامعنی:......اسکامعنی ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھناہے۔

(۴)خط کشیدہ جملے کی نحوی ترکیب:......ابنوا صیغہ جمع مذکرمخاطب فعل امرحاضرمعلوم فعل بافاعل۔لام جار عبدی مضاف مضاف الیہ ملکرمجرور،جاراپنے مجرورسے ملکرظرف لغومتعلق ابنوا۔بیتا موصوف فی جارالجنۃ مجرور،جاراپنے مجرورسے ملکرظرف مستقرمتعلق کائنا صفت،موصوف صفت ملکرمفعول،فعل امراپنے فاعل اورمفعول بہ اورمتعلق سے ملکرجملہ انشائیہ ہوکرمعطوف علیہ واؤعاطفہ سموہ صیغہ جمع مذکرفعل امرحاضرمعلوم فعل بافاعل ہ ضمیرمفعول بہ بیت الحمدمضاف مضاف الیہ ملکرمفعول بہ ثانی فعل امراپنے فاعل اوردونوں مفعولوں سے ملکرجملہ انشائیہ ہوکرمعطوف۔

(۷۲) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (ب):......وَعَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلیٰ فِرَاشِہٖ قَالَ:اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

www.Bhalli.Info

اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَاكَافِيَ لَهٗ وَلَامُؤْوِيَ (رواہ مسلم)

(۱) شکل العبارة ثم ترجمها ترجمةً واضحةً (۲) اشرح الکلمات المخطوطة لغة وصرفا (۳) عراب الجملة الاخیرة (لاکافی له ومؤوی) ترکیب نحوی کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالاسوال میں چار امور حل طلب ہیں ۱۔ عبارتِ مذکورہ پر اعراب ۲۔ عبارتِ مذکورہ کا واضح ترجمہ ۳۔ مخطوط کلمات کی لغوی وصرفی تشریح ۔۴۔ آخیرہ جملہ (لاکافی له ولامؤوية) کی نحوی ترکیب۔

تفصیلی جواب

(۱) عبارتِ مذکورہ پر اعراب:...... سوال کی عبارت دیکھ لیں۔

(۲) عبارتِ مذکورہ کا واضح ترجمہ:...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے ”تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور ہماری کفایت کی اور ہمیں ٹھکانہ دیا پس کتنے ہی ہیں وہ لوگ جن کے لئے نہ کوئی کفایت کرنیوالا ہے اور نہ اس کو ٹھکانہ دینے والا ہے“۔

(۳) مخطوط کلمات کی لغوی وصرفی تشریح:...... آوی:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، مہموز الام اور اجوف واوی، از باب ضرب یضرب مصدر اویًا واواءً بمعنی ٹھکانہ پکڑ لینا۔ اَطْعَمَنَا:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب افعال مصدر اطعامًا بمعنی کھانا کھلانا۔ سَقَانَا:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ مصدر سَقْیًا بمعنی پانی پلانا۔ کَفَانَا:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ مصدر کِفَایَةً بمعنی کفایت کرنا۔ آوَانَا:...... صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم مہموز ولفیف مصدر اویًا واواءً بمعنی ٹھکانہ دینا از باب افعال۔

(۴) آخیرہ جملہ (لاکافی له ولامؤوية) کی نحوی ترکیب:...... لاحرف نفی جنس کافی صیغہ صفت اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل، صیغہ صفت اپنے فاعل سے ملکر جملہ ہو کر لا کا اسم، لہ میں لام جارہ، ہٗ ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا موجود کے جو کہ خبر ہے لا کی۔ لا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ مؤوی صیغہ صفت اس میں ہو ضمیر مستتر اس کا فاعل ہٗ ضمیر مفعول بہ صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر لا کا اسم، اسکی خبر لہ محذوف ہے جو متعلق ہے موجود کے۔ اس ضابطے کے ساتھ کہ صلہ کو حذف کر کے مفعول کو فعل کے ساتھ ملا دیا جائے) لا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

اَلْوَرَقَةُ الْاُوْلٰی: فی التفسیر والحدیث ۱۴۱۹ھ

(۷۳) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف):...... وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۔ ﴿پ ۱۱۔ س۔ یونس۔ آیت (۲۱)﴾

www.Bhalli.Info

(۱) آیت کا سلیس ترجمہ کیجیے (۲) "رَحْمَةً"، "ضَرَّآءَ" اور "مَكْرًا" ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ واضح کیجیے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں دو امور حل طلب ہیں ۱۔ آیت کا سلیس ترجمہ ۲۔ "رَحْمَةً"، "ضَرَّآءَ" اور "مَكْرًا" کی ترکیبی حیثیت کی وضاحت۔

تفصیلی جواب

(۱) آیت کا سلیس ترجمہ:...... اور جب ہم لوگوں کو بعد اس تکلیف کے جو انہیں پہنچی اپنی رحمت کا مزا چکھائیں تو وہ ہماری قدرتوں میں حیلے بنانے لگیں۔ اے نبی کہہ دیجیے۔ اللہ تعالیٰ سب سے جلد حیلے بنا سکتا ہے بے شک ہمارے فرشتے لکھتے ہیں وہ حیلے جو تم بناتے ہو۔

(۲) "رَحْمَةً"، "ضَرَّآءَ"، "مَكْرًا" کی ترکیبی حیثیت کی وضاحت:...... رَحْمَةً، اَذَقْنَا کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ضَرَّآءَ حکماً مجرور ہے بوجہ بعد کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اور غیر منصرف ہونے کی بنا پر لفظاً منصوب ہے۔ مَكْرًا بطور تمیز منصوب۔

(۷۴) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب):...... وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ ﴿پ ۱۲۔ س۔ ھود۔ آیت (۴۴)﴾

(۱) آیت کریمہ کا بامحاورہ ترجمہ کیجیے (۲) زمین و آسمان ذی شعور نہیں ہیں، پھر کیوں حق تعالیٰ نے ان کو خطاب کر کے احکام دیئے؟ کیا جودی پہاڑ آجکل موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے تو کہاں واقع ہے؟

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں ۱۔ آیتِ کریمہ کا بامحاورہ ترجمہ ۲۔ سوال مذکور کا جواب۔ ۳۔ جودی پہاڑ کی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیتِ کریمہ کا بامحاورہ ترجمہ:...... اور حکم ہو گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی سوکھا دیا گیا اور قصہ ختم ہوا اور کشتی جودی پہاڑ پر آٹھہری اور ظالم قوم کو کہہ دیا گیا دور ہو۔

(۲) سوالِ مذکور کا جواب:...... اس آیت میں حق تعالیٰ نے آسمان و زمین کو خطاب کر کے احکام دیئے ہیں حالانکہ ظاہر نظر میں وہ کوئی ذی شعور چیزیں نہیں ہیں۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ ہماری نظر اور ہمارے اعتبار سے دنیا کی جتنی چیزیں بے شعور بے حس بے جان ہیں حقیقت میں وہ سب ذی روح، ذی شعور چیزیں ہیں البتہ ان کا شعور وادراک اس درجہ کا نہیں جس درجہ کا انسان وغیرہ کو حاصل ہے۔ اسی لئے ان کو غیر ذی شعور قرار دے کر احکامِ شرعیہ کا مکلف نہیں بنایا گیا۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات اس پر شاہد ہیں مثلاً "وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ" اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اسکی معرفت پر موقوف ہے۔ اور معرفت بغیر عقل وشعور کے نہیں حاصل ہوتی تو معلوم ہوا ہر چیز میں عقل وشعور ہے۔ اس لئے آیت مذکورہ میں اگر آسمان و زمین کے خطاب کو حقیقی معنی میں خطاب قرار دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

www.Bhalli.Info

(۳) جودی پہاڑ کی تحقیق:...... جودی پہاڑ آج بھی اس نام سے قائم ہے اس کا محلِ وقوع حضرت نوح علیہ السلام کے وطنِ اصلی عراق، موصل کے شمال میں جزیرہ ابن عمر کے قریب آرمینیہ کی سرحد پر ہے۔ یہ ایک کوہستانی سلسلہ ہے جس کے ایک حصہ کا نام جودی ہے۔ اسی کے ایک حصہ کو "اراراط" کہا جاتا ہے۔ موجودہ تورات میں کشتی ٹھہرنے کا مقام "کوہ اراراط" کو بتلایا ہے۔ دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

(۷۵) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (الف):...... هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِیُٔ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَ هُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۝ ۔ ﴿پ ۱۳۔ س ۔ رعد۔ آیت (۱۲۔۱۳)﴾

(۱) آیتِ کریمہ کا بامحاورہ ترجمہ کیجیے (۲) اس کی تفسیر کرتے ہوئے خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق بھی تحریر کیجیے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ مذکورہ کا بامحاورہ ترجمہ۔ ۲۔ آیاتِ مذکورہ کی تفسیر۔ ۳۔ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مذکورہ کا بامحاورہ ترجمہ:...... اور وہ ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے۔ اور وہی ہوا میں بوجھل بادلوں کو اٹھاتا ہے اور گرج حمد و ثنا کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتی ہے۔ اور فرشتے بھی اس کے خوف سے تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اور ان سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں گرنے والی بجلیاں بھیجتا ہے پھر ان کو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے۔ اور یہ کافر لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قہر کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ حالانکہ وہ سخت قوت والا ہے۔

(۲) آیاتِ مذکورہ کی تفسیر:...... ان آیات میں قدرتِ خداوندی کی بڑی بڑی نشانیوں کا بیان ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ ڈرانے اور امید دلانے کیلیے بجلی دکھاتا ہے۔ جب بجلی چمکتی ہے تو لوگ اس سے بارش کی امید کرتے ہیں اور اس کے گرنے سے ڈرتے بھی ہیں۔ ایک ہی چیز میں دو متضاد وصفوں کا جمع ہونا خدا تعالیٰ کی کمالِ قدرت کی دلیل ہے گویا کہ ایک ہی شیٔ نعمت بھی ہے اور عذاب اور مصیبت بھی۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ایک ہی شیٔ میں اپنی لطف ومہربانی اور قہر دو متضاد چیزوں کو جمع کر دیا اور برق اس نور لامع اور ساطع کو کہتے ہیں جو ابر کے درمیان چمکتا ہے۔ نیز فرمایا اللہ وہی ہے جو بوجھل بادلوں کو اٹھاتا ہے کہ وہ ہزاروں ٹن پانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور مجال نہیں کہ بغیر اس کے حکم کے کسی جگہ برسیں وہ اپنے قضاء وقدر کے مطابق جس سرزمین پر چاہتا ہے برساتا ہے۔ پھر فرمایا کہ گرج بھی حمد وثنا کے ساتھ اسکی پاکی بیان کرتی ہے۔ اور فرشتے بھی اس کے خوف سے اسکی تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ فرشتوں کا تسبیح وتحمید کرنا اور خدا تعالیٰ کی عظمت وجلال کو بیان کرنا بظاہر ایک معقول امر ہے، مگر رعد یعنی گرج کا بظاہر تسبیح وتحمید کرنا قابل غور معلوم ہوتا ہے۔ اس سے بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ گرج کی تسبیح وتحمید کا مطلب یہ ہے کہ گرج سے خدا تعالیٰ کی کمالِ قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ جس کو سن کر اہلِ عرفان کی زبان سے بے ساختہ سبحان اللہ اور الحمد للہ نکل جاتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ تسبیح کا اسناد رعد کی

www.Bhalli.Info

طرف مجازی ہے۔

اور مفسرین کی ایک جماعت کے نزدیک رعدایک فرشتہ کا نام ہے جو سحاب پر مقرر ہے اوراس کی تسبیح وتحمید میں کوئی استبعاد نہیں ہے جیسا کہ بعض احادیث میں ہے رعدایک فرشتہ کی تسبیح پڑھنے کی آواز ہے جو بادلوں کو چلاتا ہے۔اوراس وقت تسبیح پڑھتا ہے۔جسکو عوام الناس بادل کی آواز سمجھتے ہیں۔

محققین یہ فرماتے ہیں کہ اگر رعد محض آواز کا نام ہو تب بھی تسبیح وتحمید کا اسناد اسکی طرف حقیقی ہوگا اگرچہ ہمارے فہم میں نہ آئے۔ان تمام نشانیوں سے بڑھ کرایک نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں گرنے والی بجلیاں بھیجتا ہے پھران کو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے۔اوراسکو ہلاک کردیتا ہے۔اور یہ کافر لوگ اللہ کے قہر کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قہر کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ سخت قوت والا ہے دشمن اس کے قبضۂ قدرت سے نکل نہیں سکتے۔

(۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:...... الْبَرْقَ:...... بمعنی بجلی۔بجلی کی چمک۔ماضی برق بمعنی خیرہ ہوگئی،ماند پڑگئی۔چندھیا گئی۔خَوْفًا:...... بمعنی ڈر مصدر بمعنی ڈرنا از باب سمع۔طَمَعًا:...... توقع،امید،لالچ حرص،مصدر طَمْعًا از باب سمع بمعنی امید،لالچ کرنا۔السَّحَابَ:...... بادل، خواہ اسمیں پانی ہو یا نہ ہو۔کبھی اس سے سایہ اوراندھیرا بھی مراد لیا جاتا ہے۔سَحْبٌ مصدر بمعنی کھینچنا۔چونکہ ہوا بادل کو کھینچ کرلے چلتی ہے۔اس لئے اسے سحاب کہا جاتا ہے۔الثِّقَالَ:...... بھاری،گراں بار،بوجھل ثقیل کی جمع ہے۔الرَّعْدُ:...... کڑک،گرج،گرجنے والا۔اصل میں مصدر ہے باب نصر،فتح سے بمعنی گرجنا،کڑکنا۔الصَّوَاعِقَ:...... کڑک،بجلیاں صَاعِقَۃ کی جمع ہے۔یہ از باب (سمع) مصدر ہے بمعنی بے ہوش ہونا۔یُجَادِلُوْنَ:...... وہ جھگڑا کرتے ہیں باب مفاعلہ مصدر مجادلۃ بمعنی ایک دوسرے سے جھگڑنا۔الْمِحَالِ:...... سخت گرفت کرنے والا۔سزا میں پکڑنے والا،از باب نصر،سمع،کرم مصدر مَحَلًا بمعنی چغلی کھانا،بدی کا ارادہ کرنا۔یقال مَحَلَ بفلانٍ (فلاں کے متعلق بادشاہ سے چغلی کھائی)۔

(۷۶) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب):...... سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱﴾۔﴿پ۔۱۵۔س۔بنی اسرائیل۔آیت (۱)﴾

(۱) آیت کا سلیس ترجمہ کیجیے (۲) معراج کا واقعہ خواب میں ہوا یا بیداری کی حالت میں؟ نیز معراج کا واقعہ اختصار کے ساتھ لکھئے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔۱۔آیت کریمہ کا ترجمہ۔۲۔معراج کا واقعہ خواب میں یا بیداری میں؟ ۔۳۔معراج کا واقعہ اختصاراً۔

تفصیلی جواب

(۱) آیت کریمہ کا ترجمہ:...... پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔جس کو ہماری برکت نے گھیر رکھا ہے تا کہ اسکو کچھ اپنی قدرت کے نمونے دکھلائیں۔وہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

www.Bhalli.Info

(۲) معراج کا واقعہ خواب میں یا بیداری میں؟:......اس شق کا حل ۱۴۲۷ھ کے الجواب عن السوال الثانی (ب) کی شق نمبر (۳) پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) معراج کا واقعہ اختصاراً:......امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں آیتِ مذکورہ کی تفسیر اور احادیثِ متعلقہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سفرِ اسراء بیداری میں پیش آیا خواب میں نہیں۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک یہ سفر براق پر ہوا۔ جب دروازہ بیت المقدس پر پہنچے تو براق کو دروازہ کے قریب باندھ دیا اور آپ ﷺ مسجدِ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور اس کے قبلہ کی طرف تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ادا فرمائیں اس کے بعد ایک زینہ لایا گیا جس میں نیچے سے اوپر جانے کے درجے بنے ہوئے تھے۔ اس زینہ کے ذریعے آپ پہلے آسمان پر تشریف لے گئے اس کے بعد باقی آسمانوں پر تشریف لے گئے ہر آسمان میں وہاں کے فرشتوں نے آپکا استقبال کیا اور ہر آسمان میں ان انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی جن کا مقام کسی معین آسمان میں ہے۔ مثلاً چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں میں حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر آپ ان تمام انبیاء علیہم السلام کے مقامات سے بھی آگے تشریف لے گئے اور ایک ایسے میدان میں پہنچے جہاں قلمِ تقدیر کے لکھنے کی آواز سنائی دے رہی تھی اور آپ نے سدرۃ المنتہیٰ کو دیکھا جس پر اللہ جل شانہ کے حکم سے سونے کے پروانے اور مختلف رنگ کے پروانے گر رہے تھے۔ اور جسکو اللہ کے فرشتوں نے گھیرا ہوا تھا۔ اسی جگہ حضرت جبرائیل امین کو آنحضرت ﷺ نے انکی اصلی شکل میں دیکھا جن کے چھ سو بازو تھے اور وہیں پر ایک رفرف سبز رنگ کا دیکھا جس نے افق کو گھیرا ہوا تھا۔ رفرف (مسند سبز، ہرے رنگ کی پالکی) اور آپ نے بیت المعمور کو بھی دیکھا جسکے پاس بانی کعبۃ اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دیوار سے کمر لگائے بیٹھے ہوئے تھی اس بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنکی باری دوبارہ داخل ہونے کی قیامت تک نہیں آئے گی۔ اور آنحضرت ﷺ نے جنت اور دوزخ کا بچشم خود معائنہ فرمایا۔ اس وقت آپ کی امت پر اول پچاس نمازوں کے فرض ہونے کا حکم ملا پھر تخفیف کر کے پانچ کر دی گئیں۔ اس سے تمام عبادات کے اندر نماز کی خاص اہمیت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ واپس بیت المقدس میں اُترے اور جن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مختلف آسمانوں میں ملاقات ہوئی تھی وہ بھی آپ کے ساتھ اُترے گویا کہ آپکو رخصت کرنے کیلئے بیت المقدس تک ساتھ آئے۔ اس وقت آپ نے نماز کا وقت ہو جانے پر سب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نماز اسی دن صبح کی نماز ہو۔ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ امامت انبیاء علیہم السلام کا واقعہ بعض حضرات کے نزدیک آسمان پر جانے سے پہلے پیش آیا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ واپسی کے بعد ہوا کیونکہ آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کے واقعہ میں یہ منقول ہے کہ سب انبیاء علیہم السلام سے جبرئیل امین علیہ السلام نے آپکا تعارف کرایا۔ اگر واقعہ امامت پہلے ہو چکا ہوتا تو یہاں تعارف کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور یوں بھی ظاہر یہی ہے کہ اس سفر کا اصل مقصد ملاءِ اعلیٰ میں جانے کا تھا۔ پہلے اسی کو پورا کرنا اقرب معلوم ہوتا ہے۔ پھر جب اس اصل کام سے فراغت ہوئی تو تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے ساتھ مشایعت (رخصت) کیلئے بیت المقدس تک آئے اور آپ کو جبرئیل امین علیہ السلام کے اشارے سے سب کا امام بنا کر آپ کی سیادت اور سب پر فضیلت کا عملی ثبوت دیا گیا۔ اس کے بعد آپ بیت المقدس سے رخصت ہوئے اور براق پر سوار ہو کر اندھیرے وقت میں مکہ

www.Bhalli.Info

(۷۸) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (ب) :...... عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم انی اعوذ بک من الجوع فانہ بئس الضجیع واعوذبک من الخیانۃ فانھا بئست البطانۃ۔

﴿ص ۴۳۴۔م۔رح حدیث (۱۴۸۵)﴾

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ کریں (۲) خط کشیدہ کلمات کا لغوی ومرادی معنی بیان کریں (۳) آخری جملہ کی ترکیب نحوی بیان کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (ب)

اجمالی جواب...... مذکورہ بالا سوال میں بھی تین امورحل طلب ہیں۔ا۔حدیث پاک کا ترجمہ۔۲۔خط کشیدہ کلمات کا لغوی اور مرادی معنی۔۳۔آخری جملہ کی نحوی ترکیب۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیث پاک کا ترجمہ:...... اس شق کا اور شق نمبر۲ کا حل ۱۴۳۰ھ کے الجواب عن السوال الثالث (ب) کی شق (۲) اور (۳) پر گذر چکا ہے۔

(۳) آخری جملہ کی نحوی ترکیب:...... اس شق کا حل ۱۴۲۵ھ کے الجواب عن السوال الثالث (ب) کی شق نمبر (۳) پر گذر چکا ہے۔

اَلْوَرَقَۃُ الْاُوْلٰی: فی التفسیر والحدیث ۱۴۱۸ھ

(۷۹) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف) :...... اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۔ ﴿پ۔۱۱۔س۔یونس۔آیت (۲۴)﴾

(۱) مذکورہ آیت کا ماقبل سے ربط بیان کرنے کے بعد مطلب خیز ترجمہ تحریر کریں (۲) مثال کی ایسی وضاحت کریں کہ وہ ممثل لہ اپر پوری طرح منطبق ہوجائے (۳) ''وَازَّيَّنَتْ'' کی صرفی تحقیق اور ''حَصِيْدًا'' کی نحوی تحقیق پر قلم کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں پانچ امورحل طلب ہیں۔ا۔آیتِ مذکورہ کا ماقبل سے ربط۔۲۔آیتِ مذکورہ کا مطلب خیز ترجمہ۔۳۔مثال مذکور کی کامل وضاحت۔۴۔''وَازَّيَّنَتْ'' کی صرفی تحقیق۔۵۔''حَصِيْدًا'' کی نحوی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیتِ مذکورہ کا ماقبل سے ربط:...... گذشتہ آیت میں لوگوں کی سرکشی کا بیان تھا جس کا سبب دنیا کی ظاہری زیبائش وعیش وعشرت تھا جس کی وجہ سے یہ لوگ دنیاوی زندگانی کے نشہ میں سرشار ہیں اب اس آیت میں دنیا کی ناپائیدار زندگی کی ایک لطیف مثال بیان کرتے ہیں جس میں غور کرنے سے دنیا کی بے ثباتی اور عمر کی ناپائیداری دل پر نقش ہوجاتی ہے۔

(۲) آیتِ مذکورہ کا مطلب خیز ترجمہ:...... سوائے اس کے نہیں کہ دنیاوی زندگی کی مثال فنا وزوال میں ایسے ہے جیسے ہم نے آسمان

www.Bhalli.Info

سے پانی اُتارا پھر اس پانی کی وجہ سے مختلف قسم کا گنجان سبزہ اُگا جس میں سے بعض کو چوپائے کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا بناؤ سنگھار کو حاصل کرلیا اور خوب آراستہ اور پر رونق ہوگئی۔ اور اس کے مالکوں نے جان لیا کہ ہم اس کھیتی کے کاٹنے اور سمیٹنے پر پوری طرح قادر ہیں تو اس وقت یکا یک اس زراعت کی ھلاکت کے متعلق رات میں یا دن میں ہمارا حکم آپہنچا پس ہم نے اس زراعت کو جڑ اور بنیاد سے کٹا ہوا کر ڈالا۔ گویا کہ کل تھی ہی نہیں۔ اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں اپنی نشانیوں کو ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

(۳) مثال مذکور کی کامل وضاحت:...... آیتِ مذکورہ میں دنیا کی چندروزہ زندگی کو پانی اور مٹی سے تشبیہ دی یعنی جس طرح پانی زمین پر برستا ہے اور اس سے کھیتی پیدا ہوتی ہے اور کسان اُسے دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ کہ اب کھیتی تیار ہوگئی ہے۔ اور ہم اس سے کھائیں گے کہ اچانک اس پر کوئی آسمانی آفت آجاتی ہے کہیں اولے پڑجاتے ہیں کہیں آگ لگ جاتی ہے۔ اور وہ کھیتی نیست ونابود ہوجاتی ہے اور کسان کی اُمیدیں حسرت سے بدل جاتی ہیں اور سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا اسی طرح انسان کا حال ہے کہ نطفہ مثل پانی کے ہے اور رحم مثل زمین کے ہے۔ نطفہ کے رحم میں جانے سے آدمی پیدا ہوتا ہے۔ اور بڑھتا ہے اور طرح طرح کی آرزوئیں اور خواہشیں اپنے دل میں رکھتا ہے کہ ناگہاں موت کا پیغام آجاتا ہے۔ اور سب حسرتیں اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ایسی ناپائیدار چیز کیلئے تم جاودانی عیش کو کیوں چھوڑ دیتے ہو اور نبی علیہ السلام کا اتباع کیوں نہیں کرتے کہ تم لوگوں کو عیشِ جاودانی ملے اور حسرتوں سے محفوظ ہوجاؤ گے۔

(۴) ''وَازَّيَّنَتْ'' کی صرفی تحقیق:...... وَازَّيَّنَتْ کی اصل تزینت ہے تاء کو زاء سے بدل کر زاء میں ادغام کردیا گیا ہے پھر ہمزہ وصل ابتداء بالسکون کے محال ہونے کی وجہ سے شروع میں لائے اور واو عاطفہ کے اتصال کے باعث ہمزہ الوصل ساقط ہوگیا۔

(۵) ''حَصِيدًا'' کی نحوی تحقیق:...... یہ کلمہ منصوب ہے جَعَلْنٰهَا کے مفعول بہ دوم ہونے کی وجہ سے۔

(۸۰) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب) :...... فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ ۝ قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ ۝ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۝ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ ۝ ۔ ﴿پ ۔۱۳۔س۔یوسف۔آیت (۷۰۔۷۳)﴾

(۱) آیاتِ بالا کا سلیس اردو میں ترجمہ کیجیے (۲) ان میں جو واقعہ مذکور ہے اس کا خلاصہ تحریر کیجیے (۳) مذکورہ واقعہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی دلآزاری اور سب بھائیوں کی رسوائی ہے کیونکہ انہیں چور کہا گیا ہے اور یہ دونوں باتیں جائز نہیں۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان باتوں کو کیوں گوارا کرلیا؟ وضاحت کیجیے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ کریمہ کا سلیس اردو میں ترجمہ۔ ۲۔ آیاتِ کریمہ میں ذکر کردہ واقعہ کا خلاصہ۔ ۳۔ سوال مذکور کا جواب۔

www.Bhalli.Info

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا سلیس اردو میں ترجمہ:...... پھر جب ان کو سامانِ سفر دے کر تیار کر دیا تو پانی کا ایک کٹورا اپنے بھائی کے سامان میں رکھ دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا اے قافلے والو! بے شک تم چور ہو۔ تو قافلے والوں نے کہا اس حال میں کہ تلاش کرنے والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تمھاری کیا چیز گم ہوگئی تو انہوں نے کہا ہم بادشاہ کا پیمانہ نہیں پاتے جو کوئی اسکو لائے گا اس کیلئے ایک اونٹ کا بوجھ ہے۔ اور میں اسکا ضامن ہوں۔ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم تم کو معلوم ہے کہ ہم زمین میں شرارت کرنے کیلئے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور تھے۔

(۲) آیاتِ کریمہ میں ذکر کردہ واقعہ کا خلاصہ:...... آیتِ مذکورہ میں ذکر کردہ واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے حقیقی بھائی بنیامین کو اپنے پاس روک لینے کیلئے یہ حیلہ اور تدبیر اختیار کی کہ جب سب بھائیوں کو قاعدہ کے موافق غلہ دیا گیا تو ہر بھائی کا ایک مستقل اونٹ پر علیحدہ علیحدہ نام بنام لادا گیا۔ بنیامین کیلئے جو غلہ اونٹ پر لادا گیا اس میں ایک برتن چھپا دیا گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد ایک منادی نے یہ آواز لگائی کہ بادشاہ کا برتن گم ہو گیا ہے۔ سب قافلہ والوں کو مخاطب ہو کر کہا کہ تم سب چور ہو۔ تو انکے پوچھنے پر بتایا گیا کہ بادشاہ کا ایک کٹورا گم ہو گیا ہے اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ جو اس کو لائے گا اسے ایک اونٹ کا بوجھ غلہ دیا جائے گا۔ قافلہ والوں نے قسم دے کر اپنی صفائی پیش کی کہ ہم نہ تو زمین میں فساد برپا کرنے والے ہیں اور نہ ہی چوری کرنے والے ہیں۔

(۳) سوال مذکور کا جواب:...... سوال مذکور کے اگرچہ متعدد جواب دیئے گئے ہیں لیکن علامہ قرطبی اور مظہریؒ وغیرہ نے جو جواب دیا ہے وہ سب سے صحیح ہے۔ جواب یہ ہے کہ اس واقعہ میں جو کچھ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے وہ نہ بنیامین کی خواہش کا نتیجہ تھا۔ نہ یوسف علیہ السلام کی اپنی تجویز کا، بلکہ یہ سب کام بار الٰہی اس کی حکمت بالغہ کے مظاہر تھے۔ جن میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے ابتلاء وامتحان کی تکمیل ہو رہی تھی۔ اس جواب کی طرف خود قرآن مجید کی اس آیت میں اشارہ موجود ہے۔ وکذلک کدنا لیوسف یعنی ہم نے اسی طرح تدبیر کی یوسف علیہ السلام کیلئے اپنے بھائی کو روکنے کی۔ اس آیت میں واضح طور پر حیلہ وتدبیر کو حق تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ سب کام جب کہ بامر خداوندی ہوئے تو ان کو ناجائز کہنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے واقعہ میں کشتی توڑنا، لڑکے کو قتل کرنا وغیرہ جو کہ بظاہر گناہ تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے نکیر کیا۔ مگر حضرت خضر علیہ السلام یہ سب کام باذنِ خداوندی خاص مصالح کے تحت کر رہے تھے۔ اس لئے ان کا کوئی گناہ نہ تھا۔

(ب) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (الف):...... وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ۔ (پ ۱۴۔ س۔ النحل۔ آیت (۷۶۔۷۷))

(۱) آیات کا بامحاورہ ترجمہ کیجیے (۲) ان آیات میں جو مثال دی گئی ہے وہ کیوں دی گئی ہے؟ اور اس سے کیا سمجھانا مقصود

ہے؟ واضح کیجیے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں دو امور حل طلب ہیں۔ ا۔ آیاتِ مبارکہ کا با محاورہ ترجمہ۔ ۲۔ آیاتِ مبارکہ میں ذکر کردہ مثال کی وجہ بالوضاحت۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مبارکہ کا با محاورہ ترجمہ:...... اور اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ دو مرد (فرض کرو) ہیں ان میں سے ایک تو گونگا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے اور وہ مالک جہاں اُسے بھیجتا ہے۔ کوئی بھلائی نہیں لاتا کیا یہ شخص اور وہ شخص جو اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور سیدھی راہ پر بھی ہے برابر ہو سکتے ہیں؟ اور آسمان و زمین کی تمام پوشیدہ باتیں اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ اور قیامت کا معاملہ ایسا ہو گا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدی۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

(۲) آیاتِ مبارکہ میں ذکر کردہ مثال کی وجہ بالوضاحت:...... آیتِ مذکورہ میں جو مثال ذکر کی گئی ہے اس سے مقصد ابطالِ شرک کو مثال سے واضح کرنا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ فرض کرو دو شخص ہیں ان میں سے ایک شخص گونگا اور بہرہ بھی ہے کسی بات پر قادر نہیں ہے اور اپنے آقا پر بوجھ ہے اس سے کسی بھلائی کی توقع نہیں کی جا سکتی ہے۔ بلکہ مولیٰ اسکو جس طرف بھیجے وہ خیر کا کام کر کے اور کوئی بھلائی لے کر واپس نہیں آتا، کیا ایسا غلام اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے۔ جس کے ہوش و حواس درست ہیں، نہایت عقلمند اور دیانت دار اور نیک کردار ہے۔ جو شخص خود صاحبِ فہم و فراست نہ ہو تو وہ دوسروں کو نیکی کی کیسے ہدایت کر سکتا ہے۔ لہٰذا جب یہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے تو یہ گونگے اور بہرے بت خداوند پروردگار کے کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

بعض مفسّرین نے کہا ہے کہ یہ کافر اور مؤمن کی مثال ہے کافر اندھے بہرے اور گونگے غلام کی طرح ہے کہ وہ نہ حق کو دیکھتا ہے نہ سنتا ہے اور نا کارہ اور نکما ہے آقا کا کوئی کام نہیں کرتا۔ اور مؤمن سیدھی راہ پر چلتا ہے اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لے جانا چاہتا ہے۔ یہ دونوں شخص کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟۔ حضرت شاہ عبد القادر فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے دو بندے ایک بہت ہی نکما نہ بول سکے اور نہ چل سکے جیسے گونگا غلام اور دوسرا رسول ہے جو اللہ کی راہ بتا دے ہزاروں کو اور بندگی پر قائم ہے۔ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

(۸۲) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب) :...... قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْکِحَکَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ ھٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِکَ ۚ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْکَ ؕ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۞ قَالَ ذٰلِکَ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ ؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ۞ ۔ ﴿پ ۲۰۔ س۔ قصص۔ آیت (۲۷۔۲۸)﴾

(۱) مذکورہ آیات کا ترجمہ تحریر کرنے کے بعد واقعہ کا مختصر سا پس منظر بھی بیان کریں (۲) احناف کے نزدیک صرف اجرت کو نکاح کا مہر بنایا جا سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں؟ تو پھر اس آیت کا کیا جواب ہے؟ (۳) موسیٰ علیہ السلام نے ان دو مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟ آٹھ سال یا دس سال۔

www.Bhalli.Info

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں۔ ا۔ آیات مذکورہ کا ترجمہ۔ ۲۔ آیاتِ مذکورہ کا مختصر پس منظر۔ ۳۔ احناف کے نزدیک صرف اجرت کا مہر بننے میں حکم۔ ۴۔ آیتِ مذکورہ کا جواب۔ ۵۔ موسیٰ علیہ السلام کا مدّت پوری کرنے کی تعیین۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات مذکورہ کا ترجمہ:...... انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹوں میں سے ایک بیٹی کو تجھ سے بیاہ دوں اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری نوکری کرے۔ پھر اگر تو دس برس پورا کردے تو یہ تیری طرف سے ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ کو مشقت و تکلیف میں ڈالوں۔ اگر اللہ نے چاہا تو مجھ کو نیک بختوں سے پائے گا۔ اس نے کہا یہ وعدہ ہو چکا میرے اور تیرے درمیان۔ ان دونوں میں جو بھی مدّت پوری کردوں سو زیادتی نہ ہو مجھ پر۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات پر جو ہم کہتے ہیں وکیل ہے۔

(۲) آیاتِ مذکورہ کا مختصر پس منظر:...... حضرت شعیب علیہ السلام کے بلانے پر موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور اپنا پورا ماجرا سنایا تو شعیب علیہ السلام نے تسلی دی اور کہا کہ تو فرعون کی سلطنت سے نکل آیا ہے۔ گھبراؤ نہیں اسکے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی صفوراء نامی بولی کہ اے اباجان انہیں اپنا نوکر رکھ لیں تاکہ وہ ہماری بکریاں چرائے گا۔ اور ساتھ یہ کہا کہ نوکر کیلئے دو صفتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ مضبوط اور توانا ہو دوسرا یہ کہ امانت دار ہو اور یہ دونوں صفتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ توانائی کا تو یہ حال ہے کہ جو پتھر دس آدمیوں سے نہیں اٹھ سکتا تھا اس شخص نے تنِ تنہا اسکو نہایت سہولت سے اٹھا کر رکھدیا ہے۔ اور امانت کا یہ حال ہے کہ اس شخص نے مجھ کو پیچھے چلنے کو کہا، کہ میرے پیچھے پیچھے چلو اور زبان سے راستہ بتاتی چلو۔ اور جس میں یہ دو خصلتیں ہوں یعنی امانت اور قوت وہ خوب خدمت انجام دے گا۔ شعیب علیہ السلام نے بیٹی کے اس مشورہ کو قبول کیا اور بعد ازاں کہا "اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الخ"

(۳) احناف کے نزدیک صرف اجرت کا مہر بننے میں حکم:...... امام ابوحنیفہؒ سے ظاہر الروایات میں یہی صورت منقول ہے کہ خدمتِ زوجہ کو مہر نہیں بنایا جاسکتا مگر ایک روایت جس پر علماء متاخرین نے فتویٰ دیا ہے یہ ہے کہ خود بیوی کی خدمت کو مہر بنانا تو شوہر کی تکریم واحترام کے خلاف ہے مگر بیوی کا کوئی ایسا کام جو گھر سے باہر کیا جاتا ہے۔ جیسے مویشی چرانا یا کوئی تجارت کرنا اگر اسمیں شرائط اجارہ کے مطابق مدّت معیّن کردی گئی ہو جیسا کہ اس واقعہ میں آٹھ سال کی مدّت معیّن ہے تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ اس مدت کی ملازمت کی تنخواہ کو مہر قرار دینا جائز ہے۔

(۴) آیتِ مذکورہ کا جواب:...... امام ابوحنیفہؒ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اول یہ کہ نکاح جائز ہے۔ اس لحاظ سے آیت مذکور پر کوئی اشکال نہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ نکاح اسطرح جائز نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس آیت سے اس مسئلہ کے مثبت رخ پر استدلال ہی درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ استدلال اسوقت صحیح ہوگا کہ وہ بکریاں اس لڑکی کی ملک ہوتیں کیونکہ ہماری شریعت میں اس بات پر اجماع ہے کہ مہر عورت کا حق ہے۔ عورت کے ولی کا حق نہیں ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ بکریاں حضرت شعیب علیہ السلام کی تھیں۔ اس لئے اجماع دلالت کرتا ہے کہ یہ حکم شریعت شعیبی کا تھا ہماری شریعت کا نہیں ہے۔

www.Bhalli.Info

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدت پوری کرنے کی تعیین:...... صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے یہ سوال کیا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے صرف آٹھ سال پورے کیے یا دس سال تو انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے زیادہ مدت (دس سال) پورے کیے کہ انبیاء علیہم السلام کی یہی شان ہے کہ جو کہتے ہیں اسکو پورا کرتے ہیں۔ علامہ بغویؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سے پوچھا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی تو کہدینا کہ دونوں مدتوں میں سے جو بہتر اور زیادہ وفاء عہدی والی۔ (رواہ البزار)۔

(۸۳) اَلسُّوَالُ الثَّالِثُ (الف):...... عَنْ ابْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَاقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: اِنَّ اللّٰہَ لَایَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ النَّاسِ وَلٰکِنْ یَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُھَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔ ﴿ص ۴۱۱۔م۔ر۔ح حدیث (۱۳۹۲)﴾

(الف) حدیث بالا کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ کیجیے (ب) حدیث کی واضح تشریح کیجیے اور بتایئے کہ آج کل علم اٹھ رہا ہے یا نہیں؟ اور وہ کس طرح اٹھ رہا ہے؟ (ج) پوری حدیث اپنے قلم سے خوشخط نقل کر کے اس پر اعراب لگایئے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ حدیث مذکور کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ۔ ۲۔ حدیث شریف کی واضح تشریح۔ ۳۔ پوری حدیث مبارکہ پر اعراب۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیث مذکور کا بامحاورہ اردو میں ترجمہ:...... حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال لے لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے۔ ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے جواب دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(۲) حدیث شریف کی واضح تشریح:...... اسی طرح کا مضمون متعدد روایات میں وارد ہوا ہے۔ اور علم دین کا اُٹھ جانا قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ اور علمِ دین کا اُٹھنا یہ نہیں ہوگا کہ اہلِ علم کے سینوں سے اُسے نکال دیا جائے بلکہ قیامت کے قریب اہلِ علم اُٹھ جانا ہے اس طور پر کہ اہل حق علماء اٹھتے چلے جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان کے جانشین جاہل اور بے علم اور دنیا پرست لوگ ہو جائیں گے اور وہ لوگ سردار اور دینی رہنما ہوں گے اور صحیح دین کے حامل علماء و صلحاء اور اتقیاء شاذ و نادر ہوں گے اور جو ہوں گے انکی طرف لوگوں کا رجوع نہ ہوگا۔ اور رفتہ رفتہ یہ بھی اس دنیا سے چلے جائیں گے اور انکی جگہ جاہل لوگ عالم اور مفتی بن بیٹھیں گے، لوگ ان سے سوال کریں گے اور بغیر علم صحیح کے جواب دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

www.Bhalli.Info

حاملینِ حدیث الفاظِ حدیث یاد کر کے امت کی آئندہ نسلوں تک حدیث کو پہنچاتے ہیں یہ بھی بہت بڑی دین کی خدمت ہے۔ جس پر حدیث بالا میں دعا دی گئی ہے۔ مگر فقہاء صرف الفاظ یاد کر کے اس پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ علوم نبوت کے سمندر میں غوطہ لگا کر اس کی تہہ سے قیمتی جواہر نکال کر امت کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ جو شخص کلامِ نبوت ﷺ سن کر سمجھ کر اور اس کے معانی و مطالب کو خوب دل نشین کر کے فرمانِ نبوت جس طرح سنا ہے اسی طرح دوسروں تک پہنچا دے اور اس میں کمی بیشی نہ کرے وہ اس دعا کا مستحق ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو اس نے حدیث پہنچائی ہے وہ زیادہ اس کے معانی کو سمجھنے والا اور زیادہ اس کے دقیق مطالب کی جانب رسائی حاصل کرنے والا ہو۔ اور اسمیں پوشیدہ علوم و معارف کو زیادہ اُجاگر کرنے والا ہو۔

(۴) کلمہ ”مبلغ“ کی صرفی تحقیق:...... ماقبل کی تفصیل وضاحت سے بات واضح ہوگئی کہ یہ کلمہ ”مبلغ“ اسم مفعول کا صیغہ ہے نہ کہ اسم فاعل کا اور حدیث شریف کا آخری لفظ ”سامع“ بھی اسبات کی طرف مشیر ہے۔

اَلْوَرَقَةُ الْاُوْلیٰ: فِی التفسیر والحدیث ۱۴۱۷ھ

(۸۵) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (الف) :...... اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَــقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۔

﴿پ ۱۲۔ س۔ ھود۔ آیت (۵۔۶)﴾

(۱) آیاتِ بالا کا سلیس اردو ترجمہ تحریر کرنے کے بعد ماقبل سے ان کا ربط بیان کریں (۲) پہلی آیت کا شانِ نزول تحریر کریں۔ (۳) ”مُسْتَقَرّ“ اور ”مُسْتَوْدَع“ کی صرفی اور لغوی تحقیق کرنے کے بعد بتائیں ان سے کیا مراد ہے؟ (۴) کتاب مبین سے کیا مراد ہے؟

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (الف)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چھ امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ کریمہ کا سلیس اردو میں ترجمہ ۲۔ آیاتِ بالا کا ماقبل سے ربط ۳۔ پہلی آیت کا شانِ نزول ۴۔ ”مُسْتَقَرّ“ اور ”مُسْتَوْدَع“ کی لغوی اور صرفی تحقیق ۵۔ ”مُسْتَقَرّ“ اور ”مُسْتَوْدَع“ کی مراد۔ ۶۔ کتاب مبین کی مراد۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ کریمہ کا سلیس اردو میں ترجمہ:...... یاد رکھو! وہ لوگ اپنے سینوں کو دُہرا کر دیتے ہیں تا کہ اس اللہ سے اپنی باتیں چھپا سکیں۔ خوب سن لو! وہ لوگ جب اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں تب بھی اللہ تعالیٰ ان امور سے واقف ہوتا ہے جن کو وہ چھپاتے ہیں اور جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ سینوں کے اندرونی رازوں کو خوب جانتا ہے۔ نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین پر مگر اللہ تعالیٰ ہی

www.Bhalli.Info

کے ذمہ اسکی روزی ہے۔اور وہ ہر ایک کی قیام گاہ اور قرار گاہ کو جانتا ہے۔ہر ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

(۲) آیاتِ بالا کا ماقبل سے ربط:......اس سے پہلے حق تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا بیان تھا اب پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کے علمِ محیط کو بیان کرتے ہیں کہ کوئی چیز پوشیدہ سے پوشیدہ اس پر مخفی نہیں ہے۔اس کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ترزیق اور صفتِ تخلیق کو بیان کیا گیا ہے۔

(۳) پہلی آیت کا شانِ نزول:......شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں کہ کافر کچھ مخالفت کی باتیں گھر میں کہتے ان کا جواب قرآن مجید میں اُترتا تو سمجھتے کہ کوئی کھڑا سنتا ہے جا کر رسول خدا ﷺ سے کہدیتا ہے تب ایسی بات کہتے تو کپڑا اوڑھ لیتے جھک کر دُھرے ہو کر اور خوب چھپ کر باتیں کرتے تھے۔تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔اگرچہ بعض روایات میں اس کا شانِ نزول اور بھی لکھے ہیں لیکن زیادہ صحیح یہی معلوم ہوتا ہے۔

(۴) مُسْتَقَرٌ اور مُسْتَوْدَعٌ کی لغوی اور صرفی تحقیق:......بظاہر تو یہ دونوں صیغے واحد مذکر غائب اسم ظرف مکان کے ہیں مصدر استقرار بمعنی قرار پکڑنا مُسْتَقَرٌ بمعنی قرارگاہ،ٹھہرنے کی جگہ از باب استفعال چوں مستمد۔اور مُسْتَوْدَعٌ۔ظرف مکان بمعنی امانت رکھنے کی جگہ۔مصدر استیداع بمعنی امانت رکھنا از بابا استفعا۔

(۵) مُسْتَقَرٌ اور مُسْتَوْدَعٌ کی مراد:......مُسْتَقَرٌ سے مراد وہ جائے قرار ہے جہاں حیوان اپنی زندگی میں اپنے اختیار سے ٹھہرے جیسے اپنے مکان اور رہنے کی جگہ اور مُسْتَوْدَعٌ وہ جگہ مراد ہے جہاں ٹھہرنا اختیار سے نہ ہو۔جیسے رحم مادر۔قال البغویؒ مُسْتَقَرٌ سے مراد وہ جگہ جہاں جاندار دن رات گھوم پھر کر قرار پکڑے اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد قبر ہے۔حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک مُسْتَقَرٌ سے مراد ماں کا پیٹ اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد باپ کی پشت،بعض علماء کے نزدیک مُسْتَقَرٌ سے مراد جنت یا دوزخ اور مُسْتَوْدَعٌ سے مراد قبر ہے۔

(۶) ''کتابِ مبین'' کی مراد:......اکثر مفسّرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد ''لوح محفوظ'' ہے اگرچہ بعض حضرات نے اسکی مراد ''اعمال لکھنے والے فرشتوں کے کتابچے'' لیا ہے (مظہری)۔

(۸۶) اَلسُّوَالُ الْاَوَّلُ (ب):......فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ۝۔﴿پ۔۱۲۔س۔ھود۔آیت (۱۰۶۔۱۰۸)﴾

(۱) آیاتِ مذکورہ کا مطلب خیز ترجمہ تحریر کریں (۲) خط کشیدہ الفاظ پر جو اشکال ہوتا ہے وہ اشکال بمع جواب تحریر کریں۔

(۳) نیز ''عَطَآءً'' ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔۱۔آیاتِ کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ۔۲۔خط کشیدہ الفاظ پر ہونے والے اشکال وجواب کی تفصیل۔۳۔''عَطَآءً'' کی ترکیبی حیثیت۔

www.Bhalli.Info

تفصیلی جواب

(۱) آیات کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ:......اس شق کا حل ۱۴۲۳ھ کے الجواب عن السوال الاول (الف) کی شق نمبر (۱) پر گذر چکا ہے۔

(۲) خط کشیدہ الفاظ پر ہونے والے اشکال وجواب کی تفصیل:......مذکورہ بالا سوال میں دو جملوں پر خط کھینچا گیا ہے۔ ۱۔ مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۲۔ اِلَّا مَاشَآءَ رَبُّكَ۔ اول جملہ پر اشکال یہ ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو نص صریح سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین وآسمان ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو جائیں گے۔ اور آیت مذکور میں جہنمیوں نے کا جہنم میں خلود زمین وآسمان کے دوام کے ساتھ معلق کیا گیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ زمین وآسمان موجود رہیں گے۔ دوسرے جملہ پر یہ اشکال ہے جو بعض حضرات نے اپنے مسلک یہ اس سے استدلال کیا ہے کہ چندروز کے بعد جہنم فنا ہو جائے گی۔ اور جہنمیوں کو نکال لیا جائے گا۔ جبکہ قرآنی نص آخر مثلاً خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا کے معارض وخلاف ہے۔ ان دونوں اشکال کا جواب ۱۴۲۳ھ کے الجواب عن السوال الاول (الف) کی شق نمبر (۲-۳) پر تفصیل سے گذر چکا ہے۔

(۳) "عَطَآءً" کی ترکیبی حیثیت:......اس میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ اسم مصدر ہے۔ "ای اعطاء ذلک" یا مفعول بہ اور عطآءً بمعنی اَلْمُعْطٰی۔

(۸۷) اَلسُّوَالُ الثَّانِيْ (الف):......حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ۔ ﴿پ ۱۳۔ س۔ یوسف۔ آیت (۱۱۵)﴾

(۱) آیت مبارکہ کا مطلب خیز ترجمہ کریں (۲) خط کشیدہ الفاظ کی ایسی جامع تشریح بیان کریں کہ تمام اشکالات مرتفع ہو جائیں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِيْ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں دو امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیات کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ۔ ۲۔ آیات کریمہ کی جامع تفسیر بمع ازالہ اشکال۔

تفصیلی جواب

(۱) آیات کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ:......یہاں تک کہ (جب مدت مہلت دراز ہونے کی وجہ سے) پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے (کہ کفار پر عذاب آنے کے وعدہ کا وقت مقرر، میں اپنی حقانیت اور غلبہ واضح ہوگا) اور ان کو گمان غالب ہو گیا (کہ وعدہ الٰہی کے وقت کو مقرر کرنے میں) ہمارے فہم میں غلطی کی (تو اس مایوس کی حالت میں) ان کو ہماری مدد پہنچی (اور ان پر عذاب آیا) پھر ہم نے جس کو چاہا وہ بچالیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے نہیں ہٹتا۔

(۲) آیات کریمہ کی جامع تفسیر بمع ازالہ اشکال:......اس آیت میں جس بات کو ذکر کیا گیا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ دشمنوں پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں فرماتے بلکہ ان کو مہلت دیتے ہیں اور اپنے دوستوں کو یعنی پیغمبروں کو اور ان کے پیروؤں کو طرح طرح کی بلاؤں اور مصیبتوں سے ہلاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان کی تکلیف اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ظاہری اسباب سے ناامید

www.Bhalli.Info

ہوکر اپنے پروردگار سے یہ عرض کرنے لگتے ہیں "مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ" اے اللہ ہماری مدد کر اور دشمنوں پر ہماری فتح کب ہوگی؟۔تب حق تعالیٰ کی طرف سے بشارت آتی ہے "اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ" جیسا کہ سورۃ بقرہ میں گذرا۔اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ الخ تو معلوم ہوا کہ امتحان اور ابتلاء عظیم کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔

اس آیت کی جامع تفسیر یہ ہے کہ اس آیت میں جو لفظ "کُذِبُوْا" واقع ہوا ہے اس میں دو قراءتیں ہیں ایک یہ کہ "کُذِّبُوْا" تشدید ذال کے ساتھ پڑھا گیا ہے جو کہ "تکذیب" سے مشتق ہو اور دوسری قراءت یہ ہے کہ "کذبوا" کو تخفیف ذال کے ساتھ پڑھا جائے جو کذب سے مشتق ہے۔اول قراءت کے اعتبار سے آیت کے معنی واضح ہیں۔کہ تاخیر عذاب سے رسولوں کو یہ گمان ہوا کہ ان کی قوم ان کی تکذیب کرے گی اور نزولِ عذاب کے وعدہ میں ان کو جھوٹا بتلائے گی کہ تم جو ہم سے وعدہ کرتے تھے کہ کافروں پر عذاب نازل ہوگا۔وہ عذاب کہاں ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ کافروں کو تو انبیاء کرام علیہم السلام کے جھوٹے ہونے کا یقین تھا اور کفار انبیاء علیہ السلام اور اہل ایمان کی ایذاء رسانی پر تلے ہوئے تھے۔جب اہل ایمان کو کفار سے اذیتیں پہنچیں تو انبیاء نے ان سے نصرت کا وعدہ کیا لیکن جب نصرتِ الٰہی کے آنے میں تاخیر ہوئی تو انبیاء کرام کو یہ اندیشہ اور خطرہ ہوا کہ کافر تو ہم کو پہلے ہی جھوٹا سمجھتے ہیں اور کاذب ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ہوسکتا ہے کہ ہمارے مؤمنین اور متبعین بھی وعدہ عذاب میں تاخیر ہونے کی وجہ سے ہم کو جھوٹا نہ سمجھنے لگیں اور جو لوگ ہم پر ایمان لائے ہیں وہ بھی کہیں پھسل نہ جائیں۔اور دین سے مرتد نہ ہو جائیں تو ایسے اضطراب کے وقت مدد آپہنچی اور یہ سارے خیالات غلط ثابت ہوئے۔کذب وعدہ کا گمان معاذ اللہ رسولوں کو نہ تھا بلکہ منکرین اور اشقیاء کو تھا۔انبیاء علیہم السلام کو اہل ایمان کے ارتداد کا خطرہ تھا رسولوں کو یہ خیال ہوا کہ مبادا اہل ایمان بھی ہماری طرف سے شک میں نہ پڑجائیں۔حضرت عائشہ صدیقہؓ ذال کو تشدید کے ساتھ پڑھتی تھیں اور آیت کا یہ مطلب بیان فرماتی تھیں جو اوپر مذکور ہوا۔اور قراءتِ تخفیف کا انکار کرتی تھیں اور اسکو عصمتِ انبیاء علیہم السلام کے منافی سمجھتی تھیں۔

اور حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ لفظ "کُذِبُوْا" کو تخفیف ذال کے ساتھ پڑھتے تھے۔اس قراءت پر بظاہر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب حسب وعدہ کافروں پر عذاب نازل ہونے سے رسول ناامید ہوگئے اور یہ گمان کرنے لگے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان سے فتح وظفر اور غلبہ اور نصرت کا جھوٹا وعدہ کیا گیا تھا کہ نصر وظفر کے بارہ میں جو وحی ہم پر آئی تھی وہ کذب تھی اور ہم مکذوب ہیں اس قراءت کی بناء پر آیت کا یہ مطلب نہایت مشکل نظر آتا ہے۔اس لئے کہ حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کے نفوس قدسیہ اس سے پاک اور منزہ ہیں کہ ایک لمحہ کیلئے ان کے دل میں یہ خطرہ بھی گذرے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا نے ہم سے جھوٹا وعدہ کیا تھا یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا نبی اللہ کی وحی کو غلط اور جھوٹا جانے قطعاً ناممکن اور محال ہے۔اس اشکال کی بناء پر علماء محققین نے قراءتِ تخفیف کی مختلف تفسیریں کی ہیں۔

تفسیر اول:......بعض علماء اس طرف گئے ہیں وَظَنُّوْا اور اَنَّھُمْ اور قَدْ کُذِبُوْا کی تینوں ضمیریں رُسُلُ کی طرف راجع نہیں بلکہ تینوں ضمیریں بقرینۂ مقام مرسل الیہم یعنی قوم کی طرف راجع ہیں۔اور مطلب یہ ہے کہ جب پیغمبر قوم کے ایمان لانے سے ناامید

www.Bhalli.Info

ہو گئے اور قوم کے لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے ہم کو عذاب کی دھمکیاں دی تھیں وہ سب ڈھکوسلے تھے اور صرف ہمارے ڈرانے کیلئے تھے اور پیغمبر جو اپنی نصرت اور ہماری ہلاکت کے وعدوں کا ذکر کرتے تھے اور جو یہ کہتے تھے کہ ہم پیغمبر ہیں اور اگر تم ہمارا کہنا نہ مانو گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ وہ سب جھوٹی باتیں تھیں۔ تو اس ناامیدی کی حالت میں پیغمبروں کو ہماری مدد پہنچی اور لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام صادق تھے۔ (حضرت شاہ ولی اللہؒ)۔

تفسیر دوم:...... بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ قراءۃ تخفیف میں وَظَنُّوْا اور اَنَّھُمْ اور قَدْ کُذِبُوْا کی تینوں ضمیریں رُسُلُ کی طرف راجع ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جب وعدہ عذاب کے ظہور میں دیر ہوئی تو انبیاء کرام ناامید ہوئے اور یہ خیال کرنے لگے کہ شاید یہ عذاب ہماری زندگی میں نہ آئے اور ہمارے بعد آئے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو حق اور صدق ہے مگر مطلق ہے جس کی مدت اور وقت کی تعیین نہیں کہ وہ کب ہوگا؟ لہٰذا ضروری نہیں کہ وہ نبی کی زندگی میں پورا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی کے خلفاء اور جانشینوں کی باتوں پر یہ وعدہ پورا ہو۔ اور حضرات انبیاء کرام کی یہ ناامیدی ظاہری اسباب اور ظاہری حالات کی بناء پر تھی۔ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی رحمتِ کاملہ سے مایوسی اور ناامیدی نہ تھی۔ حق جل شانہ کا معاملہ انبیاء و مرسلین اور انکے احباء اور مخلصین کے ساتھ یہ ہے کہ مصائب کے پہاڑ ان پر نازل ہوتے ہیں اور کافروں کے ساتھ یہ ہے کہ ان کو فوراً نہیں پکڑتے بلکہ ان کو اتنی مہلت اور ڈھیل دیتے ہیں کہ وہ خوب دل کھول کر کفر کر لیں اور اعلانیہ طور پر انبیاء کو جھوٹا بتلانے لگیں اور تکبر اور غرور سے کودنے اور اُچھلنے لگیں۔ اس طرح سے ادھر تو جرم کا پیمانہ لبریز ہو جائے اور ادھر انبیاء کرام کی ابتلائی منزلیں پوری ہو جائیں حتیٰ کہ انبیاء و مرسلین انتظار کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ اور ناامید ہو جاتے ہیں گویا کہ یہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ ہم سے نصر و ظفر کا وعدہ غلط کیا گیا یعنی یہ کلام بطور تشبیہ و تمثیل ہے بطور مبالغہ ایسا کہا گیا کہ عذاب میں اتنی تاخیر ہوئی کہ یہ گمان ہونے لگا کہ وہ وعدہ غلط تھا تو اس پریشانی اور بے سروسامانی کی حالت میں ناگاہ رسولوں کو ہماری مدد پہنچی اور ان کو اور انکے متبعین کو نجات دی اور ان کے دشمنوں کو تباہ اور برباد کیا۔ لہٰذا کفار مکہ کو چاہیے کہ امم سابقہ کے واقعات سے عبرت پکڑیں اور تاخیر عذاب سے دھوکہ میں نہ پڑیں۔ پہلی قوموں کو بھی اسی قسم کی مہلتیں مل چکی ہیں۔

(۸۸) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب) :...... وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۔ ﴿پ ۔۱۵۔ س ۔ بنی اسرائیل ۔ آیت (۶۵)﴾

(۱) آیت مذکورہ کا مطلب خیز ترجمہ کریں (۲) ''الرُّءْيَا'' اور ''الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ'' کی مراد متعین کریں (۳) حضور ﷺ کو معراج بیداری کی حالت میں کرائی گئی تھی یا خواب کی حالت میں؟ اگر بیداری میں تھی تو ''وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا'' کا کیا مطلب ہے؟ اور اگر خواب میں تھی تو ''اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ'' کا کیا جواب ہے؟

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:...... مذکورہ بالا سوال میں چار امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیت کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ ۲۔ ''الرُّءْيَا'' اور ''الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ''

www.Bhalli.Info

کی مراد کا تعین ۔۳۔ حضور ﷺ کا معراج جسمانی یا روحانی ۔۴۔ سوال مذکور کا جواب۔

تفصیلی جواب

(۱) آیت کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ:...... اے نبی آپ اس وقت کو یاد کریں کہ جب ہم نے آپ سے یہ کہدیا تھا کہ تیرا رب سب لوگوں کو احاطہ اور گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ اور نہیں بنایا ہم نے اس دکھاوے اور نظارہ کو جو ہم نے تجھ کو شب معراج میں دکھلایا مگر لوگوں کی آزمائش اور امتحان کیلئے اور اعلی ہذا ہم نے اس ملعون درخت کو بھی لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنایا جس پر قرآن مجید میں لعنت کی گئی ہے۔ اور انکے علاوہ بھی ہم ان کو طرح طرح سے عذاب الٰہی سے ڈراتے ہیں سو وہ ڈرانا ان کے حق میں سوائے سخت تمرد اور سرکشی کے کسی بات کو زیادہ نہیں کرتا ہے۔

(۲) الرُّءْيَا اور الشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ کی مراد کا تعین:...... "الرُّءْيَا" عربی زبان کا لفظ ہے جس کا لغت میں معنی خواب ہے لیکن آیت میں مراد خواب کا قصہ نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کے مرتد ہونے کی کوئی بات نہیں تھی، خواب تو ہر شخص ایسے دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ اسجگہ الرُّءْيَا سے مراد ایک واقعہ عجیبہ حالتِ بیداری میں دکھلانا ہے۔ آیت مذکورہ کی تفسیر میں اگرچہ بعض حضرات نے اسکو واقعہ معراج کے سوا دوسرے واقعات پر بھی محمول کیا ہے مگر مجموعی اعتبار سے یہاں منطبق نہیں ہوتے اس لئے جمہور نے واقعہ معراج ہی کو اس آیت کا محمل قرار دیا ہے

الشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ:...... اس سے مراد زقوم کا درخت جو طعام کفار ہے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ آگ میں درخت کا وجود کیسے ممکن ہے؟ جبکہ آگ اُسے جلا دیتی ہے۔ لہٰذا درخت کا جہنم میں ہونا محال ہے۔ تو بتلایا گیا کہ یہ بات محال نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی درخت کا مزاج ایسا بنا دیں کہ وہ پانی کی بجائے آگ سے پرورش پائے۔

(۳) حضور ﷺ کا معراج جسمانی یا روحانی؟:...... جہاں تک معراج کا تعلق ہے حضور ﷺ کو معراج روحانی یا منامی اور اسی طرح جسمانی بھی ہوئے ہیں لیکن معراج روحانی متعدد بار ہوئے ہیں البتہ معراج جسمانی صرف ایک مرتبہ ہوا ہے۔ اور آیت مذکورہ میں جس الرُّءْيَا کا ذکر ہے اس سے معراج جسمانی مراد ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے معراج جسمانی کا اسجگہ ذکر ہے کیونکہ اگر لفظ الرُّءْيَا سے مراد معراج روحانی ہوتو پھر وہ لوگوں کیلئے کسی طرح فتنہ اور آزمائش نہیں ہوسکتا کیونکہ دنیا میں کوئی بے وقوف سے بے وقوف بھی ایسا نہیں جو خواب کو جھٹلائے البتہ ظاہری آنکھوں سے اتنی کم مدت میں اتنی چیزوں کا دیکھنا اور دعویٰ کرنا ضرور فتنہ اور ذریعہ آزمائش ہے۔

(۴) سوال مذکور کا جواب:...... اوپر والی شق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت کریمہ میں رؤیا سے مراد معراج جسمانی ہے جو حالتِ بیداری میں کرائی گئی ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا کا کیا مطلب ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ لفظ رؤیا لغت عرب میں خواب کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح یہ لفظ خواب دیکھنے کیلئے آتا ہے۔ اسی طرح عالم بیداری میں دیکھنے کیلئے بھی آتا ہے اور یہی تفسیر لفظ رؤیا کی سعید بن جبیرؒ، ابراہیم نخعی، حسن بصری اور امام مسروق، قتادہ، مجاہد حضرت عکرمہ عبدالرحمان بن زید وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ اکابر تابعین سے منقول ہے۔ (تفسیر قرطبی)۔

www.Bhalli.Info

الورقۃ الاولیٰ: فی التفسیر و الحدیث سنۃ ۱۴۱۶ھ

(۹۱) السوال الاول (الف): ...... الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ ۔ ﴿پ ۔ ۱۱ س ۔ ہود ۔ آیت (۱ ۔ ۵)﴾

مذکورہ بالا آیات کا ترجمہ کیجیے۔ نیز بتایئے کہ آخری آیت کی شانِ نزول کیا ہے اور اس کا ماقبل سے ربط کیا ہے۔

الجواب عن السوال الاول (الف)

اجمالی جواب: ...... مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ آیاتِ بالا کا ترجمہ۔ ۲۔ آخری آیت کا شانِ نزول۔ ۳۔ آخری آیت کا ماقبل سے ربط۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ بالا کا ترجمہ: ...... الٓرٰ (اللہ اعلم)۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات دلائل سے محکم کی گئی ہیں۔ پھر ایک حکیم باخبر کی طرف سے صاف صاف بیان بھی کی گئی ہیں۔ کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ بے شک میں انکی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ تم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف لوٹو۔ وہ تم کو اچھی زندگی عطاء فرمائے گا مرتے دم تک۔ اور وہ ہر فضیلت والے کو اسکی فضیلت کے مطابق جزاء عطاء فرمائے گا۔ اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ کی عبادت و توحید سے) روگردان ہو گئے تو مجھے تمہارے متعلق ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔ تمہارے امور کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے اور وہی ہر شئ پر قدرت رکھتا ہے۔ یاد رکھو! وہ لوگ دُہرا کر دیتے ہیں اپنے سینوں کو تا کہ وہ اپنی باتیں اللہ تعالیٰ سے چھپالیں۔ خوب سن لو! وہ لوگ جب اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں تب بھی اللہ تعالیٰ ان امور سے واقف ہوتا ہے۔ جن کو وہ چھپاتے ہیں اور ان باتوں کو بھی جانتے ہیں جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو جاننے والا ہے۔

(۲) آخری آیت کا شانِ نزول: ...... (نوٹ) شق ہذا اور آئندہ شق کا جواب ۱۴۲۱ھ کے الجواب عن السوال الاول (الف) کی شق نمبر (۲،۳) پر گزر چکا ہے۔

(۹۲) السوال الاول (ب): ...... وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَي الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۡ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ ۔ ﴿پ ۔ ۱۳ س ۔ یوسف ۔ آیت (۱۰۰)﴾

آیاتِ مذکورہ کا ترجمہ کرنے کے بعد بتایئے کیا غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر پیغمبر اور ان کے اہل بیت نے کیسے سجدہ کیا؟

www.Bhalli.Info

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الْاَوَّلِ (ب)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالاسوال میں تین امورحل طلب ہیں۔ا۔آیاتِ مذکورہ کا ترجمہ۔۲۔غیراللہ کوسجدہ کرنیکا حکم۔۳۔ایک سوال کا جواب

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مذکورہ کا ترجمہ:......اوراپنے والدین کوتخت پراونچا بٹھایااورسب کے سب ان کے سامنے سجدہ میں گر گئے اوراس نے کہا۔ اے میرے ابا! یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جومیں نے پہلے زمانہ میں دیکھاتھا۔اوراس نے مجھ پرانعام کیاجب مجھ کوقیدخانہ سے نکالا اورتم کوگاؤں سے لے آیااس کے بعدکہ شیطان میرے اورمیرے بھائیوں کے درمیان جھگڑاڈال چکاتھا۔بے شک میرارب جوچاہتا ہے اسکی لطیف تدبیرکرتا ہے بلاشبہ وہ بڑاعلم اورحکمت والا ہے۔

(۲) غیراللہ کوسجدہ کرنیکا حکم:......سجدۂ عبادت غیراللہ کیلئے کسی بھی شریعت (حضرت آدم علیہ السلام سے لیکرحضورﷺ تک) میں جائزنہیں ہے۔البتہ سجدۂ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کی شریعت میں جائزتھالیکن یہ سجدہ حضورﷺ کی شریعت میں بھی بالکل جائزنہیں ہے۔

(۳) ایک سوال کا جواب:......حضرت یوسف علیہ السلام کوجواسکے والدین اوربھائیوں نے سجدہ کیاتھاوہ سجدہ عبادت نہ تھااورنبی کی ذات سے یہ تصورہی نہیں ہوسکتاکہ وہ اپنے آپ کوسجدۂ عبادت کرائیں۔تویہ سجدہ حضرت ابن عباسؓ کے فرمان بموجب سجدۂ شکرتھا جواللہ تعالیٰ کے شکرکیلئے کیاگیا۔یوسف علیہ السلام کونہیں کیاگیا۔بعض کاقول یہ ہے کہ یہ سجدہ حضرت یوسف علیہ السلام کوتھاتعظیماً اور یہ حضرات انبیاءعلیہم السلام سابقین کی شریعتوں میں جائزتھا۔لہٰذاکوئی اعتراض پیش نہیں آتا۔

(۹۳) اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (الف) :......وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝

﴿پ۔۱۴۔س۔النحل۔آیت (۸۰۔۸۱)﴾

مذکورہ آیات کاترجمہ کرکے خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق قلم بندکیجیے۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالاسوال میں دوامورحل طلب ہیں۔ا۔آیاتِ مذکورہ کاترجمہ۔۲۔خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اورصرفی تحقیق۔

تفصیلی جواب

(۱) آیاتِ مذکورہ کاترجمہ:......اوراللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کوتمہارے لئے بسنے کی جگہ بنادیئے۔اوراللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے چوپاؤں کی کھال سے ایسے گھربنائے جوتمہارے کوچ کے دن وہ تمہارے لئے ہلکے رہتے ہیں اورتمہارے گھرر ہنے کے دن۔اوران جانوروں کی اُون سے اوران اونٹوں کی ببریوں سے اوران بکریوں کے بالوں سے کتنے اسباب اوراستعمال کی چیزیں بنادیں مقرر

www.Bhalli.Info

وقت تک۔اوراللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنادیئے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنادیں۔اور تمہارے لئے کرتے بنادیئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے جو تم کو لڑائی سے بچاتے ہیں۔اسی طرح وہ اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے تاکہ تم اسکا حکم مانو۔

(۲)خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق:...... تَسْتَخِفُّوْنَهَا:......صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم از باب استفعال بمعنی تم اسکو ہلکا جانتے ہو۔وہ تم کو ہلکا لگتا ہے۔مصدر اِسْتِخْفَافًا بمعنی ہلکا سمجھنا۔ ظَعْنِكُمْ:......اسم مصدر مضاف کم ضمیر جمع مذکر کی طرف بمعنی تمہارا سفر کرنا، تمہارا کوچ۔تمہارا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔از باب فتح ماضی ظعن بمعنی اس نے کوچ کیا یا ایک جگہ سے دوسری جگہ گیا۔ اَصْوَافِهَا:......اسم جمع ہے مضاف ہے ھا ضمیر کی طرف یہ جمع ہے صوف کی بمعنی اُون۔ وَاَوْبَارِهَا:......انکی یعنی اونٹوں کی بریاں یہ وبر کی جمع ہے جس کے معنی اونٹ کی اُون۔ وَاَشْعَارِهَا:......بمعنی ان کے بال۔اشعار، شعر کی جمع ہے بمعنی بال۔اشعار مضاف ہے ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ ظِلٰلًا:......بمعنی سائے۔ظِلٌّ کی جمع ہے۔بمعنی سایہ اور ایک معنی عزت وشوکت بھی ہے اَكْنَانًا:......حفاظت کی جگہیں، چھپنے کی جگہیں کِنٌّ کی جمع بمعنی حفاظت کی جگہ۔ سَرَابِيْلَ:......قمیص پیراہن۔سربال کی جمع ہے بمعنی قمیص۔صیغہ جمع مکسر ہے۔ بَاْسَكُمْ:......باسٌ اسم جامد ہے بمعنی پکڑ۔لڑائی۔دبدبہ۔سختی۔آفت یہ اسکے اصل معنی ہیں۔مگر غلبہ اور لڑائی کے معنی میں اسکا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔

﴿۹﴾ اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ (ب) :...... اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ۔

﴿پ۔۱۷۔س۔الحج۔آیت (۳۹)﴾

آیت کریمہ کا ترجمہ کرنے کے بعد بتایئے کہ کیا اقدامی جہاد مشروع نہیں؟ اگر مشروع ہے تو اس آیت سے جو صرف دفاعی جہاد کی مشروعیت کا شبہ ہوتا ہے اس کا جواب کیا ہے؟۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّانِیْ (ب)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں صرف دو امر حل طلب ہیں۔ا۔آیت کریمہ کا ترجمہ۔۲۔سوال مذکور کا جواب۔

تفصیلی جواب

(۱) آیت کریمہ کا ترجمہ:......حکم ہوا اُن کو جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا۔اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

(۲)سوال مذکور کا جواب:......اقدامی جہاد بھی مشروع ہو اباقی آیت کریمہ میں جو صرف دفاعی جہاد کی اجازت کا شبہ ہوتا ہے اسکا حل یہ ہے کہ اس آیت میں صحابہ کرامؓ کو منع کے بعد جہاد کی اجازت اسی وجہ سے دی گئی کہ یہ لوگ مظلوم ہیں اور مظلوم کو ظالم کے ظلم کے مقابلہ تمام مذاہب میں نہ صرف جائز بلکہ واجب اور لازم ہے۔اور حق کو باطل کی سرکوبی کا ہر وقت حق حاصل ہے۔حتی کہ اگر حق مصلحت سمجھے قبل اس کے کہ باطل سر اٹھانے سے پہلے ہی اس کا سر کچل دیا جائے تو یہ بھی عین حق ہے۔اور کمال تدبر و دانائی ہے۔اور

www.Bhalli.Info

انتظار میں رہنا کہ جب باطل مجھ پر حملہ آور ہو تو اس کی مدافعت کروں گا تو یہ کم عقلی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آیت مذکور سے جہاں دفاعی جہاد کی اجازت ہے وہاں اقدامی جہاد کی بھی اجازت دی گئی ہے۔

بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ چونکہ جہاد کی مشروعیت تدریجا ہوئی۔ اگرچہ ابتداء منع تھا بعد میں آیت مذکورہ سے دفاعی جہاد کی مشروعیت ہوئی پھر اقدامی جہاد کیلئے دوسری آیت فاقتلوا المشرکین من حیث وجدتموہ الخ سے اجازت دی گئی ہے۔ لہٰذا کوئی اشکال باقی نہیں۔

(۹۵) السُّوَالُ الثَّالِثُ (الف) :......وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم. من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة ،فقالت ام سلمة رضی الله عنها فکیف تصنع النساء بذیولهن ؟ قال: یرخین شبرا. قالت: اذن تنکشف اقدامهن ،قال فیرخینه ذراعا لایزدن.﴿ص ۲۷۹۔م۔رح حدیث (۸۰۱)﴾

حدیث شریف کا مطلب خیز ترجمہ کرنے کے بعد بتائیں کہ کیا کپڑا ٹخنوں سے نیچے بغیر تکبر کے لٹکایا جا سکتا ہے؟ اگر جائز نہ ہو تو اس حدیث شریف کا مطلب کیا ہے؟ نیز خط کشیدہ عبارت کا مطلب واضح کریں۔

اَلْجَوَابُ عَنِ السُّوَالِ الثَّالِثِ (الف)

اجمالی جواب:......مذکورہ بالا سوال میں تین امور حل طلب ہیں۔ ۱۔ حدیث شریف کا مطلب خیز ترجمہ۔ ۲۔ ایک سوال کا جواب۔ ۳۔ خط کشیدہ عبارت کے مطلب کی وضاحت۔

تفصیلی جواب

(۱) حدیث شریف کا مطلب خیز ترجمہ:......حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکا کر اور گھسیٹ کر چلے۔ اللہ جل شانہ قیامت کے دن اس کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔ یہ سن کر حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا۔ عورتیں اپنے دامنوں کے بارے میں کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ نصف پنڈلی سے ایک بالشت نیچے لٹکا لیں۔ انہوں نے عرض کیا تب ان کے پاؤں نظر آئیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہاتھ کے برابر لٹکا لیں اس سے زائد نہیں۔

(۲) ایک سوال کا جواب:......خیلاء کی قید کے بارے میں احناف وشوافع کا اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک یہ قید اتفاقی ہے اور شوافعیہ کے ہاں یہ قید احترازی ہے۔ فلهذا احناف کے نزدیک مطلقاً ازار کا لٹکانا جائز نہیں ہے الا من عذر کما کان لابی بکرؓ اور شوافع کے ہاں بغیر تکبر کے جائز ہے باقی حدیث شریف میں عورتوں کیلئے ذیول کا لٹکانا ستراً جائز قرار دیا گیا ہے۔ کما قال الکشمیریؒ وهکذا فی کتب الحنفیة .فتدبر.

(۳) خط کشیدہ عبارت کے مطلب کی وضاحت:......حدیث شریف میں کپڑا لٹکانے پر جو وعید ذکر کی گئی ہے۔ یہ مردوں کیلئے ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں جبکہ خط کشیدہ کلمات میں آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کے سوال پر "کہ عورتیں کیا کریں؟ کیا عورتیں بھی اپنا

www.Bhalli.Info